# قصص الاولیاء

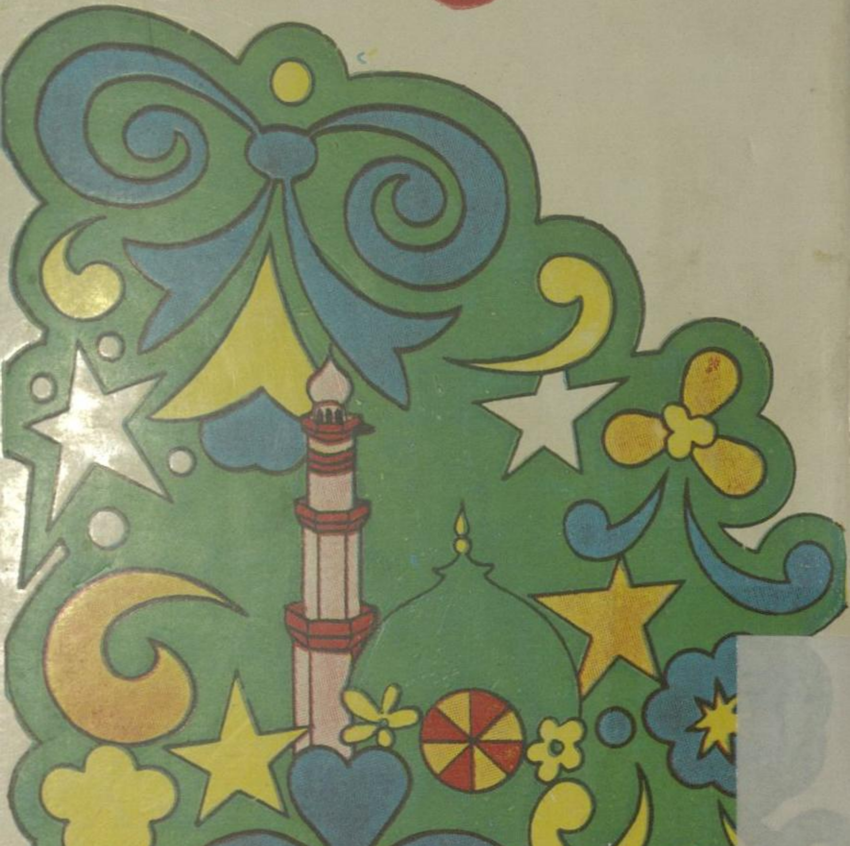

جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ عِنْدَ ذِکْرِ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ

یعنے

# جدید قصص الاولیاء

المعروف

# تذکرۃ الاولیاء

مصنفین

خاکپائے اولیا فصیح الہند علامہ فہیم صوفی وارثی میرٹھی مصنف میلا صوفی شہید اکبر یوسف زلیخا عملیات جہانگیری و طب جہانگیری وغیرہ

جسمیں

مستند اور مانے ہوئے خدا کے پیاروں کا ذکر ہے حضرت رسول اکرم سے لیکر موجودہ زمانے کے قابل احترام بزرگوں کے حالات درج ہیں۔

جہانگیر بکڈپو اردو بازار لاہور

MASOOD FAISAL JHANGIR LIBRARY
Acc No: 147775
MAILSI

| | |
|---|---|
| کتاب | قصص الاولیاء |
| مصنف | صوفی وارثی میرٹھی |
| صفحات | ۲۸۸ |
| بار | دوئم |
| کتابت | خالد اقبال |
| پبلشر | جہانگیر بک ڈپو |
| قیمت | 22/50 |

جہانگیر بک ڈپو۔ چوک اُردو بازار لاھور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

# حرفِ اوّل

آج کل زمانہ جس دور سے گذر رہا ہے۔ بہت اہم اور نازک ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لوگوں کے دلوں سے عظمتِ سلفِ صالحین اور عزتِ بزرگانِ اسلام اٹھتی جا رہی ہے۔ جس کے ساتھ ایمان، عمل، یقین مفقود ہوتا ہے۔ اسی چیز کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جناب محترم صوفی واد ثی صاحب نے قومی مذہبی روحانیت کو بیدار کرنے کے لیئے تذکرۃ الاولیاء کو منظر عام پر لانے کے لیئے اپنی زندگی کی تمام کوششوں کا نتیجہ کاغذ کے میدان پر قلم گوہر بار کی نرم زبان سے تصویر کھینچی۔ تاکہ ہر خاص و عام اور اہلِ طریقت حضرات اس سے مستفیض ہو سکیں۔ اور عوام الناس میں احساسِ عبدیت پیدا ہو۔ صراط الذین انعمت علیہم کی زندگی سے واقفیت حاصل کرنے اور اُن اولیائے کرام کے نقشِ قدم پر چلنے کے لیئے ہر فرد و بشر گامزن ہو۔ تاکہ اپنے خالقِ حقیقی کو پہچان سکیں اور طاغوتی عناصر سے ایمان بچا سکیں۔

علامہ صوفی صاحب کی کتاب آج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے مطالعہ سے صرف ایمان تازہ نہیں۔ بلکہ شجرِ پرثمر کی مانند پھیلتا پھولتا نظر آئے گا۔ خدا تعالیٰ سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمادیں۔ آمین ثم آمین ؎

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

احقر۔ خالد اقبال خوشنویس کاتب کتاب ہذا

# فہرست کتاب



| نام مضامین | صفحہ | نام مضامین | صفحہ |
|---|---|---|---|
| مصنف کی آپ بیتی | ۱۲ | حضرت ابوبکر صدیق رض | ۶۸ |
| پہلی بات | ۱۷ | حضرت عمر فاروق رض | ۷۲ |
| فقیروں کے سلسلے | ۲۷ | حضرت عثمان غنی رض | ۷۵ |
| پیری مریدی کے سلسلے | ۳۳ | حضرت علی رض حیدر کرار کرم اللہ وجہہ | ۷۸ |
| طریقہ تصور اسم ذات | ۳۵ | حضرت امام حسن رض شہید زہر | ۸۵ |
| دوسرا کرشمہ | ۳۷ | حضرت امام حسین رض شہید کربلا | ۹۰ |
| مراقبہ | ۳۸ | حضرت امام زین العابدین رض | ۹۵ |
| فنافی الشیخ | ۳۹ | حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح | ۹۷ |
| ولی اللہ | ۴۳ | حضرت ابوبکر شبلی رح | ۹۹ |
| لطائف ستہ | ۴۸ | حضرت ابوالحسن نوری رح | ۱۰۱ |
| ملفوظات فریدیہ | ۵۰ | خواجہ ابوبکر واسطی رح | ۱۰۲ |
| ملفوظات خواجگان چشت | ۵۳ | شیخ ابوالحسن ہنکاری رح | ۱۰۳ |
| ارشادات خواجہ غریب نواز رح | ۵۴ | شیخ ابوسعید مبارک مخرمی رح | ۱۰۳ |
| ارشاد قطب الاقطاب | ۵۶ | حضرت ابوسعید خراز رح | ۱۰۳ |
| ملفوظات محبوبی | ۵۶ | خواجہ ابوالفرح طرطوسی رح | ۱۰۴ |
| شانِ خدا | ۶۲ | حضرت شاہ ابوالمعالی صاحب رح | ۱۰۴ |
| مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ | ۶۴ | حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی رح | ۱۰۵ |
| حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم | ۶۶ | حضرت ابوحنیفہ امام اعظم رح | ۱۰۶ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| حضرت سلطان ابراہیم ادہم رح | ۱۰۸ | اعلیٰ حضرت شاہ بہاؤالدین زکریا رح | ۱۳۳ |
| شیخ احمد عبدالحق ردولوی رح | ۱۱۲ | حضرت شاہ بوعلی قلندر پانی پتی رح | ۱۳۶ |
| شیخ الاسلام ابوالنصر احمد جام رح | ۱۱۴ | حضرت شیخ محمد ترک بیابانی رح | ۱۳۷ |
| شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رح | ۱۱۵ | سیدنا حضرت امام جعفر صادق رض | ۱۳۸ |
| حضرت امام احمد حنبل رح | ۱۱۷ | حضرت جنید بغدادی رح | ۱۴۰ |
| حضرت احمد خضرویہ رح | ۱۱۸ | حضرت خواجہ جلال الدین کبیرالاولیا | ۱۴۴ |
| خواجہ امیرالدین شاہ صاحب رح | ۱۱۸ | حضرت خواجہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت | ۱۴۶ |
| حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رح | ۱۱۹ | اعلیٰ حضرت خواجہ مخدوم حافظ پیاری صاحب | ۱۴۷ |
| بی بی اللہ رکھی سدا سہاگن رح | ۱۲۰ | سلطان الاولیا حضرت بایزید بسطامی رح | ۱۵۰ |
| حضرت خواجہ انکنگی رح | ۱۲۰ | سیدنا حضرت حاتم اصم رح | ۱۵۴ |
| شیدائے نبی حضرت اویس قرنی رض | ۱۲۱ | مجاہد اعظم حضرت خواجہ حبیب عجمی رح | ۱۵۶ |
| سیدنا حضرت امام باقر رح | ۱۲۲ | حضرت خواجہ حسن بن منصور حلاج رح | ۱۵۸ |
| حضرت سیدنا میر کلال رح | ۱۲۳ | باخدا حضرت درگاہی شاہ صاحب رامپوری | ۱۶۰ |
| طوطی ہند حضرت امیر خسرو رح | ۱۲۳ | حضرت خواجہ حسن بصری رح | ۱۶۱ |
| سیدنا حضرت بلال رض | ۱۲۴ | حضرت داتا گنج بخش لاہوری | ۱۶۶ |
| حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رح | ۱۲۷ | حضرت خواجہ داود طائی رح | ۱۶۸ |
| حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رح | ۱۲۷ | حضرت خواجہ ذوالنون مصری رح | ۱۶۹ |
| حضرت خواجہ بشر حافی رح | ۱۲۹ | حضرت رابعہ بصری رض | ۱۷۱ |
| حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رح | ۱۳۰ | حضرت میراں رکن الدین مصری | ۱۷۴ |
| بدرالہند شاہ بہاؤالدین قادری رح | ۱۳۲ | حضرت سخی سرور سلطان | ۱۷۵ |

| عنوان | صفحہ | عنوان | صفحہ |
|---|---|---|---|
| حضرت سرمد شہید رح | ۱۷۶ | حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح | ۲۱۴ |
| حضرت سری سقطی رح | ۱۷۷ | حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح | ۲۱۶ |
| حضرت سفیان ثوری رح | ۱۷۹ | حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رح | ۲۱۷ |
| حضرت خواجہ سمنون محب رح | ۱۸۱ | شیخ علاؤالدین قریشی گوالیاری | ۲۱۸ |
| خواجہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رح | ۱۸۲ | حضرت خواجہ علی رامیتنی رح | ۲۱۸ |
| حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رح | ۱۸۳ | حضرت غوث علی شاہ صاحب پانی پتی | ۲۱۹ |
| حضرت امام شافی رح | ۱۸۵ | حضرت بابا مہر ولیھی شاہ چشتی قادری | ۲۲۲ |
| حضرت شاہ شجاع کرمانی رح | ۱۸۷ | حضرت مولینا فضل الرحمن صاحب رح | |
| حضرت شاہ پیر صاحب رح | ۱۸۸ | گنج مراد آبادی | ۲۲۳ |
| حضرت شفیق بلخی رح | ۱۸۹ | شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی رح | ۲۲۴ |
| حضرت خواجہ شمس الدین ترک رح | ۱۹۱ | حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح | ۲۲۵ |
| حضرت شیخ الدلائل محمد بن سلیمان رح | ۱۹۲ | حضرت خواجہ فضیل بن عیاض | ۲۳۲ |
| حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح | ۱۹۳ | حضرت شیخ فریدالدین عطار رح | ۲۳۵ |
| اعلیٰ حضرت حاجی محمد شیر شاہ صاحب رح | ۱۹۷ | حضرت خواجہ فخر الدین صاحب | |
| حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری | ۱۹۹ | زاہدی شاہ ولایت رح | ۲۳۶ |
| حضرت مخدوم صاحب کلیری رح | ۲۰۱ | حضرت فتح موصلی رح | ۲۳۷ |
| حضرت شیخ صدرالدین عارف رح | ۲۰۵ | حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی | ۲۳۸ |
| حضرت شاہ عبدالرزاق سید تاج الدین | ۲۰۶ | حافظ کریم الدین شاہ صاحب مجذوب | ۲۴۲ |
| حضرت غوث الاعظم دستگیر رح | ۲۰۷ | حضرت مالک دینار رح | ۲۴۳ |
| حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رح | ۲۱۲ | حضرت امام مالک رح | ۲۴۴ |

| | |
|---|---|
| حضرت محمد سماک رح | ۲۴۶ |
| حضرت محمد واسع رح | ۲۴۶ |
| حضرت میاں میر لاہوری رح | ۲۴۷ |
| حضرت معروف کرخی رح | ۲۴۷ |
| حضرت ممشاد علو دینوری رح | ۲۴۹ |
| حضرت میاں مظہر علی شاہ صاحب میرٹھی | ۲۵۰ |
| حضرت معین الدین چشتی اجمیری رح | ۲۵۱ |
| حضرت شاہ کمال کیتھلی رح | ۲۵۷ |
| حضرت شاہ امام موسیٰ رضا رح | ۲۵۸ |
| حضرت خواجہ شاہ محمد غوث لاہوری رح | ۲۵۹ |
| حضرت منصور حلاج رض | ۲۶۰ |
| حضرت خواجہ میاں مظہر علی شاہ صاحب رح | ۲۶۲ |
| حضرت شاہ خواجہ محمد معصوم رح | ۲۶۳ |
| حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی | ۲۶۴ |
| حضرت مولنا نیاز بے نیاز رح | ۲۶۵ |
| حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رح | ۲۶۵ |
| حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی | ۲۷۳ |
| حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ صاحب | ۲۷۶ |
| حضرت یحیٰ معاذ الرازی رح | ۲۸۱ |
| سیدنا حضرت جماعت علی شاہ صاحب | ۲۸۲ |
| حضرت سیدنا بابا محمد حسین عرف بابا تھتھے شاہ صاحب رح | |
| وارثی فقراء رح | ۲۸۸ |
| شکریہ | ۲۸۸ |

# مصنف کی آپ بیتی

میں غالباً ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوا تھا کہ والد صاحب مرحوم کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے میرے والد شیخ علاء الدین مرحوم صدیقی النسب تھے اور تیرہویں چودہویں نسل میں یہ سلسلہ حضرت نوگزہ پیر سے جا ملتا ہے۔ جو موضع علی پور جھمانہ تحصیل ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں میرٹھ میں واقع ہے۔ اور وہاں قرب و جوار کے لوگ ان کے مزار پر اب تک جمعرات کو روشنی کرتے ہیں۔ چادریں چڑھاتے ہیں۔ میرے والد صاحب فرمایا کرتے تھے۔ (جو حضرت مولٰنا غوث علی شاہ صاحب پانی پتی کے سلسلے سے وابستہ تھے)
کہ تمہاری ولادت دنیوی لحاظ سے بھی بڑی مبارک رہی بچپن میں فطری ذہانت غالب تھی اور مکتب میں مولوی نذیر حسین صاحب سے قرآن بہت جلد پڑھ لیا۔ پھر عربی فارسی کی تعلیم مولوی عبد الغفور صاحب اکبر پوری سے پڑھیں عروض نزہت صاحب میرٹھی سے پڑھا۔ انگریزی ماسٹر دھوم سنگھ سے شعر و شاعری طبیعت کو لگاؤ تھا۔ حضرت نوح ناروی جانشین فصیح الملک حضرت داغ دہلی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ میرا نام کبھی شرف الدین احمد ہے۔ میاں راج شاہ صاحب کی خدمت میں والد صاحب مرید کرانے لے گئے فرمایا کہ اس کا حصہ ہمارے یہاں نہیں حاجی سید وارث علی شاہ صاحب کے یہاں ہیں۔ صوفی لوگ شروع سے ہی کہتے۔ اگر اس لیئے کہ حکمت و تصرف سے خاص لگاؤ تھا۔ اکثر نفل نمازیں بجائے کھیل پڑھا کرتا تھا۔
شطرنج کھیلنے سے بھی لگاؤ تھا۔ مگر یہ معلوم ہونے پر کہ یہ معصیت ہر کھیلنی کم چھوڑ دی۔ اکثر مزارت سے فیض یاب ہوا چند رسائل اور اخبارات بھی نکالے۔ حضرت مولٰنا مبارک حسین صاحب محمودی پرنسپل مدرسہ دار العلوم میرٹھ ایک دن طلباء کو درس دے رہے تھے اور شرح وقایہ پڑھا رہے تھے۔ میں جا پہنچا اس روز یہ معلوم ہوا کہ

شطرنج کھیلنی معصیت نہیں مباح ہے اگر نماز قضا نہ ہو پھر معلوم ہوا۔ حضرت امام شافعی غائب شطرنج کھیلتے تھے۔ بہر حال اسی قسم کی معلومات نے پھر ایک یا اور شطرنج کھیلنے لگا۔ تہجد کا ابتداء سے عادی تھا۔ علی گڑھ میں سرکاری امام الاولیاء کا پتہ چلا کہ تشریف لائے ہیں۔ میں چلا اور خواہش مریدی ظاہر کی فرمایا تم تو ازل سے مرید ہو۔ اس کے بعد اجمیر شریف میں حضرت حافظ پیاری صاحب سے بعقیدت ملا اور لوگ مجھے وارثی کہنے لگے حضرت امام الاولیاء کے مزار شریف پر بمقام رلوہ شریف حاضر ہوا تو سید معروف صاحب فضیحت شاہ صاحب قبلہ سے ملا اور وہیں قیام کیا شاہ شاکر صاحب و عبدالغفور شاہ صاحب حسامی سے بھی ملاقات کی اور حاجی قبلہ کے حالات بغرض اشاعت اکٹھے کئے۔ اس کے بعد دنیاوی الجھنوں میں مبتلا ہو گیا۔ اسی اثناء میں حضرت مولانا شاہ بہاؤ الدین مرشد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتفاق ہوا۔ آپ نے بھی اجازت بیعت عطا کی اور عملیات خاندانی سے نوازا پھر حج بیت اللہ کی دھن ہوئی سنہ ۱۹۱۸ء میں جنگ بند ہوتے ہی اراکین مقدسہ کی زیارت سے فائز ہوا سیاسی جماعت میں شریک رہا تقاریر کیں۔

حج کے زمانے میں وہاں شیخ محمد ادریس سنوسی سے ملاقات ہوئی ان سے کچھ عملیات کی اجازت لی اور طریقہ شاذلیہ میں بیعت کی حرم شریف میں حضرت شیخ الدلائل سے ملا۔ اور میں نے باقاعدہ دلائل شریف کی اجازت لی۔ اس وقت میری محبت میں میرے عزیز ہم وطن مولوی شاہ عبدالعلیم صاحب مرحوم رضائی بھی تھے۔ مدینہ منورہ حاضر ہونے پر کرم خاص سے نوازا گیا۔ اور آج تک تمنا ہے۔

۶۔

ہے تمنا یہ خدا سے وہیں جانا ہووے۔

ہندوستان آکر اجمیر شریف۔ دلی۔ لاہور۔ احمد آباد۔ کراچی۔ آگرہ۔ بمبئی۔

سورت۔ مرادآباد۔ بریلی۔ لکھنؤ۔ الہ آباد وغیرہ بزرگان کرام کے آستانوں پر حاضری دی۔ اور زندگی کے دن بسر کرتا رہا۔ پاکستان بن جانے پر لاہور آگیا اور پاک پٹن شریف میں بھی حاضر ہوا۔ شعر و سخن کے ضمن میں بڑے بڑے مشاعرے پڑھے۔ خطابات۔ علامہ فصیح الہند۔ شرف الشعراء کے حاصل کیئے۔ ہندوستان کی سیاست کے وزارت میں شہر بشہر مرید اور شاگرد بھی کیئے زندہ بزرگان کرام سے بھی ملا۔ حضرت داغ و حضرت امیر جیسے شعراء کو دیکھا ہے۔ حضرت مولٰنا سید احمد گنگوہی مولٰنا عبدالباری صاحب حضرت ابوالخیر صاحب۔ حاجی سید عابد حسین صاحب دیوبندی مولٰنا شاہ وارث صاحب لکھنوی حضرت شاہ علی صاحب اشرفی مولٰنا محمد قاسم صاحب حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب مولٰنا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی جیسے بزرگان کرام کی زیارتیں کیں ڈاکٹر علامہ اقبال سے ہم صحبت رہا۔ مگر ایک قسم کی تشنگی جو پہلے سے تھی۔ وہ اب بھی ہے بقول کہ۔

تہی دستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل

بہر حال عقیدت کے لحاظ سے پختہ ہوگیا ہوں۔ اب یہ سمجھتا ہوں اور کہتا ہوں

١۔ راضی برضا رہنا فقر کی شان ہے۔

٢ واردات عطیات الٰہی ہیں۔

٣۔ حرام جانور کبھی ذبح نہیں کیا جاتا۔

٤۔ کڑوی دوائی شفا کیلئے پی جاتی ہے۔ قلم ایام بھی سہو۔

٥۔ حق سے غفلت۔ کم قاتل ہے۔

٦ غلام کیلئے آقا کا حسن اختیار خوب ہے۔

٧۔ تدبیر کرنے سے خدا سے غافل ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

٨۔ بندہ اپنے فرائض ادا کرے۔

٩۔ میزبان مہمان کا ذمہ دار ہے۔

١٠۔ اللہ بندے کے گمان کے ساتھ ہے۔

١١۔ عبدیت تمام مقامات سے افضل ہے۔

١٢۔ مراد حاصل کرنی ہو تو بے مُراد ہو جا۔

١٣۔ شیطان کی دشمنی میں نہ بڑھ رحمن کی دوستی حاصل کر

١٤۔ صوفی صوفی نہیں ہوتا جب تک اسے اللہ کی بھی حاجت نہ رہے۔

نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد

اگر دارد برائے دوست دارد

١٥۔ اللہ اغنیاء کا امتحان اہل فاقہ سے لیتا ہے۔ اہل فاقہ کا اغنیاء سے

١٦۔ طلب میں اضطراب کی جھلک اظہار عبرت ہے۔

١٧۔ صدیقین کسی حالت سے خود نہیں نکلتے۔

کہنے کو تین لڑکے ہیں۔ محمد مظہر الدین۔ محمد مظفر الدین۔ محمد شجاع الدین مگر بڑے صاحبزادے میاں مظہر ناراض ہیں اور کراچی میں ملازم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کے بچے سہیل کو اوان چڑھا ہے۔ اور وہ اولاد کی محبت کے قدردان ہوں۔ میاں مظفر بی۔ اے فیل ہیں۔ اور لاہور میں ملازمت کرتے ہیں۔ اور شجاع ابھی تعلیم پا رہے ہیں۔ دو لڑکیاں ہیں بختیار اشرف۔ اور ارث جمال دونوں گھر بار والی ہیں۔ ایک نواسی حسن آرا ہندوستان میں رہتی ہے۔ خدا تعالیٰ سب پر مہربان ہو۔ اور خوش رکھے

پیدا ہوا جیا کوئی دن اور مر گیا!

کل تین باب آدمی کی داستاں کے ہیں (صوفی)

اب میری عمر اُن لمحات سے گذر رہی ہے ۔ جو مختنمات میں سے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور سرکار وارثؒ کے صدقے میری زندگی جاوید عطا فرمائے ۔ جی یہ چاہتا ہے ۔ کہ جن کا ہوں انہیں کی چوکھٹ پر مروں ۔

ع

نکل جائے دم تیرے قدموں میں آقا
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے ۔

فقیر صوفی وارثی میرٹھی حال لاہور
۵ اگست ۱۹۵۶ء ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

# پہلی بات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الْعَظِیْمِ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

## اَمَّا بَعْدُ

حمد و نعت اور منقبت کے پھول نچھاور کرنے کے بعد فقیر حقیر صوفی وارثی میرٹھی عرض رساں ہے۔ آج کل الحاد بے دینی سے رغبت اور دین سے بے رغبتی بزرگانِ کرام سے بدعقیدتی سنیماؤں کا شوق، بے پردگی کا ذوق، بری صحبتوں میں بیٹھنے کا رجحان غیر مہذب گانوں کا رواج، یہ سب باتیں عام طور پھیلتی چلی جارہی ہیں۔ مذہب اور مذہبی اکابر کے اذکار سے عام طور پر غیر دلچسپی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ دنیا کی اس پانچویں اسلامی حکومت کے رہنے والے مذہب سے بے بہرہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کہیں قادیانیت کے چرچے ہیں۔ کہیں حضرات صحابہ کرام سے بدعقیدتی کا سیلاب آ رہا ہے اور اسلاف کے اسوۂ حسنہ سے دور جا پڑے ہیں۔ اولیائے عظام جن کا کھانا پینا، بیٹھنا، اٹھنا، چلنا، پھرنا سب کچھ اللہ ہی کے لیئے ہوتا ہے۔ اور فی زمانہ تو وہ شخص بھی اللہ کا دوست ہے۔ جو اعتقادِ صحیحہ اور اعمالِ صالحہ کا سرمایہ دار ہے۔ خوارق عادات و کرامات کا صادر ہونا تو دوسری بات ہے۔ احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

کہ عنداللہ باہم ایک دوسرے سے ملنے والا محبت کرنے والا طبقہ اولیاء ہی کے طبقے میں سے ہے اور قیامت میں ایسے لوگوں کے درجات پر انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے کہ کاش ہم بھی اس مقدس جماعت میں ہوتے۔

حدیث مبارک ہے کہ تم میں وہ لوگ بہتر ہیں۔ جنہیں دیکھنے سے خدا کی یاد آئے جن کے عمل سے آخرت کے لیئے عمل نیک کرنے کی ترغیب ہو جائے وہ انبیاء اور شہداء میں سے نہ ہوں۔ ایسے ہی لوگوں پر قیامت کے دن عرش کا سایہ ہو گا،، رہی کرامت عقیدتاً۔ اُس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعہ سے بعض امور خوارق عادات کے طور پر ظاہر فرما دیتا ہے۔ مگر آج کل نئی روشنی کے دل دادہ حضرات، مسمریزم، نظر بندی اور شعبدات سے انہیں تعبیر کرتے ہیں حالانکہ ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردند ز راہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت بی بی مریم علیہم السلام کا واقعہ قرآن پاک میں بالتصریح موجود ہے۔ کہ وہ باوجود حضرت زکریا علیہ السلام کی نگرانی میں ہونے کے یعنی آپ انہیں حجرہ میں مقفل کر جاتے تھے، مگر پھر بھی ہر قسم کا کھانے پینے کا سامان ان کے پاس موجود ہوتا ہے۔ حضرت مریم نبی نہ تھیں۔ اس واقعہ کو سوائے خرق عادات کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اور یہ اعتراض کہ کوئی اور شخص رکھ جاتا ہوگا۔ اس لیئے رد ہو جاتا ہے۔ کہ جاڑوں کے موسم میں گرمی کا میوہ اور گرمی میں جاڑوں کا پھل کوئی کہاں سے لاتا:۔

## حضرت آصف بن برخیاء

یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے۔ انہوں نے حضرت سلیمان کی خواہش کے مطابق حضرت بلقیس کا تخت آن کی آن میں منگوا دیا تھا۔ جس پر حضرت سلیمان نے اُن کی تعریف

بھی کی اور انہیں بھی خدا رسیدہ سمجھا۔ جبھی تو یہ تعریف کی تھی۔ کہ ھٰذٰ آمن فَضل رَبّی۔
حدیث پاک میں ہے۔ جب میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کر لیتا ہے۔ تو میں اُسے اپنا بنا لیتا ہوں۔ اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ اُس کا ہاتھ بنجاتا ہوں اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں گویا۔ ؎

اللّٰہ اللّٰہ گفتہ اللّٰہ مے شود!
ایں سخن حق است باللّٰہ مے شود!

سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمت اللّٰہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص مرید ہونے آیا اور کئی سال آپ کی خدمت میں رہا۔ بغیر مرید ہوئے۔ جانے کی رخصت چاہی آپ نے دریافت کیا۔ بھائی تمہارے آنے کی غایت کیا تھی۔ عرض کیا؟ حضرت! مرید ہونے آیا تھا۔ مگر کوئی بات نہیں دیکھی۔۔ بجز اس کے کہ آپ کا ہر کام شریعت نبوی کے ماتحت ہوتا ہے۔

کوئی اقدام آپ کا خلاف سنت نہیں دیکھا۔ فرمایا! میاں یہ کیا کم بات ہے کہ اک مسلمان سے کئی سال تک۔ خلاف سنت رسول کوئی کام نہ ہو۔ وہ شخص قائل ہو گیا۔ اور آپ کے حلقوں بگوشوں میں داخل ہو گیا۔

البتہ شاذ و نادر ایسے بھی واقعات بزرگوں کے حالات میں ملتے ہیں۔ جو بظاہر حیرت ناک ہوتے ہیں۔

ایسے واقعات رونما ہونے پر عام طور پر انگشت نمائی نہیں کی جا سکتی۔ اسی لیئے "کہ اے ترا باہر کسے رازو دیگر"

حضرت مولنائے مصری نے مثنوی شریف میں لکھا ہے۔ اُس مثنوی میں جس کے پڑھنے سے سینکڑوں اللّٰہ کے مقبولوں میں شائع ہو گئے۔ حضرت موسیٰ نے ایک چرواہے کو دیکھا۔ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے۔ آہی تو مجھے مل جائے تو ترا منہ دھلاؤں سرمہ لگاؤں کنگھا

کردوں اور اپنی بکریوں کا دودھ پلاؤں. حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے ڈانٹا. کہ ارے بے گستاخی رب العزت کی شان میں وہ تو ان باتوں سے مبرا اور منزا ہے. چرواہا سمجھا کہ میں نے کوئی بڑی گستاخی خدا کی شان میں کردی. بس کپڑے پھاڑ کر جنگل کو بھاگ گیا.

وحی آمد سوئے موسیٰ از خدا
بندہ ما را چرا کردی جدا

ندا آئی کہ اے موسیٰ تم نے ہمارے بندے کو ہم سے جدا کر دیا. وہ تو جس سے محبت کرتا ہے. اس کے ساتھ ایسی ہی باتیں کیا کرتا ہے. وہ کیا جانے کہ ہماری شان ان باتوں سے مبرا ہے. دیکھیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ فرمائی گئی. مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی ذہنیت اور مرتبہ کے لحاظ سے صحیح فرماتے تھے.

ایسے ہی ایک بزرگ اپنی بہن کے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے. بوتل میں پانی بھر رکھا تھا. مگر دریا کی لہروں پر بیٹھے تھے. کسی نے مشکوک نظروں سے دیکھا. تو فرمایا! یہ میری بہن ہے. دیکھنے والے اپنا گمان نیک رکھ،، بعض اس قسم کے بھی خدا کے دوست ہوتے ہیں. جن کو اپنے مرتبے کا خود بھی علم نہیں ہوتا. مثلاً سختیوں کا خود بخود دور ہو جانا. یا کسی بیمار کا اُن کی دعا سے اچھا ہو جانا یا ان کی برکت سے بارش کا برسنا. یا بغیر ظاہری اسباب کے روزی کا بہم پہنچ یا کسی شے کا قلب ماہیت کر دینا یہ باتیں بھی خرق عادات میں شامل ہیں. یا آگ میں گھس جانا اور نہ جلنا. جیسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا آگ میں گرنا تھا. اور آگ اُن پر گلزار ہو گئی. مگر خود بزرگان کرام اکثر و بیشتر اپنی کرامتوں کو چھپاتے ہیں. اس لیئے کہ اللہ کے پیاروں کے لیئے یہ باتیں کچھ باعث فخر نہیں ہوتیں. فخر کا باعث تو تقویٰ اور نورانیتِ قلب ہے. یا اعمال صالح. اور تعلق باللہ. چاہے چشم زدن میں مکہ معظمہ ہو. آنا ممکن ہو. مگر وہ ہر قدم پر ثواب اور درجات کیونکر حاصل ہوں گے. جو سفر کے مصائب سہہ کر حاصل ہوتے ہیں. ہاں ضرورتاً وہ ایسا

بھی کر سکتے ہیں۔ جیسے سیدنا امام اولیاء حاجی وارث علی شاہ صاحب قدس سرہ کے متعلق ہزاروں آدمیوں کا بارہا کا مشاہدہ ہے کہ آپ کے پاؤں برہنہ پانی میں بھی کبھی نجاست آلودیا تر نہیں ہوئے۔ فرش پر کبھی کوئی دھبہ نہیں پڑتا تھا۔ آپ بے تکلف جا بیٹھتے تھے۔ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ:

لوگ آج اسی طرح کی باتوں کو کراماتوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ یا بزرگی کی دلیلیں سمجھتے ہیں۔ چاہے ہوں ہی۔ مگر وہ حضرات مقدس جن سے ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خود بے تعلق ہوتے ہیں اور رضا تسلیم کے بندے بنے رہتے ہیں۔ ایک بزرگ کے ہاں کچھ مہمان آگئے کھانا کم تھا۔ آپ نے اپنے خادم سے کہا کہ لو یہ ہمارا رومال دیگ پر ڈھک دو اور مہمانوں کو کھلاؤ۔ چنانچہ کھانے میں اللہ تعالیٰ نے برکت فرما دی اور سب لوگ کھانا کھا چکے اور کھانا باقی بھی بچ رہا ان بزرگ کے پیر و مرشد کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اس دنیا میں ان کا رومال سلامت رہے تو اب قحط کیوں پڑے گا۔ اور رزق کی کمی بیشی میں جو مصلحتیں رب العزت نے رکھی ہیں وہ سب بے کار ہو جائیں گی۔ یہ بات خلاف تسلیم و رضا کے ہے۔

پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جو ہندوستان کے وزیر اعظم ہیں انہوں نے اسلامی تہذیب کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ہمارے جو غلط پرو پیگنڈا ہے۔ اسلامی تہذیب ہمارا وہ سرمایہ ہے جو ہم کو اپنے اکابر سے ورثتاً پہنچا ہے۔ اس کی حفاظت کے بھی ہم ہی ذمہ دار ہیں۔ اصل تہذیب احترام آدمیت پر افلاطون کے زمانہ کی سوسائٹی سے لے کر امریکہ جیسے متمدن ملک کی بھی ہمیں اس ضمن میں گستاخی کرنی پڑے گی۔ اس لیے کہ۔

چو مے گویم مسلمانم بلرزم
کہ دانم مشکلات لا الٰہ را

کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یوں تو ہزاروں زبانیں رٹتی ہیں اور وقت ضرورت لوگ

اُن کہنی کہنے کے لیئے بھی تیار ہو جاتے ہیں ۔ مگر یہ کلمہ محض ایک اور صرف ایک بات کا اعلان ہے ۔ کہ دنیا میں کوئی بھی مستحق عبادت نہیں ۔ جو قومیں محض لَا اِلٰہَ کے پھیر میں پڑی ہوئی ہیں اگر وہ الا اللہ پر عامل ہو جائیں اور اس نظریہ کو مان لیں تو آج زمانہ کی کایا پلٹ سکتی ہے ۔ سب تخریب صرف لا کی طرف متوجہ ہونے سے ہے ۔ مولوی مُلّا اور مجتہد رئیس آج کل سب اپنی اپنی جماعتیں سمیٹے بیٹھے ہیں اور بجائے خدائے واحدہٗ لا شریک کی پرستش کے انسانوں کے آگے جھکے ہوئے ہیں ۔ کہیں اشتراکیت کے نظام کو دنیا نجات کا ذریعہ سمجھ رہی ہے ۔ کہیں وطنیت کے جذبے الاپے جا رہے ہیں ۔ ۔

تہذیب کے آذر نے ترشوائے صنم اور
مسلم نے بھی تعبیر کیا اپنا حرم اور

کچھ قومیت میں الجھ گئے کچھ مغربیت کے پجاری بن گئے ۔ غرض ہر ایک نے مذہب سے ہاتھ دھوئے اور لادینیت کے جراثیم نے سب کے دماغ ماؤف کر دیئے ۔ سوائے خدا کے سب اپنے اپنے ساختہ بتوں کے آگے سربسجود ہیں ۔ کلمہ لَآ اِلٰہَ میں سب کی نفی ہے ۔ سوائے خدا کے کسی کا قانون ماننے کے قابل نہیں پوجنے کے لائق صرف وہی ذات ہے ۔ جسکی توحید کا ڈنکا بجانے کے لیئے دنیا میں جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں تشریف لائے ۔ ہندوستان میں حضرت داتا مخدوم ہجویری اور خواجہ معین الدین چشتی تشریف لائے اور پھر ان کے بعد ان کے مشن کے علمبردار زمین کے ہر حصے میں جلوہ ریز ہوئے

ہم کلمہ بھی پڑھتے ہیں ۔ تصدیق رسالت بھی کرتے ہیں ۔ مگر دنیا کو اور اپنے نفس کو دھوکا دیتے ہیں ۔ گویا جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں ۔ ہم پانچ وقت ویسے تو باواز بلند اذانوں کے ذریعے سے اعلان کر دیتے ہیں ۔ کہ ہمارا حاکم اللہ ہے ۔ مگر ۔

این چنیں تسبیح کے دارد اثر ۔

ہمارا روُں فرنگی اثرات کی نیرنگیوں میں مبتلا ہے ؎
بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
ذرا بتا تو سہی اور کافری کیا ہے۔

نسطایت، اشتراکیت، الحاد، مادیت، دہریت، قادیانیت کے طوفان اُٹھ رہی ہیں۔ ان کے جلو میں ہوائی جہاز ہیں۔ ٹینک ہیں بم ہیں۔ گیسیں ہیں۔ ان کی مہیب آوازیں ہیں۔ ابلیسی طاقتیں پورے زور سے برسرِ آزار ہیں۔ مسلمان ہیں کہ ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اسلامی تعلیم قدیم جدید نظریوں سے دست گریباں ہے۔ دنیائے جدید کو سب سے زیادہ قیمتی چیز جو عربوں نے عطا کی۔ وہ سائنس ہے۔ دنیا کو جس جدید تہذیب کی ضرورت تھی۔ وہ عرب کے ریگستان سے ظاہر ہوئی۔ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو اپنی سوانح میں اسلامی کلچر پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ ہندی مسلمانوں کی معاشرت کا خاکہ اڑاتے ہیں یہ نہیں سمجھتے۔ کہ یہ اک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ اسلامی دنیا کسی خاص خطے کی پابند نہیں مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا۔۔ اسلام اک بین الاقوامی مذہب ہے جو عرب سے چل کر چین اور ہندوستان تک پہنچا۔ چونکہ مفتوحہ ممالک کی طرز معاشرت جدا جدا تھی۔ اسلام نے زندگی کی مختلف خصوصیات کو اپنایا اپنے ضابطہ میں جذب کیا۔ مگر اسلامی تصور کے ساتھ اور وہ سب آج اسلامی تہذیب کے دامن میں پرورش پا رہی ہیں۔ جو چیز اسلامی تہذیب کے منافی سمجھی گئی وہ رد کر دی گئی۔ مذہب نام ہی اس کا ہے۔ جو راہ راست پر چلائے اور کجروی سے بچائے اور انسان کا خدا سے صحیح طور پر تعلق پیدا کرے۔ ترقی پسندوں کی جماعت تو اچھی خاصی ریکارڈ ہے سنہ ۱۹۱۱ء کا انقلاب جس نے قتل و غارتگری پور دکا۔ دختر کشی کی غلط رسم کو مٹایا اور انسان کو صحیح معنوں میں انسانیت سے روشناس کیا مساوات کا جھنڈا لہرایا۔ عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش

لاکر کھڑا کیا محمود ایاز ایک اسٹیج پر جمع ہوئے امارت و افلاس کے امتیاز کو مٹایا اور اِن اکرمکم عند اللہ اَتقاکم کا علم لہرایا۔ ؎

ذات پات پوچھے نا کوئے — ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے

اسلامی تہذیب نہ عربی ہے نہ ایرانی نہ وہ نسلی ہے نہ قومی، وہ قرآنی ہے اور عالم گیر ہے۔ زندگی کا اک خاص نقطہ نظر ہے۔ اور اک ایسا نظام ہے جو زندگی کے ہر شعبہ سے واسطہ رکھتا ہے۔ اور ہر موڑ پر سیدھا رستہ بتاتا ہے۔ عیسائیت اور بدھ مذہب اصلاح باطنی سے آگے قدم نہیں اٹھاتے ہندو مذہب میں عالمگیر بننے کی صلاحیت ہی نہیں صرف ایک اسلام ہی ہمہ گیر و عالم گیر جاذبیت رکھتا ہے اور زندگی کے ہر معاشی اصلاحی سماجی سیاسی پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ اس کی توجہ خارجی نظامات اور باطنی محرکات پر بھی یکساں ہے۔ اسلام میں صرف نماز روزہ ہی عبادت نہیں۔ بلکہ ہر وہ عمل عبادت ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق ہو۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ اِنّ الدین عند اللہ الاسلام۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اک چار ناچار اسلامی اصولوں کے آگے دُنیا کو ہتھیار ڈالنے پڑیں گے۔ اور اسلام کے دامن میں پناہ لینی پڑے گی۔

ع۔ اصل تہذیب است دیں دین است عشق

امت اسلامیہ کی تشکیل ایسے ہی عقائد رکھنے والوں سے ہوتی ہے۔ کیا خوب کہا تھا۔ سر رادھا کرشن نے دو کہ اسلام پُر اسرار الجھنوں سے آزاد ہے اور ایک فطری دین ہے۔ ؎

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے!
جادو وہ ہے سر چڑھ کے بولے!

اسلام کے آگے اک عظیم الشان مستقبل ہے اور اس کے جھنڈے پر بخط جلی لکھا ہوا ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

آیئے! ہم آپ کو شمع اسلام کے پروانوں کے جستہ جستہ حالات زندگی کا خاکہ دکھائیں جس سے آپ مذہب اسلام کی صحیح تعلیم و نظام کا اندازہ کر سکیں گے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پاک کا مبارک تذکرہ اگرچہ ہم میلادِ صوفی اور شہیدِ اکبر کے ناموں سے علیحدہ دو کتابوں میں چھپوا چکے ہیں اور ان کی رفعت و عظمت اپنی جگہ دنیا سے درود و سلام کی ڈلیاں نچھاور کر رہی ہے اور حضرت سید الشہداء کی یاد میں حضرت سید الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اتنا روتے تھے۔ کہ اشکوں کا پانی پرنالہ سے بہتا تھا۔ یا اصحابہ کبار کے اسوہ حسنہ میں یہی فضیلت کیا کم ہے۔ کہ انہوں نے اپنی ظاہری نظروں سے سرکار دو عالم کا دیدار فرمایا تھا۔ ذیل میں جو حضرات خلفائے اربعہ کے حالات درج ہیں ان سے صرف یہ مدنظر ہے کہ باوجود حکومت و اقتدار کے بھی وہ جو اقدام کرتے تھے۔ اس سے رب العزت اور اس کے حبیب لبیب کی خوشنودی مدنظر ہوتی۔ اور اس لحاظ سے اُن کی پاکیزہ نگاہوں میں قرآن کا فرمان اور آقائے دو عالم کا ارشاد ہر پہلو سے کائنات میں سب سے اونچا درجہ رکھتا تھا۔ ہم مختصر تاریخیں اور واقعات لکھے دیتے ہیں۔ کہ اولیائے کبار کی بزرگان کرام نے بارہ قسمیں لکھی ہیں۔

اقطاب۔ غوث۔ امامین۔ اوتاد۔ ابدال۔ اخیار۔ ابرار۔ نقبا۔ نجبا۔ عمد مکتومان۔ مفردان۔

قطب عالم ایک ہوتا ہے۔ اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ اس کے دو وزیر امامین نامی ہوتے ہیں۔ وزیر یمین عبدالملک[1] اور وزیر یسار عبدالرب نام کا ہوتا ہے۔ یہ نام اُنکے ان کی جماعت میں ہی ہوتے ہیں۔

قطب بارہ ہوتے ہیں۔ پانچ یمن میں ہوتے ہیں۔ جو قطب ولایت کہلاتے ہیں۔ اور

---

[1] ۔ تفصیلی حالات کے لیئے ہماری کتاب تاریخ اسلام پڑھیئے۔

سات ساتوں اقلیم میں۔ جو قطب اقلیم میں۔ جو قطب اقلیم کہلاتے ہیں۔ ان کے علاوہ عام طور پر ہر شہر قصبہ اور قریہ میں ایک صاحب خدمت ہوتا ہے۔ جو قطب کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

غوث صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ جسے قطب عالم کہتے ہیں۔ اس کا مرکز مکہ معظمہ ہوتا ہے۔ اور اوتاد چار ہوتے ہیں۔ جو دنیا کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں۔

ابدال چالیس ہوتے ہیں بارہ شام میں اٹھائیس عراق میں

نقباتین سو ہوتے ہیں۔ ان میں ہر ایک کا نام علی ہوتا ہے۔

اخیار سات سو ہوتے ہیں اور ہمیشہ سیاحت میں رہتے ہیں۔

نجبا ستر سو ہوتے ہیں مصر میں رہتے ہیں۔ ہر ایک کا نام حسن ہوتا ہے۔

عمد زمین کے چاروں گوشوں میں ساکن رہتے ہیں اور ہر ایک کا نام محمد صلعم ہوتا ہے

امامین مذہبی امورات میں صاحب نظر ہوتے ہیں۔

ابرار صالحین کی جماعت خصوصی کا نام ہے۔

مکتومان اور مفردان وہ غیر مذاہب کے لوگ جو اللہ تعالےٰ کے فضل سے نوازے جاتے ہیں اور اسلام میں داخل ہو کر ذمہ دار بن جاتے ہیں۔

# فقیروں کے سلسلے

## چار پیر چودہ خانوادے

سلسلہ نقشبندیہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چلتا ہے باقی تمام سیدنا مولا علی کی ذات گرامی سے چلتے ہیں ۔ آپ سے سلسلہ خلافت چار حضرات کو پہنچا یہ چار پیر کہلاتے ہیں ۔

حضرت امام حسن و حضرت امام حسین علیہم السلام حضرت خواجہ حسن بصری لبیب نظر قبول حضرت شیرِ خدا مقتدائے مشائخ ہوئے اور حضرت امام حسن سے بھی خرقہ پایا ۔

### چودہ خانوادوں کی تفصیل

۱۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید سے پانچ خانوادے

۱۔ (زیدیہ) (۲) عیاضیہ ۳۔ ادہمیہ ۔ ۴ ہبیرہ ۵۔ چشتیہ

۲۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی سے ۔ نو خانوادے

۱۔ حبیبیہ ۲۔ طیفوریہ ۳ کرخیہ ۴۔ سقطیہ ۵۔ جنیدیہ ۶ کازرونیہ ۷۔ طوسیہ ۔ ۸ فردوسیہ ۹ سہروردیہ :

۳۔ مذکورہ خانوادوں سے بہت سے گروہ نکلے ہیں۔ جن میں سے چند مشہور یہ ہیں
چشتیہ۔ صابریہ۔ قلندریہ۔ نظامیہ۔ مخدومیہ۔ فخریہ۔ طیفوریہ۔ جنیدیہ
طوسیہ (جس میں قادریہ ہے) شطاریہ۔ مداریہ۔ صوفیہ۔ رسول شاہی۔ قاسم شاہی دھمال
مجددیہ۔ ابوالعلائی۔ وارثی۔ نیازیہ۔

## نظام باطنی کے ماتحت

نظام باطنی کے ماتحت نظام ظاہری چلتا ہے۔ مشیت کے ماننے اور جاننے والے ہمیشہ سر تسلیم خم رکھتے ہیں۔

# اعتراف و گذارش

ہمیں اعتراف ہے کہ ہماری واقفیت اور علم میں جن بزرگوں کے جتنے حالات ہیں وہ سب اس کتاب میں درج ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کثیر تعداد ایسے بزرگوں کی ہو گی جن سے ہم واقف نہیں۔ اگر مخصوص سجادگان و محب الفقراء حضرات اپنے اپنے علاقہ کے بزرگوں اور مزاروں کے حالات تفصیلی لکھ کر ہمارے پاس بھیجتے رہیں گے تو بہت ممکن ہے کہ اگلا اڈیشن بہتر سے بہتر ہو جائے۔ افسوس کہ ہندوستان کے بزرگان کرام کے حالات کا مجموعہ ہمارا ہندوستان میں ہی رہ گیا۔ یادداشت سے کام لے کر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ کاش وہ مقبول ہو جائے۔

## اَللّٰہُ غَنِیٌّ وَّاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

ترجمہ : اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

## اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

ترجمہ : (اللہ کے پیارے حبیب کا ارشاد ہے)

ایسے ماحول میں جب کہ علم سینہ سفینوں میں رہ گیا ہے ۔ اور ہمارے علماء بھی ظاہر کے ہی علماء رہ گئے ہیں ۔ ہر چھوٹا بڑا اکبر بڑے رنگ کر مردان خدا کے زمرے میں شامل ہونا چاہتا ہے ۔ چھوٹے امی سٹیشن بھی سچے جواہرات کے منہ آنے لگے ہیں خواہشات نفسانی شریعت کا جھول چڑھا کر پوری کی جاتی ہیں ۔ ارباب اقتدار کو تو اس سے کچھ مذاق رہا ہی نہیں ۔ رہے عوام وہ ابتلا میں مبتلا ہیں ۔ اسرار الہی زکاوت ذہنی کے حجابات میں چھپ چکے ہیں ۔ خدائے تعالیٰ کی معرفت سے پہلے نیت کی درستی اور صحت بڑی ضروری ہے ۔ بخاری شریف جس کا درجہ قرآن پاک کے بعد مسلم ہے ۔ اس میں پہلی حدیث نیت ہی کے متعلق ہے کہ ۔

## اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

تمام انسانی اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ۔ کوئی شخص شراب خانے میں اس نیت سے جائے کہ وہ شرابیوں کو حکم خدا سنائے گا ۔ اور شراب کی حرمت سے باخبر کرے گا ۔ تو اس کا شراب خانے میں جانا ہوموجب حسنات اور مستحق اجر ہو گا ۔ اگر برخلاف اس کے کوئی شخص مسجد میں شراب پینے کی نیت سے جائیگا تو مسجد میں جانا سیئات میں سے ہو گا ۔ اور جانے والا گنہگار ہو گا ۔

ثابت ہوا کہ حقیقت کا اظہار بغیر باطن کی موافقت کے منافقانہ فعل ہے اور باطن کا اظہار بغیر ظاہر کی موافقت کے بے دینی ہے۔

اللہ رب العزت جس کی مثال ناممکن ہے۔ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہی عالموں کا پالنے والا ہے۔ اور اسی کا حکم غالب ہے وہ ہر شے کا خالق ہے۔

مدینے کے تاجدار خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیارے رسول اور نبی ہیں۔ اب قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا رسالت و نبوت کا تاج آپ ہی کے فرق اقدس پر سجا ہے اور سجے گا۔ ان پر جو مقدس کتاب نازل ہوئی ہے۔ اس کا حتمی فیصلہ ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً اور قرآن پاک نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ

"جو کچھ رسول پاک تمہیں دیں وہ لے لو۔ اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔

یاد رکھیے کہ معرفت الٰہی بغیر اتباع شریعت حاصل ہونی ناممکن ہے۔

خلاف پیغمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

یہ بھی صحیح ہے کہ بغیر عمل و اتقاء کے امید نجات کرنی بھی فسق ہے غافل عالم خوشامدی فقیر اور جاہل صوفی نے ارباب اقتدار کی خوشامد سے اپنی روح کو مردہ کر لیا ہے۔

بر در سلطان مرد رویش مبین
گنج قارون گر دہد سویش مبین

اب سوچیے اب کہیے کہ کس کا دامن پکڑا جائے کس کا اتباع کیا جائے۔

فقرانہ لباس پہننے سے صوفی عالمانہ جبہ پہننے سے عالم نہیں ہو سکتا۔ فقر درحقیقت اسباب دنیاوی کے نہ ہونے سے ہی غنی ہوتا ہے۔ دنیاوی اعزاز تو راہ قرب میں رکاوٹ ہے۔ اگرچہ ایک طبقہ فقراء کا اس بات کا حامی ہے کہ غنا فقر سے زیادہ افضل ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک خدائی وصف ہے قرآن پاک فرماتا ہے کہ واللہ غنی وانتم الفقراء اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دولت مند بنائے۔ غافل نہ بنائے اور درویش بنائے حریص نہ بنائے۔ یہی رستہ سلامتی کا ہے

# علم تصوف اور صوفی

۱. صوفی برگزیدہ حق ہوتا ہے۔
۲. صوفی اصحاب صفہ سے مشتق ہے۔
۳. صوفی کا دل اغیار سے منقطع ہوتا ہے
۴. صوفی کی نظر میں سونا اور مٹی یکساں ہوتے ہیں۔
۵. صوفی وہ ہے جو کدورت بشریت سے صاف ہو چکا ہو۔ کیونکہ صفائی قلب ہی اولیا اللہ کی سنت ہے۔
۶. صوفی کے لقب سے پہلے مقبولین پکارے جاتے تھے۔ مگر اب ؟
۷. صوفی کا لقب سے پہلے دنیا میں ہاشم نے اختیار کیا۔
۸. صوفی کا بولنا اور چپ رہنا دونوں عبادت ہیں۔
۹. صوفی نفس کی ہر لذت سے مجتنب رہتا ہے۔
۱۰. صوفی وہ ہے جس کی ملک میں کوئی چیز نہ ہو۔
۱۱. صوفی کا باطن مخالف حق سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۲۔ صوفی غیر اللہ کو نہیں دیکھتا ۔

۱۳۔ صوفی آج صرف نام بے حقیقت ہے ۔ کل حقیقت بے نام تھا ۔

# فقیر اور مسکین کا فرق

مسکین وہ ہے جس کے پاس قدرے قلیل سامان موجود ہو ۔ فقیر وہ ہے جو سامان معیشت کو خود ترک کرے ۔ اہل تصوف مسکین کو صوفی کہتے ہیں ۔ اس لئے کہ حضورؐ نے دعا فرمائی تھی ۔ اللہم احینی مسکیناً وامتنی مسکینا واحشر فی زمرۃ المساکین ۔ دیگر حدیث الفقر فخری بھی آپ کا ہی ارشاد ہے ۔ مگر کاد الفقر ان یکون کفراً قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے ۔

# خرقہ و بیعت

اہل خرقہ دو گروہوں پر مشتمل ہیں ۔ مشتاقان مولی منقطان دنیا خدمت خلق کے لیے لازمی ہے کہ اپنے کو سب کا خادم سمجھے ۔ خدمت کے لئے حظ دنیاوی سے علیحدگی اختیار کرے ۔ بعد اس کے طریقت کا اہل سمجھا جاتا ہے ۔ رسم بیعت تو آن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہے ۔ اور رسم خرقہ حضرت جنید بغدادی کے زمانے سے رائج ہوئی ہے ۔

# بیعت کی بھی تین اقسام ہیں

بیعت عام گناہوں سے توبہ کرے کسی صالح شخص کے ہاتھ پر بیعت کرے

۲. بعیت صالحین۔ کسی سلسلے میں داخل ہو یہ طریقہ بھی عام ہے۔
۳. بعیت تحکیم شیخ کو راہ سلوک میں اپنا حاکم بنانا یہ ارباب ارادت کے لیئے مخصوص ہے۔

# پیری مُریدی کے سِلسلے

نقشبندیہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاری ہوا ہے۔ نیز نقشبندیہ سلسلے کے بانی خواجہ بہاؤ الدین ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی سلسلے میں ہیں۔ باقی تمام سلسلے جو چار پیر چودہ خانوادوں کے نام سے مشہور ہیں۔ کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ نے چار حضرات کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ ۱۔ حضرت امام حسن علیہ السلام ۲۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ۳۔ حضرت خواجہ حسن بصری رح ۴۔ حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رح یہ چار پیر کہلاتے ہیں

پانچ خانوادے تو حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید سے رائج ہوئے۔ اور نو حضرت خواجہ حبیب عجمی سے جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

### خواجہ عبدالواحد رح سے

۱ زیدیہ۔ ۲ عیاضیہ۔ ۳ ادہمیہ۔ ۴ ہبیریہ۔ ۵ چشتیہ

### خواجہ حبیب عجمی رح سے

۱ حبیبیہ۔ ۲ طیفوریہ۔ ۳ کرخیہ۔ ۴ سقطیہ۔ ۵ جنیدیہ۔ ۶ کازرونیہ۔ ۷ طوسیہ۔ ۸ فردوسیہ
۹ سہروردیہ۔

# چند خانوادوں کی خصوصیتیں

۱. نظامیہ سلسلے کے لوگ بڑا رومال گلے میں ڈالتے ہیں۔ جو دونوں طرف شانوں پر رہتا ہے
۲. صابریہ سلسلے کے لوگ بڑا رومال کندھے پر ڈالتے ہیں۔ آگے پیچھے لٹکا کر۔
۳. محمود شاہی سلسلے کے لوگ رسی باریک مونج کی گلے میں باندھتے ہیں
۴. قاسم شاہی سلسلے کے لوگ سیاہ رومال رکھتے ہیں۔
۵. جلالیہ سلسلے کے لوگ ایک سیلی سر پر باندھتے ہیں۔ اور سینگ ہرن کا بجاتے ہیں۔ اور مہر نبوت بازو پر باندھتے ہیں۔
۶. شاہ کرم علی جہلی کے سلسلے والے کوڑا رکھتے ہیں جو کیف میں اپنے ہی جسم پر مارتے ہیں۔
۷. موسٰی شاہی سلسلے والے سدا سہاگ کہلاتے ہیں اور زنانہ لباس پہنتے ہیں
۸. رسول شاہی خرقہ والے چار ابرو کا صفایا کراتے ہیں۔ اور منہ پر بھبوت ملتے ہیں۔ رومال سر پر باندھتے ہیں۔ اس سلسلے والوں کے لئے رات کا سونا حرام ہے کسی کے ماؤف جسم کے حصہ کو چاٹ کر اچھا کرتے ہیں۔
۹. قاسم شاہی خرقہ والے گھونگرو پاؤں میں باندھ کر دھمال کرتے ہیں۔
۱۰. دولا شاہی سلسلے والے خاک سے الف پیشانی پر کھینچتے ہیں۔ اُن کا دوسرا نام الف اللہ کے فقیر بھی ہے۔

# طالبانِ حق کے لئے

## یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

ترجمہ ( ایمان والو سے ڈرو اور ڈھونڈو اس کی طرف وسیلہ

## حدیث پاک

اطلب الرفیق ثم الطریق ۔ ترجمہ ۔ پہلے رفیق بنالو ۔ پھر رستہ چلو مرشد کامل کی تلاش کرو ۔ بغیر مرشد کے طالب کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے ۔ ورنہ پھر اسم ذات کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرو ۔ اور درود پاک مقرر تعداد پر حضور رسول پاک میں نذر کرو ۔ اور اسم ذات ہی تصور کرو ۔

# طریقہ تصور اسم ذات

# اَللّٰہُ جل جلالہٗ

حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی رحمت اللہ فرماتے ہیں ۔ کہ مذکورہ بالا طریق سے ایک کاغذ پر اللّٰہ لکھو اور اک ایسے مکان میں بیٹھ کر جس میں اللہ چاروں طرف لکھا ہوا ہو ۔ بیٹھ کر تصور کرو ۔ کہ اسی طرح خوشنما اللہ تمہارے دل پر لکھا ہوا ہے اور اُس کے ہر حرف سے نوری کرنیں نکل رہی ہیں ۔ کچھ دنوں کی مشق سے چاروں طرف اپنے دل کے تمہیں اک وسیع میدان نظر آئے گا ۔ اور اس میں اک گیند بھی نظر آئیگا اور اسکو

دروازہ کی تالی نام اللہ ُ ہے۔ جب تالا کھل جائے تو اندر جائے۔ حضور سرور انبیاء کا دربار گہربار دیکھے گا۔

اللہ اللہ گفتہ اللہ مے شود
ایں سخن حق است باللہ مے شود!

جب اس تصور میں کامیاب اور دربار میں باریاب ہو جائے تو پھر اسم محمدؐ لکھ کر۔

# محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کا تصور کچھ دن کرے اور ذکر ذات میں گم ہو جائے۔ ان دونوں ناموں کا تصور ہی تمام حجابات اٹھا دے گا۔

ہرچہ خوانی تو زعلم اللہ بخواں!
اسم اللہ با تو باشد جاوداں!

تصور اسم ذات سے فقر ملتا ہے۔ حقیقت فقر ظاہر ہوتی ہے۔
تفکر ساعتہ .خیرٌ عن عبادۃ الثقلین ،،

اس کے بعد ذکر مزہ دیتا ہے۔ مگر اس کے حالت کے طاری ہونے پر طالب مغرور نہ ہو۔

# دوسرا کرشمہ

لازم ہے کہ ایک ایک سیاہ مرچ روئی میں لپیٹ کر دونوں کانوں میں رکھے اور تنہائی میں غور کرے تو معلوم ہوگا۔ اور کسی آواز آتی سنائی دے گی۔ جس طرح کسی نہر کی جھال پر پانی گرتا ہے۔ کچھ دن کی مشق کے بعد وہ آواز روز بروز لہجے بدلتی جائے گی۔ جن سے دلچسپیاں بھی بڑھینگی۔ پھر روئی کانوں میں رکھو نہ رکھو آوازیں آتی رہیں گی۔ اور وہ کیف آنے لگا۔ کہ تمام دنیا کے لذائذ بھول جاؤگے۔

ع۔ ذوق ایں مے نشناسی بخدا تانہ چشی

یہ آواز انحد کہلاتی ہے۔ اور اسی کو صوت سرمدی کہتے ہیں۔ ؎

جس وقت گر ونے دی دار وہر دنگتا بولا اللہ ہو

انحد نے رنگ دیا تن من سبحان اللہ سبحان اللہ

اکثر فقرا جو عالم تحیر میں نظر آتے ہیں۔ کبھی ہنستے ہیں کبھی روتے ہیں وہ اسی صوت سرمدی سے محظوظ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر یہ سب تماشے اور کرشمے اسم ذات اور تصور ذات کے ہیں۔ مرتبہ فقر کی سیر اس سے بھی کہیں اعلےٰ وارفع ہے۔

# ذکر کلمہ توحید کی اقسام

۱۔ ذکر زوال کے ذاکر کی طرف رجوعات خلق ہوگی۔ مریدین بڑھینگے۔ مگر یہ تاثیر عارضی ہے۔ اس سے تو استغفار پڑھتی بہتر ہے۔ یہی وہ ذکر ہے۔ جو صوفیائے زمانہ کرتے ہیں۔

۲۔ ذکر کمال کرنے والے کی طرف فرشتوں کی رجوعات ہوتی ہے۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ذاکر سئیات سے محفوظ رہتا ہے۔

۳۔ ذکر وصال کی حد اور تعریف یہ ہے کہ اپنے ذاکر کو ابنیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجالس میں باریاب بنا دیتا ہے۔

۴۔ ذکر حال کا ذاکر نور تجلیات دیکھتا ہے۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے درجات ملتے ہیں۔ اور اپنی محنت کا ثمرہ پاتا ہے۔ یعنی دربار رسالت سے فیضیاب ہوتا ہے اور وہ مراقبہ کے اسرار نہاں سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔

# مراقبہ

دراصل حضوری مجلس محمدیہ کا نام ہے۔ بعض مشاہدۂ حق کو کہتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ مشاہدۂ حق بجز مجلس محمدیہ کے اور کہاں ہو سکتا ہے۔ اور تمام ابنیاء کے انوار سے کہاں مستفیض ہو سکتا ہے۔ مراقبہ سے مشاہدہ جان کنی حقیقت فشار قبر اور راز منکر نکیر علم حساب و کتاب و یقین قیامت دوزخ و جنت مستحکم ہوتا ہے۔ بظاہر کھانے پینے سے مستغنی نظر آتا ہے

سونے والا آواز سے چونک پڑتا ہے۔ مگر صاحب مراقبہ اس سے بھی بے نیاز ہے

# طریق مراقبہ

دو زانو بیٹھ کر سر بہ گریباں ہو اور اسم ذات اللہ کے تصور میں گم ہو۔

تو درو گم شو وصال این است و بس

---

# فنا فی الشیخ

فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ طالب کو مرید ہوتے ہی یہ تین درجے حاصل کرنے ضروری ہوتے ہیں ۔

## پہلا درجہ فنا فی الشیخ

جدھر بھی نظر اٹھائے اپنے شیخ کو ہی دیکھے ۔ اس کی حرکات وسکنات شیخ کی حرکات وسکنات ملتی جلتی ہوں ۔

## دوسرا درجہ فنا فی الرسُول

جدھر دیکھے اُدھر حضور ہی کو جلوہ گر دیکھے ۔ اتباع شریعت بغایت درجہ حاصل ہو ۔ کہ کوئی سنت نہ چھوڑے اور ہر وقت تصور حضور علیہ السلام کا رہے

## تیسرا درجہ فنا فی اللہ

خود کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے !
تیری ہستی کی رنگ و بو نہ رہے !
آرزوے وصال پردہ ہے !
آرزو کی بھی آرزو نہ رہے !

یعنی خود کو اللہ تعالیٰ کی ہستی میں فنا کر دے اور اپنا تصور ختم کر کے صرف خدا تعالیٰ کا تصور رہو ۔

# اہل رضا کی قسمیں

| | |
|---|---|
| ۱۔ حق تعالےٰ کی عطا پر راضی رہنے والے ۔ | معرفت الٰہی |
| ۲۔ نعمتوں پر راضی رہنے والے ۔ | اہل دنیا |
| ۳ بلا پر راضی رہنے والے | عشاق (یعنی عاشق) |
| ۴۔ برگزیدگی پر راضی رہنے والے | اہل محبت |
| ۵۔ رضا بعد القضا کا مسلک | بہت اچھا ہے |

# کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

(ارشاد گرامی حضرت بایزید بسطامی رح)

حضرت آدم کے زمانے میں تخم معرفت بویا گیا ۔ نوح علیہ السلام کے وقت میں اُگا اور حضرت ابراہیم نے زمانے میں پھولا پھلا ۔ حضرت موسیٰ کے زمانے میں اس میں خوشہ نکلا اور حضرت عیسیٰ کے زمانے میں انگور نکلے حضور سرور عالم کے زمانے میں اسکی شراب کھینچی ۔ امت محمدیہ کے رندوں نے پی اور بے خود ہو کر للکارے ۔ سبحانی ما اعظم شانی ۔ انا الحق ۔ قم باذنی ۔

# ارشاداتِ اقدس حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ خلق اللہ آدم علیٰ صورتہ ۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

۲۔ اَنا احمدُ بلا میم ۔ ترجمہ۔ میں بغیر میم کے احمد ہوں ۔

۳۔ فلا تسبُّوا الدھر فان الدھر ھو اللہ ۔ ترجمہ زمانے کو برا نہ کہو ۔ زمانہ ہی خدا ہے ۔

انسان محدود عقل والا انسان اب کیا کہے کیا سمجھے ۔

## حضرت ابُو ہریرہ

فرماتے ہیں کہ حضورؐ سے میں نے دو علم حاصل کیے ایک کو تو منتشر کر دیا۔ دوسرے کو زبان سے بھی نکالتا تو میرا حلق کاٹ ڈالا جاتا :۔

## شطح حضرت ذُہیم۔

فرماتے ہیں کہ توحید اشارہ بشریت کو دور کرنا ہے اور اپنے پر الوہیت ثابت کرنا ہے۔

## شیخ احمد غزالی

فرماتے ہیں۔ ہمارا فرض خدا ہونا ہے۔ اور سنت رسول ہونا۔

## حضرت خواجہ احرار

سے لوگوں نے پوچھا کہ رنڈیاں بھی بہشت میں جائیں گی۔ فرمایا! معہ ساز وغیرہ ۔

کے ہم سے پہلے جائیں گی۔ اس لیئے کروہ مجبور ہیں۔

درکوے نیک نامی ماراگذر نہ دادند
گرتو نمے پسندی تغییر کن قضا را!

# مقامات تصوف

۱۔ ترکِ گناہ
۲۔ خدا کی طرف رجوع
۳۔ ترک دنیا
۴۔ اللہ پر توکل

## حال یا وجد

یہ اک کیفیت ہے جو منجانب اللہ دل پر طاری ہوتی ہے۔ اسے خود حاصل نہیں کر سکتے اور یہ انعامات الٰہی میں سے ہے۔ ہمارے شیخ سیدنا حاجی وارث علی شاہ صاحب اعلےٰ اللہ مقامہٗ سے کسی نے پوچھا تھا کہ حال لانا کیسا ہے۔ فرمایا قابل مذمت پھر کسی نے پوچھا کہ حال آنا کیسا ہے۔ فرمایا مستحق رحمت، دیکھئے آنے اور لانے کے فرق سے نتیجہ بدل گیا۔ اور اس مقام میں صوفی دیر تک نہیں رہتا۔

# سکر و صحو

اہل تصوف کا قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سکر میں تھے۔ جو تجلی طور کو برداشت نہیں کر سکے۔ اور ہمارے حضور صحو میں تھے۔ جو شب معراج۔

قاب قوسین تک گئے۔ مگر ہوش میں رہے۔

# نفس

بالاتفاق برائے کا راہنما اور شر کا منبع ہے۔ نفس کی مخالفت کے بغیر حق کی راہ نہیں ملتی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے بھلائی کرنی چاہتا ہے۔ تو اس کو اپنے نفس کے عیوب سے آگاہ کر دیتا ہے۔ اور جس نے نفس کی خواہش سے خود کو باز رکھا۔ اس لیئے جنت میں گھر بنایا۔ حضرت مولا علی کا مقولہ ہے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کو پہچان لیا۔ آدمی جب تک نفس کی خواہشات سے نجات نہیں پاتا محبت حق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا مشاہدہ کراتا ہے۔ ایک ناپاک کتے کو مجاہدہ اس مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ کہ اس کا کیا ہوا شکار حلال ہوتا ہے۔

نفس کے ساتھ جہاد کرنا بھی جہاد اکبر ہے۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن خود اس نفس ہے جو شخص یہ چاہے کہ واصل حق ہو۔ وہ نفس کی مخالفت کرے۔

# ولی اللہ

اللہ ولی الذین اٰمنو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ جو ولیوں کی (یعنی اللہ کے دوستوں کو) تکلیف پہنچاتا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ ایمان سے جنگ کرتا ہے۔

ولیوں میں درجات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ بعض کو بعض پر رسولوں کی طرح فضیلت بھی ہوتی ہے۔ ان ولیوں میں بڑے بڑے تصرف والے ہوتے ہیں۔ ان

کے درجات بہ تفصیل ذیل ہیں۔

۱۔ اہل تصرف اولیا عالم میں اخیار کہلاتے ہیں۔ اور وہ تین سو ہوتے ہیں۔

۲۔ ابرار سات۔

۳ دنیا میں چالیس ابدال ہوتے ہیں۔

۴۔ اوتاد چار

۵ نقیب تین

۶۔ غوث ایک

۷۔ قطب انتظامی امور انجام دینے والے

۸۔ قطب المدار ایک جگہ رہتا ہے۔

۹۔ قلندر تمام عالم پر نظر رکھنے والا مجذوب و سالک ہوتا ہے۔

اور یہ سب باہم مل جل کر اپنے تصرفات سے دنیا کو فیض پہنچاتے ہیں۔ اگرچہ سب خدمت کے حکم میں یکساں ہوتے ہیں۔ لیکن ہر ایک کا مرتبہ جدا جدا ہوتا ہے۔

ان سے تصرف و کرامت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ شریعت کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ نیز کرامت ظاہر نہ ہونی اس امر کی دلیل نہیں کہ ولی نہیں۔ لیکن سے

اولیا راہست قدرت از الہ

تیر جستہ باز گرداند ز راہ

مگر معجزہ کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ کرامت چھپائی جاتی ہے۔ اگرچہ صورتاً دونوں ایک ہی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب کفار نے مکہ میں انہیں سولی پر چڑھایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسجد نبوی میں صحابہؓ سے فرمایا کہ کفار خبیب کو سولی پر چڑھا رہے ہیں۔ ادھر حضرت خبیب کی نگاہوں سے حجابات اٹھے۔ تو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور سلام کیا اور حضور ﷺ

علیہ السلام کا جواب سُنا ۔ ایک طرف سے معجزہ ظاہر ہوا اور دوسری طرف سے کرامت اور اس حدیث کی تصدیق بھی ہو گئی ۔ اولیاءِ امتی کا نبیاء بنی اسرائیل ۔ یعنی میری امت کے اولیاء بنی اسرائیل کے انبیاء کی شکل ہوں گے ۔

## نکات

۱۔ فعل بد سے پشیمانی توبہ ہے ۔
۲۔ ابو جعفر حرمی ۴۰ سال مکے میں رہے ۔ مگر حرم کی حدود میں حوائج ضروریہ سے فراغت نہیں کی ۔ حد سے باہر جاتے تھے ۔
۳۔ اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو ۔
۴۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیئے کھول دیتا ہے ۔
۵ روح جسم میں ایسے ہے جیسے کوئلے میں آگ ۔
۶۔ توبۃ العوام من الذنوب و توبۃ الخواص من الغفلۃ

## نماز دربار حق میں حاضری کا ذریعہ ہے

اک گروہ اہل اللہ کا یہ کہتا ہے ۔ کہ نماز غائب ہونے کا ذریعہ ہے ۔ مگر حضور علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں ۔ کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔

ہمارا خیال ہے کہ یہ افواج الٰہیہ کی قواعد ہے ۔ جو اس میں زیادہ ماہر ہے وہی آفیسر کی نگاہوں پر چڑھا ہوا ہے ۔

# محبت

یہ چار حرفی لفظ بڑے کمال کا ہے۔ جس نے پایا ہے۔ اسی کی بدولت پایا ہے اللہ تعالےٰ بھی اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔ مگر وہ رحمت نازل فرماتا ہے۔ اس کی یہی محبت ہے۔

## محبت کے متعلق اقوال

۱۔ محبت یہ ہے کہ اپنے بہت کو قلیل جانے اور دوست کے تھوڑے کو بہت۔
۲۔ حضورؐ فرماتے ہیں۔ کہ آدمی قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا۔ جسے وہ دنیا میں دوست رکھتا تھا۔
۳۔ محبت جفاء وجور سے کم نہیں ہوتی اور احسان وعطا سے زیادہ نہیں ہوتی۔
۴۔ کافر سخی مومن بخیل سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہے۔
۵۔ سخی وہ ہے جو اپنے پرائے میں فرق کرے۔ اور سوال کرنے پر دے۔
۶۔ جواد وہ ہے جو ہر ایک کے ساتھ بخشش کرے اور بغیر طلب عطا کرے اسی لیئے اہل تصوف کا قول ہے۔ کہ صوفی کا خون معاف ہے اور وہ عام لوگوں کی ملکیت ہے۔

## روح کی جلا بھوک سے ہوتی ہے

بھوکا پیٹ بستر غافل عابدوں سے زیادہ اللہ کو مرغوب ہے۔ نفسانی قوت بھوک سے مغلوب ہوتی ہے۔ ۵

تو معتقد کہ زلیستن از بہر خوردن است
خوردن برائے زلیستن وذکر کردن است

پہلے لوگ صرف اس لیئے کھاتے تھے کہ زندہ رہ سکیں۔ بھوک اصلی اور حقیقی ۴۰ دن میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ درمیان میں نفسانی خواہشات کی جھوٹی بھوک ہوتی ہے بھوکا رہنے سے مشاہدہ حق ہوتا ہے۔

## دُنیا بیں۔

سوائے خدا کے آدمی کسی سے سوال نہ کرے اور نہ کسی سائل کو جھڑکے۔ بعض مشائخ نے تین سبب سے سوال کرنا جائز بھی سمجھا ہے۔ ناچاری کی حالت میں دل کی فراغت کے لیئے۔ تیسرے نفس کی اصلاح کے لیئے تاکہ مزاج میں تکبر نہ آئے

## ( ایک لطیفہ )

ایک بزرگ کوفے کے بازار میں ایک چڑیا لیئے یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو اس چڑیا کے لیئے کچھ دو۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا۔ تو جواب دیا میں خدا کے لیئے یوں نہیں مانگتا۔ کہ اس کو سفارشی بنا کر کیا حقیر چیز مانگوں

## دلی میں اک مغل شہزادے

غدر کے بعد رات کو نکلا کرتے تھے اور خاموش چاوڑی سے دریبہ تک چلے جاتے تھے۔ صرف یا اللہ کہتے تھے۔ کسی سے سوال بھی نہیں کرتے۔

★ شریعت اور طریقت کی جان توحید ہے۔ ہر قوم میں خدائے تعالیٰ کی وحدانیت تسلیم کرنے والے ہیں۔ مگر اس کی کئی قسمیں ہیں۔

۱: توحید افعالی ۔ جملہ موجودات کو خدا سمجھنا ۔
۲۔ توحید صفاتی ۔ صفات موجودات کو صفات الٰہی سمجھنا ۔
۳۔ توحید ذاتی ۔ جملہ موجودات کو وجود حق سمجھنا ۔
۴۔ توحید حقیقی ۔ اپنے وجود کا بھی ادراک نہ ہونا ۔

★ ۔ راہ حق میں خلق نہیں اور راہ خلق میں حق نہیں ۔
★ ۔ خدا جوئی اور خدا شناسی بھی اک دھندا ہے ۔ جس کا سر نہ پاؤں
★ دنیا اپنے اپنے خیالی من گھڑت خداؤں کو جھکتی ہے ۔ ؎

ہست نادانی دریں رہ علم ہیت
علم را بگذار تا دانی بہ کیست!

مگر یہ باتیں طالبوں کے لیئے زہر قاتل ہیں ۔

# تفصیل لطائف ستہ

| | |
|---|---|
| ۱۔ لطیفہ قلب | زیر پستان چپ ہے ۔ |
| ۲۔ لطیفہ روح | زیر پستان راست ہے ۔ |
| ۳۔ لطیفہ سر | روح و قلب میں شامل ہے ۔ |
| ۴۔ لطیفہ نفس | زیر ناف ہے ۔ |
| ۵۔ لطیفہ خفی | پیشانی میں ہے ۔ |
| ۶۔ لطیفہ انفاء | دماغ میں ہے ۔ |

ان لطائف ستہ کے جاری ہونے پر ذجو مرشد کامل کے کرم سے ہوتے ہیں ۔

سلطان الاذکار کرنا چاہئیے - اور لطائف ستہ کے جاری کرنے کے لئے ذکر کیا جاتا ہے اور مراقبے ہوتے ہیں۔

۱: توجہ تین قسم کی ہوتی ہے - اصلاحی - القائی - اتحادی

۲- اصلاحی - مرشد اپنی توجہ سے مرید کا زنگ کثرت صاف کرتا ہے۔

۳- القائی قلب صاف ہونے پر مرید پر توجہ سے حالات پوشیدہ القا کیئے جاتے ہیں۔

۴- اتحادی توجہ میں پیر اچانک اپنے فیض سے مرید کو نواز دیتا ہے۔ اور نشان اس کا یہ ہے کہ مرید اچانک شیخ برزخ اختیار کر لیتا ہے۔

۵- استغراق کے معنی ہیں ڈوبنا - گویا معرفت کے دریا میں ڈوبنے کا نام استغراق ہے۔

۶- صوفی ابوالوقت :- وقت پر قادر ہوتا ہے۔ جیسے حضرت بایزید بسطامی رح

۷- صوفی ابن الوقت - جب کوئی کیفیت طاری ہو تو مدہوش ہو جاتا ہے۔

۸- مجذوب ازلی - بلکہ کرمست ہونے والا قیامت کو بھی مجذوب ہی اٹھیگا

۹- بے اختیاری - کسی کی توجہ سے مجذوب بننے والا - مجذوبوں سے دوسروں کو فیض بہت کم ہوتا ہے - اس لیئے ان سے الگ رہنا ہی ٹھیک ہے - نہ ان کی دوستی اچھی نہ ان کی دشمنی اچھی کیونکہ یہ پر مہنس ہوتے ہیں۔

۱۰- خاندان قادریہ و چشتیہ میں ذکر جہر لطف دیتا ہے۔ مگر نقشبندی و سہروردی اگر ذکر جہر کرتے ہیں تو پہلا ذوق بھی جاتا رہتا ہے۔

۱۱- ناک کے دونوں نتھنے سے جب برابر سانس آتا ہے - تب ذکر کا لطف آتا ہے - دم اور مقعد کو بند کرنے سے سانس برابر ہو جاتا ہے۔

۱۲- توحید وجودی و شہودی ہمہ اوست ہمہ از دست کے چکروں میں پڑنے سے

انسان جو کچھ کرتا ہو اسی میں مست رہے۔

"پکڑ کنارہ بیٹھ رہ بہیں دار بہیں پار
نیت کس راز حقیقت آ گہی جملہ پرند بادست تہی !!

ہم مٹ گئے تو صورتِ ہستی نظر پڑی
ویران جب آپ ہو گئے بستی نظر پڑی
دیکھا تو خاکساری عالی مقام ہیں
جوں جوں بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی

# مَلفُوظاتِ فرید

۱۔ فرمایا! درویشی پردہ پوشی ہے۔

۲۔ فرمایا! زکوٰۃ کی تین قسمیں ہیں۔ زکوٰۃ۔ شریعت۔ زکوٰۃ طریقت۔ زکوٰۃ حقیقت پہلی یہ ہے کہ چالیس روپیوں میں سے عہ را ایک روپیہ دے۔ دوسری یہ ہے کہ چالیس میں سے پانچ اپنے پاس رکھے باقی دے دے اور تیسری یہ کہ سب دیدے اس لیئے کہ درویشی خود فروشی ہے۔

۳۔ اسراف کی تعریف میں فرمایا! اسراف وہ ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں نہ صرف ہو۔

۴۔ : فرمایا! حضوری دل بغیر "اکل حلال" کے نہیں ہوتی۔

۵۔ فرمایا! رات کو عبادت میں جاگنے والا محروم نہیں رہتا۔

۶۔ فرمایا! ترک ورد سالک کی موت ہے۔

۱۷۰۰

۷ : فرمایا! استرہ سو پیروں سے ملا ہوں۔ سب نے یہی کہا کہ خدا رسید ہونا ہے تو دنیا سے بیزار ہو۔

۸۔ فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ایک درویش جسکی کٹیا دریا کے کنارے تھی۔ اس کے یہاں مہمان آیا۔ اُس نے اپنی عورت سمیت کھا پکا کر کہا کہ یہ کھانا اس بزرگ کو دے آ جو اُس پار ہے۔ اور کنارے پر جا کر کہنا کہ اس درویش کی برکت سے جس نے تیس سال سے اپنی عورت سے صحبت نہیں کی رستہ دے دو۔ عورت متحیر ہوئی کہ میں اس کے نکاح میں ہوں بال بچے بھی ہیں۔ پھر یہ کیا کہہ رہا ہے۔ بالآخر یہی جا کر دریا پر کہہ دیا۔ دریا نے رستہ دے دیا۔ درویش کو کھانا دیا۔ درویش نے کھانا کھایا۔ اس نے واپسی پر درویش سے یہی کہا دریا میں کیونکر جاؤں۔ کہا! جا کر کہنا کہ اس درویش کی برکت سے جس نے تیس سال سے کھانا نہیں کھایا۔ رستہ دیدے عورت نے ایسا ہی کیا دریا نے رستہ دے دیا۔ عورت پار اتر گئی۔ اور دونوں باتوں کی حقیقت پوچھی۔ اُس درویش نے کہا۔ میں نے کبھی ہوائے نفسانی سے صحبت نہیں کی۔ اور اس نے کبھی ہوائے نفسانی سے کھانا نہیں کھایا۔

۹۔ فرمایا۔ ایک ورد ہے جو ضرورت کے وقت کریگا۔ فائدہ اٹھائے گا۔ ناکام نہیں رہے گا۔ ہمارے مرشدوں کا یہی ارشاد ہے۔ کہ تنگی معاش میں یہ پڑھے

## برتری رزق کا وظیفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا ذالعزۃ والملک والبقاء یا ذالمجد والعطاء یا ودود ذی العرش المجید۔ فعال لما یرید۔ ایک ہزار بار پڑھے

۱۰۔ فرمایا۔ دس لاکھ اسی ہزار بلائیں۔ اللہ تعالیٰ سالانہ دنیا میں بھیجتا ہے۔ ایک مہینے میں نو لاکھ بیس ہزار اور وہ صفر کا مہینہ ہے۔ اور باقی ایک لاکھ ۶۰ ہزار دوسرے مہینوں میں۔ ہمارے مرشد سیدنا حاجی وارث علی شاہ صاحب بھی اسی مہینہ کی یکم کو وصال فرما ہوئے تھے۔

## ماہ صفر کی سختیاں

نوح کا طوفان، ایوب کی بیماری، زکریا کا آرہ سے شہید ہونا۔ یحییٰ کی شہادت آخری چہار شنبہ کو ہوئی، جرجیس شہید ہوئے۔ حضرت یونس اسی ماہ میں لقمہ ماہی بنے۔ حضرت حضرت خاتم الانبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض وفات آیا۔ اور آپ کا جنازہ اطہر دو روز تک صرف اس لیئے بغیر تجہیز و تکفین رہا کہ دنیا دیکھ لے۔ حضور علیہ السلام حیات النبی ہیں۔ وفات شریف کے بعد کی کوئی کیفیت مردوں کی سی رونما نہیں ہوئی۔

۱۱۔ فرمایا۔ رزق کے لیئے غمگین ہونا گناہ کبیرہ ہے۔

۱۲ عام لوگ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اور خواص عرش کی طرف۔

۱۳ فرمایا! قاضی حمید الدین ناگوری کا ارشاد ہے کہ پیر کی صحبت فرض ہے۔ اور ترک دنیا سنت ہے۔

۱۴۔ پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی ایک بڑھیا کے ہاں جاتے اور دعا کے طالب ہوتے۔ حالانکہ آپ قیم برحمت تھے۔

۱۵ پھر فرمایا! جس شہر میں بارش نہ ہو۔ شب کو سورہ دخان کا ختم کرانا چاہیئے

# ملفوظات خواجگان چشت

(ارشادات حضرت خواجگان ہارونی علیہ)

۱۔ حدیث مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس پرہیز گاری ہے۔

۲۔ ارشاد حضرت خواجہ عثمان ہارونی، فرماتے ہیں۔ کہ ارشاد مصطفائی ہے۔ کہ جب مخلوق گناہ زیادہ کرتی ہے۔ تو عبرت کیلیئے سورج گرہن یا چاند گرہن پڑتا ہے

۳۔ ارشاد حضرت علی مرتضےٰ۔ قریب قیامت کے مکہ معظمہ اہل حبش ویران کریں گے۔ مدینہ منورہ قحط سے برباد ہوگا۔ بصرہ عراق اور شہد شراب نوشوں کی وجہ سے، شام بادشاہوں کے ظلم سے، روم کثرت لواطت سے خراسان اور بلخ تاجروں کی خیانت کے سبب برباد ہوگا۔ سیوستان زلزلوں سے ہند اور مصر عورتوں کی بدکاری سے لقبیہ شہروں اور ملکوں پر ان سب شہروں کی نحوست اثر کرے گی۔ پھر ظہور مہدی اور نزول مسیح ہوگا۔

۴۔ شریعت میں شراب حرام ہے۔ طریقت میں ندی کا پانی پینا بھی حرام ہے۔ جس سے خدا کی بندگی سے دوری ہو۔

۵۔ فرمایا! کسی کو گالی دینا ایسا ہے۔ جیسا موسیٰ کے مقابلے میں فرعون کو مدد دینا

۶۔ فرمایا کہ سُرخ دستر خوان پر رکھ کر روٹی کھانا باعث رحمت ہے۔

۷۔ فرمایا جو شخص قیام اللیل کرتا ہے۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

۸۔ فرمایا جنت میں قضائے حاجت ہوگی۔ خوشبودار پسینہ کے ذریعہ سے ہے۔

۹۔ جب بچے روتے ہیں تو شیطان ان کے کان مروڑتا ہے۔ پس اس وقت،

لاحَول ولا قوۃ پڑھنی چاہیے۔
۱۰ عبادت ونیکی سب سے اول نماز ہے، دوسرے درجہ پر صدقہ ہے۔ اور تیسرے درجہ پر تلاوت قرآن ہے۔
۱۱۔ آخری زمانے میں عالموں کو منافق کہیں گے۔ اور منافقوں کو عالم
۱۲۔ پائجامے کے پائنچے دراز کرنا علامت نفاق کی ہے۔

# ارشادات حضرت خواجہ غریب نوازؒ

۱۔ پیر کے ارشاد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔
۲۔ وضو میں انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے۔
۳۔ اہل محبت بعد نماز صبح سورج نکلنے تک بیٹھتے ہیں۔
۴۔ فرمایا! کافر ہو یا مومن منہ سب کا پاک ہے۔

# محبت کی شناخت

ا۔ حسب قول حضرت خواجہ رح محبت میں مصیبت کو برغبت
ب حسب قول حضرت شیخ شہاب الدینؒ تلوار بھی لگے تو خبر نہ ہو۔
ج حسب قول خواجہ اجل رح جل کر راکھ بھی ہو جائے تو دم نہ مارے
۵۔ قبرستان میں کھانا پینا منافق کی علامت ہے۔
۶۔ پانچ چیزوں کا دیکھنا بڑا ثواب ہے۔ ۱۔ والدین کا چہرہ دیکھنا (۲) قرآن پاک دیکھنا (۳) علماء کا دیکھنا (۴) بیت اللہ کا دیکھنا (۵) پیرومرشد زیارت کرنا۔

۷۔ پھر فرمایا صبح کو بائیں پہلو سے اٹھنا چاہیئے
۸۔ فرمایا اگر سلوک کے سو درجے ہوں۔ تو ستر واں کشف کا ہوگا۔ جو یہیں گر پڑیگا وہ اور منازل کسطرح طے کرے گا۔ خواجگان چشت نے پندرہ درجے رکھے ہیں ان میں پانچواں کشف کا ہے۔
۹۔ عاشق کا دل آتشکدہ ہے جو گرا جلا۔
۱۰ جو خدا تعالےٰ کو پہچان لے گا۔ خلقت سے دُور بھاگے گا۔
۱۱۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت مرشد سے سنا ہے کہ لوگ اس وقت فقر کے مستحق ہوتے ہیں۔ جب اعمالنامے میں آٹھ سال تک کوئی گناہ نہ لکھا جائے۔
۱۲ فرمایا شیخ بہاؤالدین بختیار دوستی بڑے بزرگ بڑے سخی تھے اور سخاوت سے بڑے درجہ کو پہنچے
۱۳ محبت خویش و اقربا سے تعلق قطع کر کے کی جاتی ہے۔
۱۴ عارف کا توکل سوائے خدا کے کسی پر نہیں ہوتا۔
۱۵ جسے محبت دی گئی ہے۔ اسے فقر و وحشت بھی دی گئی ہے۔
۱۶ اہل محبت تین چیزوں سے توبہ کرتے ہیں۔ گناہوں سے ندامت کے ذریعہ ظلم و جھگڑوں سے۔
۱۷۔ چار چیزیں خوب ہیں۔ درویش مستغنی۔ بھوکا جو پیٹ بھرا معلوم ہو غمناک جو خوش ہو وہ جو دشمن کو بھی دوست سمجھے۔

# ارشادِ قطبُ الاقطاب رح

۱ :۔ فرمایا! بیعت کرنے والا پیر مرید کو اپنا جیسا بنا سکے۔ تو مرید کرے

۲۔ جو اچھا کھائے۔ اچھا پہنے اور خوش ہو وہ درویش نہیں۔

۳۔ فرمایا! درویش کو سیاحت کرنی چاہیئے۔

۴ فرمایا! جب تک سب سے بیگانہ ہوگا نہ نہیں بنتا۔

۵۔ آپ فرماتے ہیں۔ ایک شرابی جسے سانپ کاٹنا چاہتا تھا۔ اور وہ سو رہا تھا۔ سانپ کو بچھونے کاٹا اور شرابی بچ گیا۔ ہم نے دیکھا تو تعجب کیا۔ آواز آئی ہم گنہگار اور متقی، دونوں کے رب ہیں۔

۶۔ حضرت رابعہ رضؓ پر جب مصیبت نازل ہوتی تو شاد ہوتیں کہ اُسے یاد ہوں

۷۔ فرمایا! پیر کی بات کا نفلوں کی نیت توڑ کر جواب دینا افضل ہے۔

۸۔ فرمایا! کھانے والے کو سلام کرنا نہیں چاہیئے۔

# مَلفُوظاتِ محبُوبی رح

۱۔ فرمایا! ایک روز حضرت جبریل چار پر کالے پارچے کے لے کر حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ جاہے جسے عنایت فرمادیں۔ آپ نے چاروں صحابہ کو دیدیئے۔ حضرت ابو بکر رضؓ کی ایک گوشی کلاہ بنی۔ حضرت عمر رضؓ کی دو گوشوں کی۔ حضرت عثمان کی تین گوشوں کی اور حضرت علی رضؓ کی چہار ترکی کلاہ بنی۔

یک ترکی کلاہ۔ ابدالوں اور صدیقوں کے لیئے ہے۔ باطنی ارادت حاصل کرو۔

دو ترکی کلاہ۔ عابد اور اوتادوں کے لیئے ہے کہ دنیا ترک کرو۔ صاحب ذکر

بنو۔

سہ ترکی کلاہ : زائد اہل تجبیر پہنتے ہیں ۔

چہار ترکی کلاہ ۔ سادات و مشائخ کے لیئے ہے ۔ ترک دنیا ترک صحبت اغنیاء ترک ماسوا ترک لبحرہ من بجز الکرامقہ کا بھروسہ نہ کرے ۔ چوتھے طہارت من طلب دنیا ۔

۱۔ پھر فرمایا ۔ عشرہ کے روزہ سے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے ۔

۲۔ علماء کے ساتھ بیٹھنا ہدایت الہی ہے ۔ اور ایام ابیض کے روزوں کی بڑی فضیلت ہے ۔

۳۔ گناہوں سے توبہ اتوار کے دن کرے اور ستر بار استغفار پڑھے ۔ تو فوراً قبول ہوتی ہے ۔

## سات دن کی نمازیں

**شنبہ** ۔ چار رکعت ہر رکعت میں بعد فاتحہ تین مرتبہ ۔ قل یا یہا الکفرون پڑھے بعد نماز ایک بار آیت الکرسی پڑھ کر دعا مانگے ۔ قیامت کے دن پیغمبروں کے ساتھ محشور ہو گا ۔

**یکشنبہ** ۔ یہ چار رکعت میں بعد فاتحہ رکوع امن الرسول پڑھے قیامت کو دوزخ میں اور اس میں پانچسو برس کی راہ کا فاصلہ ہو گا ۔

**دوشنبہ** ۔ دو رکعت نماز بعد فاتحہ ایک ایک مرتبہ آیت الکرسی و سورہ اخلاص پڑھے ۔ پھر درود شریف پڑھ کر والدین کی مغفرت چاہیے ۔ بہت بڑا اجر ہے

**سہ شنبہ** ۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ارشاد ہے ۔ ۲ رکعت اس طرح پڑھے ۔

ہر رکعت میں ایک بار والتین اور ایک ایک ہر چہار قل پڑھے۔ بعد الحمد کے تمام آفتوں سے نجات پائیگا۔

**چہارشنبہ** ۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ اذا زلزلت الارض۔ ایک بار سورہ اخلاص تین بار پڑھے۔ قبر کی تاریکی سے نجات ملے۔

**پنجشنبہ** ۔ بعد الحمد دونوں رکعت میں اذجاء پڑھے ۵ بار شہادت کا ثواب پائے

**جمعہ** ۔ دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ سو مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے اور سو بار اخلاص پھر یہ پڑھے سات بار یا نور النور یا اللہ یا رحیم یا رحمٰن یا حی یا قیوم افتح ابواب رحمتک و منفرتک و من یدخل الجنۃ الخفی من النار پھر دعا مانگے سریع التاثیر ہے۔

۴۔ پھر فرمایا شریعت میں دل حاضر ہو یا غیر حاضر نماز ہو جاتی ہے۔ مگر حقیقت میں دل غائب تو نماز بھی غائب۔

۵۔ پھر فرمایا آیۃ یمحوا اللہ ما یشاء کے بیان میں دیکھا گیا ہے۔ کہ جو شخص کسی پر رحم کرتا ہے۔ اللہ اس عمر کے تین سال کے تیس کر دیتا ہے۔

۶۔ پھر فرمایا! بیماری میں صدقے سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

## تفصیل مسخ شدہ مغضوب امتوں کی۔

۱۔ جن لوگوں کو خدا نے ہفتہ کے روز شکار مچھلی سے منع کیا نافرمانی پر بندر رہے۔

۲۔ جن لوگوں کی شکل سور کی بنادی وہ حضرت عیسٰی کی نافرمان قوم تھی۔

۳۔ جو گردہ کفن چور تھا۔ سوسمار بنا پیغمبر وقت کی بد دعا ہے۔

۴۔ جو پیغمبروں پر نکتہ چینی کرتے تھے۔ وہ ریچھ بنے حضرت جرجیس کے زمانے میں

۵۔ جو چارپائی پر سوار رہتے زمین پر نماز نہ پڑھے وہ ہاتھی بنے کہ ناک زمین

پر ہے۔

۶۔ جو لوگ باہم جھگڑتے تھے۔ بچھو بنا دیے گئے۔

۷۔ بھڑ وہ بنے جنھوں نے ہاروت و ماروت کو بھکایا تھا۔

۸۔ زہرہ ستارہ کی شکل زانی کی بنی۔

۹۔ سہیل ستارہ وہ بنے جنہوں نے صالح علیہ السلام کی نافرمانی کی۔

۱۰۔ کم تولنے والے سانپ اور مچھلی بنے قوم ہود سے تھے۔

۱۱۔ نیولا قصاب کم تولنے والے بنے۔

۱۲ خیانت کرنے والے طوطی بنے۔ مہتر ادریس کی قوم سے تھے۔

۱۳ جو چور تھے وہ جنگلی چوہے بنے۔

۱۴ بیہودہ گو کوے بنے۔

۱۵۔ نافرمان عورتیں مکڑیاں بنیں۔

۱۶۔ لومڑی وہ آدمی بنے جو حمام میں ننگے نہاتے تھے۔

۱۷۔ چڑیا وہ بنائے گئے جو ناچا کرتے تھے۔ عورتوں کی طرح سنگار کرتے تھے۔

۱۸ اُلو وہ بنے جو پارسائی دکھاتے تھے۔ اور چوری کرتے تھے۔

۱۹ گھریلو چوہے وہ بنے جو باورچی تھے۔ اور جیبیں چرا کر بیچتے تھے۔

۲۰۔ آبی جانور لواطت کرنے والے بنے۔

# فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

۷۔ فرمایا قیامت جب تک نہیں آئے گی۔ جب تک آسمان سے بچھوؤں کی بارش نہ ہوگی۔ پھر فرمایا لوطی فاعل مفعول جفتی کھاتے ہوئے قیامت کو اٹھینگے

۸۔ پھر فرمایا! ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ آسمان سے بڑا بہتان اور جھوٹ ہے اور زمین سے فراخ سچی بات ہے۔ دریا سے بڑھ کر دانا تونگر کا دل ہے۔ آگ سے زیادہ گرم حریص کا دل ہے۔ پتھر سے زیادہ سخت کافر کا دل ہے۔ تیتم سے بڑھ کر خوار سخن چین ہے۔

۹۔ پھر فرمایا بیہودہ گوئی بری ہے۔ خواجہ حسان نے ایک مکان دیکھا پوچھا کس نے بنایا ہے۔ پھر سوچا تجھے اس سے کیا فائدہ اس کے کفارے میں آپ ایک سال تک نہیں بولے۔

۱۰۔ پھر فرمایا آدمی نیک بخت اور بدبخت ماں کے پیٹ سے ہی ہوتا ہے۔

۱۱۔ پھر فرمایا جو شخص دوزخی کو دیکھنا چاہئیے۔ وہ اسے دیکھے جو اہل دنیا یا غیر مسلم کو آگے بڑھ کر سلام کرے۔

۱۲۔ پھر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اصحابہ سے فرمایا کہ جب میں تقدیر کے مسئلہ پر گفتگو کرتا ہوں۔ تم دور کھڑے ہو جایا کرو۔ اور مجھ سے کوئی سوال نہ کیا کرو۔

۱۳۔ پھر فرمایا کہ درویشوں کے پاس آگ بھی ہے۔ پانی بھی یعنی رحم بھی ہے۔ اور قہر بھی۔

۱۴ فرمایا جب کسی پر ظلم ہو اسے بد دعا نہیں کرنا چاہئیے۔ ورنہ ظالم مظلوم برابر ہو جاتا ہے۔

۱۵۔ فرمایا اگر کسی کو کوئی ستائے تو بجائے بدلہ لینے کے دانت میں کر رہ جانا چاہئیے۔ جو مقصد ہوگا۔ حاصل ہوگا۔

۱۶۔ فرمایا سکندر کو ذوالقرنین اس لئے کہتے ہیں۔ کہ وہ زمین کے دونوں کناروں تک پہنچ گیا تھا۔

۱۷: فرمایا حضرت علیؓ جب پیدا ہوئے تھے۔ تو حضورؐ نے غسل دیا تھا۔ حضورؐ کی وفات ہوئی تو حضرت علیؓ نے غسل دیا۔

# آثار قیامت

فرمایا کہ قریب قیامت زلزلے آئیں گے۔ باعمل علماء نہ رہیں گے۔ خونریزیاں ہوں گی۔ حیوانات کی کثرت ہوگی۔ زراعت برباد ہوگی۔ بدگوئی وغیبت عام ہوگی شراب بکثرت لوگ پئیں گے۔ بے شرمی بے حد ہوگی مسلمان باہم لڑیں گے برکت اُٹھ جائے گی۔ بادشاہ ظالم ہونگے۔ مسلمان مفلس ہوں گے کھلم کھلا ظلم ہوگا۔ لہو لعب۔ جوا۔ گانا بجانا۔ جھوٹ حد عام بکثرت ہوگا۔ یتیم خوار ہوں گے۔ قحط نمودار ہوگا۔ بدافعالی فخریہ ہوگی۔ آفتاب خون آلود نکلے گا۔ بارش کی بوندیں انڈوں کی برابر ہوں گی۔ طوفان آئیں گے۔ قرآن پاک اٹھا لیا جائے گا۔ آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔ باب توبہ بند ہوگا۔ دجال کا خروج ہوگا۔ پھر فرمایا خدا جانے کیا ہوگا اور قیامت کب آئے گی۔

۱۸۔ پھر فرمایا: قہقہہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

۱۹ پھر فرمایا۔ مرید کو جو کچھ ملتا ہے۔ پیر کی برکت سے ملتا ہے۔

۲۰۔ فرمایا! حضرت امام اعظم رح کا قول ہے کہ لقمہ حرام سے بچو۔ ہر اسم خدا اسم اعظم ہے۔

۲۱۔ پھر فرمایا۔ درویشوں سے الجھنا اور اپنی جڑا کھارنی برابر ہے۔

۲۲۔ فرمایا نماز روزہ ورد وظیفہ تو مصالحہ ہے۔ اصل چیز تو دیگ میں گوشت ہے۔ اگر گوشت نہ ہو تو مصالحہ کا کیا بنے گا۔

کہا گیا حضرت بارہا آپ نے یہ فرمایا ہے تفصیل کیا ہے۔ فرمایا کہ پہلے تعلقات کی گرد

توڑ دو دنیا کی دوستی نہ رکھو۔ جیب مصالحہ مزہ دے گا۔ مگر ترک دنیا اس کا نام نہیں کہ تجرد میں بیٹھ رہے۔ بلکہ پہنے بھی کھائے بھی جو حاصل ہو۔ مگر اس کی طرف راغب نہ ہو۔ اس سے دل صاف رکھے۔

۲۳ آدمیوں کی مختلف شکلوں کے متعلق فرمایا۔ چونکہ حضرت آدم کا پتلہ مختلف جگہوں کی مٹی سے بنا تھا۔ اس لیئے مختلف شکلوں کے ہیں۔

۲۴۔ فرمایا حضرت عیسیٰ اپنے نزول پر حضرت ابوطالب رض کو زندہ کر کے مسلمان بنائیں گے اس لیئے کہ حضورؐ کی خواہش تھی۔

۲۵۔ پھر فرمایا کہ نماز روشنی ہے۔ روشنی میں ہر چیز نظر آتی ہے۔ اس لیئے انسان کو وسوسات آتے ہیں۔

۲۶ گلاب کا پھول شراب کی مجلس میں نہیں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اجزائے محمدیؐ سے ایک جز دپھول میں بھی ہے۔

۲۷ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رض سے ایک چیونٹی مر گئی۔ آپ نے دعا کی۔ اور اللہ نے اُسے زندہ کر دیا۔ اللہ اکبر۔

۲۸. ولایت تو یہ ہے کہ مریدوں کو خدا رسیدہ کرے۔ اس کے علاوہ ولایت ہے تجدید بیعت کا سلسلہ رسولِ خدا سے چلا ہے۔

۲۹ پھر فرمایا۔ دعا کے وقت گناہوں کا خیال نہیں لانا چاہیئے۔

۳۰ اہلِ معتزلہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ اہلِ کفر ہیں۔

۳۱۔ قرآن پاک سے فال لینے کے متعلق فرمایا۔ کہ اس کے متعلق حدیث ہے۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھولو۔

۳۲ فرمایا۔ خانقاہ بنوا کر بیٹھنا ہمارے پیروں کی رسم نہیں۔

۳۳ فرمایا! رزق کی چار قسمیں ہیں۔ رزق مضمون، رزق مقسوم، رزق مملوک، رزق موعود، رزق

مضمون میں توکل ہوتا ہے۔ زرق مقسوم میں توکل کا کام نہیں۔ مملوک جو جمع کیا جائے۔

۳۴ : ہاتھ دھلانے والا کھڑا ہو کر دھلائے۔

۳۵ تعویذ کی نسبت قول : ۔ حضرت خواجہ نے نقل فرمایا۔ کہ تعویذ لکھ دیا کرو۔ کام نہ میرے ہاتھ نہ تمہارے ۔ خدا بہتر کرے گا۔

۳۶ پھر فرمایا! آل رسُول سے ناشائستہ حرکت سرزد نہیں ہوتی

۳۷ پھر فرمایا جھوٹ بولنا گناہ ہے ۔ مگر اک کتاب میں لکھا ہے۔ جھوٹ مصلحت امیز بولنا کسی حد تک جائز ہے ۔

# شانِ خُدا

بسم اللہِ الرحمٰنِ الرحیمِ ؕ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

(قل ، ھواللہ احد ۔ اللہ الصمد ۔ لم یلد وَ لم یولد وَلم یکن لہ کفوا اَحدٍ ۔ ان اللہ علی کل شئیٍ قدیر اللہ لا الہ الا ھو ۔ ھو رب العرش العظیم ۔ خیر الرازقین خیر الوارثین ۔ فاللہ خیر الحافظاً ۔ وھو ارحم الراحمین ۔ عالم الغیب والشہادۃ ۔ ملِکِ یوم الدین ۔ احکم الحاکمین ط رب العلمین ۔ ے

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند شنیدم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اوّلِ وصف تو ماندہ ایم

## محمدؐ سے صفت پوچھو خدا کی!
## خدا سے پوچھ لو شانِ محمدؐ

# مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مَا کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وَ
خاتم النبین . لقد جاءکم رَسُولٌ من انفسکم عزیزٌ
علیہ مَا عنتم حریصٌ علیکم بالمومنینَ رَءُوفٌ الرَّحیمٌ
لقد من اللّٰہ علےٰ المومنین . محمد رسول اللّٰہِ . و رفعنا
لَکَ ذکرکَ . وَلَا الاخرة خیرلَکَ من الاولیٰ . نور وکتب
مبین . نورمن اللّٰہ . قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی
یحببکم اللّٰہ . ان اللّٰہ ومَلٰئکتہ یُصَلُّون علی النبیِ . یاَیُّھَا
الذین اٰمنُو صلوا علیہ وسَلِّمُو تسلیماً ط

السّلام وعلیک نبی والصلواتی یا رسول!
لیس الحسن الحمد کیف النجاتی یارسول

؎

بَلَغَ الْعُلٰے بِکَمَالِہٖ    کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ    صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ

؎

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجہک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

٭٭٭

# حضور آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرورِ کائنات علیہ التحیتہ والصلوٰۃ آپ کے اسمائے گرامی یوں تو چار سو کے قریب ہیں مگر اسمائے ذاتی محمدؐ اور احمدؐ ہیں کنیت ابوالقاسم ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ تھا۔ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ خاتون! ۱۲ ربیع الاوّل سن عام الفیل اور ماہ اپریل ۵۷۱ء آپ کی تاریخ ولادت ہے۔ عام الفیل وہ سن ہے۔ جس میں ابرہہ بادشاہ یمن نے ہاتھیوں کی فوج سے کعبہ پر حملہ کیا تھا۔ آپ کی ولادت پر قصر نوشیرواں میں لرزا پیدا ہوا فارس کا آتش کدہ ٹھنڈا ہو گیا۔ دریائے سادہ خشک اور دریائے سماوا جو خشک تھا۔ رواں ہو گیا۔ سات روز آپ نے اپنی والدہ کا دودھ پیا۔ پھر ثویبہ کنیز کا اور پھر حلیمہ سعدیہ کا جو حارث کی زوجہ اور بنی سعد کے قبیلہ سے تھیں۔ پانچ برس آپ وہاں رہے۔ وہیں شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔

آپ کے والد ایام حمل ہی انتقال فرما چکے تھے۔ اور والدہ ۶ سال کی عمر میں۔ آپ کی جد امجد اور آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کی پرورش کی پچیس برس کی عمر میں آپؐ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا۔ اور معجزات کا ظہور ہونا لگا۔ شجر حجر آپ کو سلام کرنے لگے۔ اکتالیسویں سال آپ کو نبوت ملی۔

۸ ربیع الاوّل کو سورہ اقراء نازل ہوئی۔ پھر آپ نے قوم کو دعوت دی۔ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ اور موالی میں سب سے پہلے حضرت زید اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت بلالؓ آپ پر ایمان لائے۔

اور کفار قریش کے مصائب آپ پر ٹوٹے۔ دسویں سال اعلان نبوت سے حضرت

ابوطالب رضؓ اور حضرت خدیجۃ الکبراؓ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کی عمر ۵۲ برس کے قریب تھی۔ کہ آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اور معراج شریف کا معجزہ ملا اور نماز فرض ہوئی۔ عزہ ربیع الاوّل سنہ ۱ھ کو ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ پہنچے۔ ستائیس غزوے ہوئے۔ چھپن سریے، میں حضور بنفس نفیس شریک ہوئے۔ تین حج فرمائے مگر آپ نے سوائے غزوہ احد کے کسی غزوہ میں مقاتلہ نہیں فرمایا۔

حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر اسّی یوم آپ زندہ رہے۔ پھر بعمر ۶۳ سال بوقت چاشت وفات فرمائی۔ روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔

حضورؐ سراپا نور تھے۔ مجمع میں سب میں بلند نظر آتے۔ سایہ جسم نہ پڑتا تھا۔ آپ کے بال گھونگھر والے تھے۔ کبھی تا گوش کبھی تا دوش۔ مانگ وسط میں نکالتے تھے کہ یہ سنت ابراہیمی ہے۔ پسینہ خوشبودار تھا۔ آنکھیں سرمگیں۔ پیش و پس یکساں دیکھتی تھیں۔ خواب و بیداری میں بھی بیدار۔ مونچھیں تراشی ہوئی۔ آواز بلند دل پسند دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت۔ سراپا حسن و خوبی جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ خلق آپ کا عظمت والا تھا۔ علاوہ ہزاروں معجزات کے قرآن پاک کا معجزہ آج تک موجود ہے۔ کبھی ہنستے نہ تھے۔ البتہ متبسم ہوتے تھے۔ اُمت کے لئے اکثر گریہ فرماتے۔ مسواک کرنی محبوب تھی۔

دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے تھے۔ سلام میں سبقت فرماتے تھے۔ بیماروں کی مزاج پرسی کو جاتے رہتے تھے۔ ہر شخص یہ سمجھتا تھا۔ کہ مجھ پر شفقت زیادہ فرماتے ہیں۔ کئی کئی دن فاقے سے بھی گزرتے تھے۔ حتیٰ کہ شدت فاقہ سے پتھر بھی پیٹ پر باندھے۔ مگر پھر بھی آپ روزے رکھتے تھے۔ لباس آپ کا تہمد اور پیراہن تھا۔ سبز رنگ اور زرد رنگ پسند تھا۔ بوریہ پر سوتے تھے۔ سرمہ شب کو ضرور لگاتے کنگھا ضرور کرتے۔ آپ کی انگوٹھی پر آپ کے نام مبارک کی مہر تھی۔ برہنہ پا بھی کبھی کبھی رہے ہیں۔ گیارہ بیبیاں تھیں حضرت

خدیجۃ الکبرٰی سے اولاد ہوئی تھی۔ تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت حضرت سیدہ فاطمہ آپ کے بعد ۶ ماہ تک حیات رہیں۔ اور انہیں سے سادات کرام کا سلسلہ چلا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔

# حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

افضل البشر بعد از انبیاء بالتحقیق یارِ غار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خلیفہ اوّل مسلمانوں کے آپ ہی ہیں۔ آپ قرآن پاک رات کو آہستہ پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت فاروق بلند آواز سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے پوچھا! آپ نے تو یہ کہا۔ کہ میں اُسے سناتا ہوں۔ جس کے نزدیک بلند اور پست آواز دونوں یکساں ہیں۔ اور حضرت عمر رضؓ نے یہ کہا۔ کہ میں سوتوں کو جگاتا اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔ یہ مجاہدہ ہے۔ حضورؐ کا ارشاد یہ بھی ہے۔ کہ عمر کی تمام نیکیاں ابوبکر رضؓ کی ایک رات کی نیکی کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں پھر بعد وفات حضورؐ کے آپ ہی تھے۔ جو ثابت قدم رہے۔ ورنہ بڑے بڑے صحابہ اضطرار میں مبتلا ہوگئے۔ آپ نے یہ دنیا پر ثابت کروُ۔ کہ دنیا کی کوئی چیز بھی دل لگانے کے قابل نہیں آپ کی دعا یہ ہوتی تھی۔ کہ الٰہی دنیا مجھ پر فراخ فرما اور اس کی آفتوں سے محفوظ رکھ۔

آپ نے تمام مال رضا مندی خدا اور رسولؐ کے لیئے قربان کر دیا تھا۔ آپ کی برابری بعد رسول پاک کوئی نہیں کر سکتا۔ ابتداء سے انتہا تک بجز تسلیم امر حق آپ نے کوئی دوسری راہ اختیار نہیں کی۔ آپ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں۔

نام آپ کا عبداللہ تھا۔ کنیت ابوبکر لقب صدیق۔ آپ کے والد کا نام ابوقحافہ اور والدہ کا نام ام الخیر تھا۔ پانچ نسلوں نے آپ کی بحالت اسلام حضورؐ کو دیکھا۔

نسب نامہ بھی حضور سے ملتا تھا ۔ سوا دو برس آپ حضور سے چھوٹے تھے ۔ مقام ولادت بھی مکہ ہی تھا ۔ سوا دو برس ہی آپ نے خلافت کی اور اسلام کی کشتی کی نا خدائی کی عمر بھر سنت پر قائم رہے ۔ تاریخ وفات ۲۲ جمادی الآخری ۱۳ھ ہے ۔ مدفن بھی حضور کے قریب ہی گنبد خضرا میں ہے ۔ آپ دوہرے جسم کے تھے ۔ جسکی وجہ سے تہمد بار بار لٹک جاتا تھا ۔ اور آپ سنبھالتے رہتے تھے ۔

آپ اپنی ریش کو مہندی اور وسمہ بھی لگاتے تھے ۔ کفار آپ کے اقتدار سے مرعوب تھے ۔ تجارت کیا کرتے تھے ۔ معراج کی تصدیق بھی آپ ہی نے سب سے پہلے فرمائی قرآن پاک پڑھنے میں آپ زار زار روتے تھے ۔ ہجرت کی شب آپ حضور کے ہمراہ تھے ۔ حضور غار میں آپ کے زانو پر سر رکھے لیٹے تھے ۔ آپ کے پاؤں کو سانپ نے کاٹا مگر زہروں کا تریاق گود میں تھا ۔ کوئی اثر نہیں ہوا ۔ ایک عورت کا لڑکا جو میدان جنگ میں شہید ہو چکا تھا ۔ اس کو صرف عورت کی تسلی کے لئے آپ نے یہ کہدیا تھا ۔ کہ گھبرا نہیں ۔ تیرا بچہ آرہا ہے ۔ خدائے تعالےٰ نے اپنے صدیق کے منہ سے نکلی ہوئی بات جھوٹ نہ ہونے دی ۔ اور بچہ آگیا ۔ خیرات بھی آپ نے ایسی کی کہ تمام گھر کا سامان خیرات کے لئے دیدیا ۔ اور بدن پر ستر چھپانے کو کمبل لپیٹ لیا ۔ یوں خدائے تعالیٰ کی مقبولیت آپ نے حاصل کی ۔

یاد رکھیئے کہ صدیق نبوت کے بعد کا اک مقام ہے ۔ جس پر آپ فائز تھے ۔ قرآن میں آیا ہے ۔ مِنَ النَّبِیِّنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ

عتیق بھی آپ کو کہتے تھے ۔ کہ آپؐ نے آپؓ کو ایک مرتبہ فرمایا تھا ۔ عتیق من النار ۔ آپ ہمیشہ حضور کے دہنی جانب بیٹھا کرتے تھے ۔ جب آپ نہ ہوتے تو وہ جگہ خالی رہتی ۔

حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین کے آپ والد تھے ۔ حضرت بلال کو خرید کر آپ نے

ہی آزاد کرایا تھا۔ اور بہت سے آدمی آزاد کرائے۔ مانعین زکوٰۃ سے بعد رسول لڑنے والے آپ ہی تھے۔

حضرت علی مرتضےٰ کا قول ہے کہ حضورؐ کے بعد بہترین شخص حضرت ابوبکر رضؓ ہیں۔ میری محبت اور ابوبکر کی دشمنی مومن کے دل میں کبھی جمع نہ ہوگی۔

جب حضورؐ کی وفات کے بعد ہر شخص اپنے ہوش میں نہ رہا۔ اور عمر جیسے ذی ہوش بھی فراق رسول سے لغزش میں آگئے۔ تلوار نکال لی کہ قتل کر دوں گا۔ اُسے جو کہے گا کہ محمد وفات پا گئے۔ حضرت ابوبکر منبر پر چڑھے اور آیۃ کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ پڑھ کر فرمایا کہ جو لوگ محمدؐ کو پوجتے تھے۔ وہ سن لیں کہ محمدؐ کی وفات ہوگئی۔ اور جو محمدؐ کے خدا حی قیوم کو پوجتے ہیں۔ وہ سمجھ لیں کہ محمدؐ زندہ ہیں۔ ان کا مشن زندہ ہے۔ اس کے بعد ابھی تجہیز و تکفین کی تیاریاں ہی ہو رہی تھیں۔ کہ آپ کو خبر ملی بنی ثقیفہ میں پنچایت ہو رہی ہے اور وہ خلیفہ منتخب کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں ابوعبیدہؓ سعد بن عبادہ رضؓ کو لوگ منتخب کرنے کا ارادہ کر رہے ہے۔ آپ پہنچ گئے۔ حضرت عمر نے جا کر تقریر کی کہ بھلا حضرت ابوبکرؓ یار غار کے ہوتے کون اس منصب کا اہل ہے۔

آپ نے حضرت صدیق اکبر رضؓ سے بیعت کی پھر تو سب لوگ دھڑا دھڑ آپ سے بیعت ہوگئے۔ اس نازک وقت میں اسلام کی کشتی کو بچانا توفیق حق سے آپ کا ہی کام تھا۔ ورنہ بڑا فساد عظیم ہوتا۔ انصار و مہاجر کی کشمکش اک رنگ لاتی آپ ہر دلعزیز بھی تھے۔ اور لائق صد احترام بھی۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ابوبکر خلافت پر منتخب نہ ہوتے تو خدا کی قسم خدا نہ پوجا جاتا۔ آپ نے وہ لشکر جس کو روانہ ہونے کے لئے شام کی جانب حضور نے حکم دیا تھا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ اب نہ روانہ کیجئے ارتداد کی وبا عرب میں پھیل گئی ہے۔ مگر آپ نے یہ قسم کہا کہ میں ہرگز نہ روکوں گا۔ چنانچہ وہ لشکر کامیاب لوٹا کچھ تازہ فتوحات بھی آپ کے عہد میں ہوئیں۔ مسیلمہ کذاب کو بھی قتل کیا خدا

اور رسول کے احکام پر آپ کا ہر اقدام ہوتا تھا۔ یا پھر جو مسلمانوں کے اجتماع میں کثرت رائے سے طے ہوتا۔ اس پر عمل ہوتا۔ آپ نے قرآن پاک کے جمع و ترتیب کا بھی حکم دیا۔ مگر یہ کام عثمان رض کے عہد میں پورا ہوا۔

حضرت علی رض کہتے ہیں۔ کہ لوگوں نے پوچھا سے زیادہ بہادر کون ہے۔ میں نے کہا ابوبکر! کیونکہ بدر کے دن میں نے دیکھا تھا۔ کہ تنہا آپ نے برہنہ تلوار سے حضور اکرم ص کی نگہداشت کی۔ آپ نے ایمان کا اس وقت اعلان کیا۔ جب کوئی مومن نہ تھا۔ آپ نماز پڑھتے میں یہ معلوم ہوتے تھے۔ کہ کوئی ستون یا لکڑی کھڑی ہے رات کو بیدار رہتے تھے۔ تجارت پیشہ تھے قریب وفات حضرت عمر رض کو آپ نے خلیفہ منتخب کیا اور عمر رض کو بھی وصیت کی کہ خدا سے ڈرتے رہنا۔ حضرت علی رض بھی روزانہ آپ کی مزاج پرسی کرتے۔ آپ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی رض جب میرے غسل وکفن سے فرصت ہو جائے تو میرا جنازہ آستانہ نبوی پر لیجا کر دیکھنا۔ اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو اندر دفن کرنا ورنہ کہیں اور جگہ دفن کر دینا دوشنبہ کو آپ کی بھی رحلت ہوئی اور صبح سے پہلے دفن ہوئے۔ آخری کلام آپ کا یہ تھا توفنی مسلمًا والحقنی بالصالحین۔ حضرت علی نے آپ کے انتقال پر اضطراب سے فرمایا۔

ابوبکر رض! افسوس تمہارے ساتھ ہی رسول پاک کی جانشینی کا معاملہ ختم ہو گیا اللہ تم پر رحم فرمائے۔ افسوس کہ آج تم سے مفارقت ہو گئی۔ مجموعہ صفات وحسنات مسلمانوں کے سر سے اٹھ گیا۔ امت کی کمر تمہاری وفات سے ٹوٹ گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت شیر خدا کے بیان پر سب لوگ بڑے روئے۔ حضرت عمر نے نماز پڑھائی۔ عبدالرحمن بن عوف نے قبر میں اتارا۔ آپ کی علالت کا زمانہ پندرہ دن تھا۔ دراصل بیماری تو فرقت رسول تھی۔ بظاہر بخار تھا۔ آپ کی خلافت میں دیگر وزرا اصحابانے مقتدر تھے۔ آپ سب سے پہلے خلیفہ رسول کہلائے۔

آپ کا ارشاد ہے۔ عمل خیر میں جلدی کرو۔ مکروہات دنیوی سے درگذر کرو۔ تقوے سے بڑھ کر کوئی عقل نہیں۔ قبر تاریکی ہے۔ چراغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضرت سلمان فارسی سے دم آخر میں آپ نے فرمایا۔ اللہ سے ڈر۔ عنقریب فتوحات ہونگی۔ مگر تیرا حصہ بجز پیٹ بھرنے کے ان میں کچھ نہیں۔

آپ کی چار بیویاں تھیں۔ تین صاحبزادے۔ تین صاحبزادیاں۔ حضرت عبداللہ طائف کے شہید۔ حضرت عبدالرحمٰن۔ حضرت محمد بن ابی بکر۔ ذات النطاقین بی بی اسماء جو بوقت ہجرت رسولؐ کھانا لیجاتی تھیں۔ ان کے بھائی عبداللہ تھے۔ اور زبیرؓ سے منکوح تھیں۔ اسماء بنت عمیس جو جعفر طیارؓ کی مناکحت میں بعد وفات حضرت ابوبکرؓ آئیں اُن سے حضرت محمدؓ ہوئے۔ حضرت محمد والی مصر بھی رہے ہیں۔

# حضرت عُمر فارُوقؓ رضی اللہ عنہ

آپ خلیفہ دوئم تھے۔ نام عمر کنیت ابو حفص لقب فاروق باپ کا نام خطاب تھا ابو جہل کے بھانجے تھے۔ عام الفیل سے تین سال بعد جمادی الاولےٰ میں دوشنبہ کو پیدا ہوئے۔ اور نبوت کے چھٹے سال ایمان لائے۔ ۲۲ جمادی الاخری کو حضرت امیرالمومنین نے دس برس ۶ ماہ خلافت کی۔ ترسیٹھ سال کی عمر میں عشرہ محرم ۲۳ھ کو بروز شنبہ شہادت پائی۔ مدفن روضہ مطہرہ میں ہے۔

آپ طویل القامت تھے۔ داڑھی گھنی مونچھیں بڑی بڑی داڑھی میں خضاب بھی لگاتے تھے۔ مگر بعد میں چھوڑ دیا تھا۔ آپ کے اسلام لانے پر کفر و اسلام کا بین فرق ظاہر ہوگیا تھا۔ اس لیئے فاروق بنے۔ قوم میں وجیہ تھے۔

آپ حضورِ اکرم کو قتل کرنے کا بیڑہ اٹھا کر آئے تھے۔ خود تیغ اسلام سے شہید ہو گئے۔ ؎

کچھ اور ارادے سے آتے تھے عمر لیکن
آتے ہی ہوئے گھائل تلوار محمدؐ سے (صوفی)

آپ کی بہن فاطمہ اور ان کے شوہر سعید آپ سے پہلے اسلام لانے والوں میں ہیں۔ آپ پہلے انہیں قتل کرنے گئے۔ وہاں سورہ طہٰ سنی تو خود شہید ہو گئے۔ ادھر حضور دعا فرما رہے تھے۔ کہ الٰہی عمر کو اسلام میں داخل کر دعا مقبول ہوئی۔ اور آپ نے رسول پاک کے حضور میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ابن ارقم کے مکان کی بجائے کھلم کھلا کعبے پاک میں نماز پڑھی جانے لگی۔ آپ کے اور حضرت امیر حمزہ رضؓ کے اسلام لانے سے اسلام کو بڑی تقویت پہنچی۔ آپ کے صائب الرائے ہونے کا گواہ قرآن پاک ہے۔ کہ کئی آیتیں آپ کے قول کے مطابق نازل ہوئیں۔ مقام ابراہیم کا مصلےٰ بھی آپ کی رائے سے ہی بنا۔ رمضان میں عورتوں سے نزدیکی بوقت شب آپ کے سبب اجازت ملی۔

آپ کے زمانے میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں۔ اسلام کو بڑی تقویت حاصل ہوئی قوانین اور آئین بنے بیت المال قائم ہوا۔ فوجی رجسٹر بنے۔ غلاموں کی تنخواہیں مقرر ہوئیں۔ زراعت شروع ہوئی۔ چھاؤنیاں جگہ جگہ بنیں۔ آٹھ دس لاکھ آدمی کی ہتھیار بندی کا انتظام ہوا۔ صوبے بنے۔ قابل حضرات عمال د گورنر بنائے گئے۔ تبلیغ مذہب کا کام شروع ہوا۔ عاملین سے یہ عہد لیا جاتا تھا۔ کہ وہ ترکی گھوڑے کی سواری نہ کرے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا۔ دروازے پر دربان نہ رکھے گا۔ باریک کپڑا نہ پہنے گا۔ کیا آج کل کے ارباب حکومت کے لیے آپ کے طرزِ عمل میں کوئی بصیرت ہے؟ آپ رات کو رعایا کی خبر گیری بھی کرتے تھے۔ مسلمانوں سے عشرہ بھی وصول

کیا جانے لگا۔ نئے نئے شہر بسائے گئے۔ نہریں بنیں آب پاشی ہونے لگی۔ سرسبزی ملک میں خوب ہوئی۔ تجارتی ترقیاں بھی ہوئیں۔ سڑکیں بنائی گئیں، سرائے اور پل بنائے گئے۔ حاجیوں کی سہولت کے انتظامات ہوئے۔ بیت اللہ کو وسعت دی گئی۔ اور مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ بقول علامہ سیوطی کے اس زمانے میں خیرات لینے والا کوئی نہیں ملتا تھا۔ اس قدر بحالی اور خوش حالی تھی۔ یہ انتظامی محکمے سب اسی زمانے کی ایجادات ہیں۔ غیر مذاہب کے لوگوں کی بھی امداد کی گئی شریعت کی حدیں پوری کی جانے لگیں۔

آپ بذات خود سارے کام خود بھی انجام دیتے تھے۔ رات کو اکثر گشت کر کر غریبوں کی امداد فرماتے تھے۔ اسی دوران میں قحط نمودار ہوا۔ تو آپ نے بھی گھی اور شہد کھانا چھوڑ دیا۔ کہ رعایا کو تو ملتا نہیں۔ اس زمانے کا اک واقعہ ہے۔ کہ آپ نے غلہ منگوا کر لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ اسی دوران میں حضرت عثمان نے غلہ منگوایا تو آپ کو معلوم ہوا آپ نے بقیمت مانگا۔ حضرت عثمان نے انکار کر دیا۔ کہ میں نے فائدہ اٹھانے کے لیے منگوایا ہے۔ آپ کو حضرت عثمانؓ کے جواب پر بڑی حیرت ہوئی۔ مگر حضرت عثمان نے غلہ مفت تقسیم کرنا شروع کیا۔ تو آپ خود حضرت عثمان سے ملنے گئے۔ پھر میں آپ کو کیوں دے دیتا۔ یہ تھے اصحاب رسولؐ کے ایثار کے کرشمے۔

زید بن وہب کی روایت ہے۔ کہ میں نے سترہ سترہ پیوند آپ کے لباس میں دیکھے ہیں۔ حالانکہ آپ سے کہا بھی گیا۔ کہ بڑے بڑے سفرا آتے ہیں۔ آپ بھی بیش قیمت لباس لیا کیجیے۔

آپ کا طرز معاشرت بڑا سادہ تھا۔ آپ کا قول ہے کہ کہیں جس چیز کو دل چاہے اس کا کھانا بھی اسراف ہے۔ ایک شخص نے آپ کے سامنے آپ کی تعریف کی تو فرمایا کیوں مجھے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔

رمضان شریف کی آمد پر آپ بڑے خوش ہوتے تھے۔

آپ شب کو رو دیا کرتے تھے ۔ تلاوت کیا کرتے تھے ۔ ابو لؤلؤ ایک پارسی کے غلام نے آپ کو شہید کیا ۔ جب کہ آپ صبح کے وقت مصلے پر امامت کر رہے تھے ۔ آپ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا ۔ قاتل کو پکڑنے میں چھ آدمی اور شہید ہوئے ۔ کچھ مجروح ہوئے ۔ مگر فیروز قاتل پکڑا گیا ۔ آپ نے جب سنا تو کہا ۔ شکر ہے کہ میرا قاتل مسلمان نہیں ۔ پھر آپ نے حضرت عائشہ رضؓ سے اجازت پانے سے حضورؐ کے روضۂ اطہر میں قبر بنوائی اور خوش ہوئے کہ میری سب سے بڑی یہی آرزو تھی ۔ خلافت کے لئے چھ صاحبوں کو نامزد کیا ۔ کہ یہ جس کو پسند کریں خلیفہ بنا لیں ۔

اسلامی دنیا آپ پر جتنا فخر کرے کم ہے ۔ آپ کا قول ہے ۔ سب لباسوں سے اچھا لباس تقویٰ ہے ۔ آپ کے نو صاحبزادے اور چار لڑکیاں تھیں ۔ اور سات بیویاں کیں ۔ نسل حضرت عبداللہ عبیداللہ اور عاصم سے چلی ہے ۔ آپ کا خاندان فاروقی نام سے مشہور ہے ۔

# حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

نام مبارک عثمان لقب ذوالنورین نام والد عفان نام والدہ اروی آپ کی نانی حضورؐ کی پھوپھی ام حکیم تھیں ۔ واقعہ عام الفیل سے چھ برس بعد بمقام طائف ولادت ہوئی ۔ ایمان پہلے لانے والوں میں سے ہیں ۔ بعد شہادت حضرت عمر رضؓ یکم محرم ۲۴ھ کو بر اتفاق صحابہ خلافت پائی ۔ گیارہ برس گیارہ مہینے اٹھارہ دن کے بعد بلوے میں ۸ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ کو جام شہادت نوش کیا ۔ مدفن جنۃ البقیع میں ہے آپ بڑے صاحب حیا تھے ۔ کبھی کسی نے آپ کے برہنہ جسم کو نہیں دیکھا ۔ اور

تسلیم و رضا کے پیکر تھے۔ شہید ہو گئے۔ مگر خون ریزی کا حکم نہیں دیا۔ حضورؐ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم پے درپے آپ سے منسوب ہوئیں۔ اس لیئے ذوالنورین لقب پایا۔ داڑھی دراز رکھتے تھے۔ سر کے بال گھونگروالے تھے جسم پر بال تھے وجیہ خوبصورت تھے۔ حضرت یوسف کی شباہت سے ملتے جلتے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے توسط سے خدمت رسالت میں آکر اسلام قبول کیا تھا۔

حالانکہ بعد ایمان لانے کے آپ کے چچا حکم نے آپ کو تکلیفیں بھی دیں مگر اسلام نہیں چھوڑا۔ ہجرت حبشہ میں آپ نے بھی ہجرت کی تھی سنہ ۶ھ میں حضور جب مکہ کی طرف گئے۔ تو حضرت عثمان کو پیشے قاصد بنا کر بھیجا۔ کہ ہم صرف طواف بیت اللہ شریف کے لیئے آئے ہیں۔ مگر کفار مکہ نے حضرت عثمان کو گرفتار کر لیا۔ اور شہرت یہ ہو گئی کہ وہ شہید ہو گئے۔ آپ نے آمادۂ جہاد ہو کر ببول کے پیڑ کے نیچے بیعت لینی شروع کی۔ جس کا نام بیعت الرضوان ہے۔

یہ بیعت صرف حضرت عثمان کے تعلق نبوی کا مظاہرہ تھا۔ ورنہ حضور کو تو علم تھا۔ کہ وہ نہیں مارے گئے۔ اور یہیں سے صوفیائے کرام بیعت غائبانہ کا یقین رکھتے ہیں۔ آپ کی بڑی فضیلتیں ہیں۔ آپ کا تمام روپیہ اللہ اور اس کے رسولؐ ہی کی راہ میں صرف ہوا۔ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ میں۔ آپ ہی کی ذات شامل ہے۔ خلافت اختیار کرنے کے بعد مروان بن الحکم کو میر منشی کر دیا۔ اور اکثر معزز عہدے اپنے اعزاز کو دیدے اور بہت سے ممالک بھی مفتوح ہوئے اور بیت المال میں بڑا سرمایہ ہو گیا تھا۔ اس قدر روپیہ کبھی نہیں آیا تھا۔ جیسا آپ کے زمانے میں آیا۔

سنہ ۶ھ میں خاتم نبوت چاہ ارلیس میں گر گئی اور نزلی سنہ ۳۳ھ سے بغاوت اور فتنوں کا آغاز ہو گیا۔ یہودی الاصل عبداللہ بن سبا جو بظاہر مسلمان تھا۔ اس نے آپ کی مخالفت کی۔ اور مستحق خلافت حضرت علی کو بتایا۔ شیعیت کی بنا یہیں سے

پڑی۔ اُس نے یمن حجاز اور بصرہ وشام میں اپنے خیالات کی اشاعت کی بجگہ شام سے امیر معاویہ نے نکلوا دیا۔ اشراف قریش بھی آپ کے اس اقدام سے ناراض تھے۔ کہ بڑے بڑے عہدے آپ نے اپنے عزیزوں کو دے رکھے تھے۔ جمہور کو اس سے اختلاف تھا۔ مروان ویسے تو آپ کا مصاحب تھا۔ مگر بڑا مخالف اسلام تھا۔ اس کم بخت کی وجہ سے سب فساد اٹھا تھا۔ آپ بے انتہا سخی تھے اور نرم دِل۔ حتی کہ یوم شہادت حضرت حسن نے پہرہ دروازہ پر دیا تو فرمایا! یا ابن اخی کیوں زحمت اٹھا رہے ہو۔

سفر میں حضورؐ کے شغدف کو اونٹ پر کسنے کی خدمت آپ انجام دیتے تھے مگر کبھی بے وضو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ آپ کی حیا سے خدا اور رسول دونوں شرماتے تھے۔ حضورؐ کبھی کبھی گھٹنوں تک خلوت میں تہمد اوپر کر لیتے تھے۔ مگر حضرت عثمان کے سامنے آپ بھی لحاظ کرتے تھے۔ بس آپ کے اس یقین پر کہ مروان بے قصور ہے۔ فساد اٹھا اور بلوائیوں کو بہت سمجھایا۔ خون ریزی خلیفہ سے باز رکھنا چاہا۔ مغیرہ بن شعبہ نے اجازت چاہی کہ آپ حکم دیں۔ تو طاقت سے بلوائیوں کو دبا دیا جائے۔ آپ نے یہی کہا۔ کہ مغیرہ مجھے خون ریزی منظور نہیں۔ بلوائی چھت کے پچھلے حصہ سے چڑھ آئے۔ اور آپ کو شہید کر دیا آپ کی زبان پر اسوقت آیتہ فسیکفیکھم اللہ تھی۔ مدینہ میں شور برپا ہوگیا۔ حضرت علیؓ بھی روتے ہوئے آئے اور حضرت حسنؓ کو طمانچہ مارا۔ عبداللہ بن زبیر کو جھڑکا اور فرمایا الٰہی میں عثمان کے قاتل سے بیزار ہوں۔ آپ شب دوشنبہ کو بغیر نماز جنازہ پڑھے خون آلودہ کپڑوں ہی میں دفن کر دیئے گئے۔ روضہ جنت البقیع میں ہے۔ یہ سب سے پہلا فتنہ تھا۔ جو اسلام میں ہوا۔ اور سب سے آخر میں فتنہ دجال ہوگا۔

آپ نے اپنے عہد میں موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ نماز عید کا خطبہ پڑھا تکبیر بلند آواز سے کہلوائی۔

نماز جمعہ سے قبل کی اذان کہلوائی۔ سخی بھی آپ ایسے تھے۔ کہ کبھی کسی کا

سوال رد نہیں کیا۔ قائم اللیل تھے۔ قصور وار کا قصور معاف فرما دیتے تھے۔
ذکر بہشت و دوزخ سے بڑے روتے۔ آپ خوشنویس بھی تھے۔ اور تعلیم قرات بھی دیتے تھے۔ آپ کے اقوال ہیں کہ غم دنیا ظلمت ہے غم آخرت نور قبر ہولناک جگہ ہے۔ حاسد خود حسد کی آگ میں جلتا ہے۔ موت کو پہنچاننے والا ہنسے تو تعجب ہے۔ آپ کی آٹھ بیویاں تھیں۔ چوتھی بیوی سے جو لڑکی تھیں ان کی اولاد سے ابو سعید حاکم مدینہ ہوئے تھے۔

---

# سید الاولیاء حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

کنیت ابو تراب نام پاک علی لقب مرتضیٰ اسد اللہ حیدر مشکل کشا وغیرہ۔ حضور کے چچیرے بھائی، حضرت سیدہ فاطمہ رض کے شوہر حسن وحسین کے بابا فاتح خیبر سید الاولیاء خلیفہ چہارم تھے۔ آپ کو بھی مسجد میں ابن ملجم نے شہید کیا۔ تاریخ شہادت ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ عمر مبارک ۶۳ سال روضہ مقام نجف اشرف میں ہے۔ آپ صوفیوں کے روحانی پیشوا تھے۔ آپ کی والدہ کا نام بھی فاطمہ بنت اسد تھا۔ آپ ہجرت سے ۲۳ برس پہلے ۱۳ رجب روز جمعہ مکہ میں پیدا ہوئے۔

آپ اعلان نبوت کے ایک دن بعد ایمان لے آئے تھے۔ اور اس وقت عمر ۱۱ سال کی تھی۔ آپ شاہ ولایت مرید حضور اکرم کے تھے۔ اور خلیفہ چہارم تھے اور ۱۹ ذوالحجہ سنہ ۳۵ھ میں خلافت حاصل ہوئی۔

آپ امام اوّل ائمہ اثنا عشریہ سے ہیں۔ رات کو دفن ہوئے اور قبر بے نشان بنا دی گئی۔

آپ نے ایک دن دیکھا خورمہ فروش اک کنیز سے خورمے واپس نہیں کرتا۔ آپ نے سفارش کی دوکاندار نے انکار کر دیا۔ مگر جب اُسے معلوم ہوا۔ کہ آپ امیر المومنین ہیں۔ تو اس نے واپس کر لیے۔ مگر آپ نے اس سے کوئی باز پرس نہیں کی۔

آپ بڑے بہادر تھے۔ خیبر میں علم آپ ہی کو ملا تھا۔ ابو تراب آپ کا لقب تھا ایک دن گھر سے جا کر مسجد میں لیٹے تھے۔ مٹی جسم اقدس پر لگی ہوئی دیکھی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ابو تراب اٹھو اس روز سے یہ لقب پڑ گیا۔ آپ اپنے اس لقب سے بڑے خوش ہوتے تھے۔ آپ کی پیدائش پر سب سے پہلے حضورؐ کا لعاب دہن آپ نے چاٹا آپ کا نام بھی حضور نے ہی رکھا۔ آپ نے کبھی اپنی پیشانی کسی کو نہیں جھکائی۔ اسی لیئے کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ ہجرت کی رات آپ ہی بستر نبوی پر لیٹے تھے۔ جب کفار نے آکر پوچھا کہ محمد،، کہاں ہیں فرمایا گیے۔ پوچھا کہاں گئے۔ فرمایا جہاں جانا چاہیئے تھا۔ پوچھا کہاں جانا چاہیئے تھا۔ فرمایا جہاں گئے ہیں۔ بڑی بے باکی سے آپ نے سوال جواب کیے۔ آپ سوائے غزوہ تبوک کے ہر غزوہ میں حضور کے ساتھ رہے شیر خدا اور ید اللہ بھی آپ کو کہتے ہیں۔ آپ کی بیعت سب سے پہلے حضرت طلحہ رضؓ نے کی تھی

امیر معاویہ یزید کے باپ سے آپ کی جنگ ہوئی فقر و قناعت میں آپ یکتائے روزگار تھے۔ اور عبادت و ریاضت میں بھی سید الاولیاء اکثر ایک تہمد باندھتے تھے۔ ایک اوڑھے رہتے تھے۔ اور درہ دست مبارک میں رہتا تھا۔ آپ کم تولنے والوں کپڑا کاٹنے والے درزیوں کو تنبیہہ فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے زمانے میں کبھی بیت المال میں رقم جمع نہ ہونے دی۔ آپ کے گھر میں بھی سوائے بوریہ کے کچھ نہ تھا۔ اور جَو کی روٹی کھاتے تھے آپ فرماتے تھے۔ کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ اپنا پیٹ سوائے پاک چیزوں کے بھرنا۔ اکثر آپ روزہ

رکھتے تھے اور روتے رہتے اور فرماتے گرسنگی میں ایک لذت ہے۔ اور گرسنگی کو حضور بھی دوست رکھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ پیٹیوں کو حیوانوں کا مقبرہ نہ بناؤ۔ آپ زاہد تھے۔ عابد تھے۔ قائم الیل صائم النہار تھے۔ علامہ ابن حجر کہتے ہیں۔ کہ حضرت معاویہ کہتے ہیں۔ بے شک حضرت علی مرتضیٰ ایسے ہی تھے۔ آپ کے مقولے اور نصائح بہت زیادہ ہیں۔

آپ کی پرورش بھی حضور کے زیر سایہ ہوئی اور تربیت بھی آغوش نبوت میں ہوئی شب ہجرت اگر ابوبکر رض کو محبت کا شرف ملا تو آپ کو بستر رسولؐ پر سونے کا۔ کیونکہ لوگوں کی امانتیں لوگوں کو سپرد کرنی تھیں۔ اور حضورؐ نے ہجرت فرمائی چلتے وقت آپ نے پڑھدیا۔ فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ عملیات کی سند بھی یہیں سے ملتی ہے۔ کعبے کے بتوں کو آپ چھڑی سے گراتے جاتے تھے۔ فتح مکہ پر اور جاء الحق وزہق الباطل پڑھتے جاتے۔ حالانکہ یہ بت سیسے سے جمائے گئے تھے۔ اسی طرح حضرت علی رض نے قلعہ خیبر کے دروازہ کو اکھاڑ لیا تھا۔ جسکی مضبوطی زبان زد تھی۔ ایک ہی نعرہ میں طاق کو اکھاڑ کر چالیس ہاتھ کے فاصلہ پر دور پھینک دیا۔

حضرت عثمان رض غنی کی شہادت کے بعد حضرت علی رض گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ مگر اکابرین صحابہ رض نے آپ کو سوا کسی کو مستحق خلافت نہیں قرار دیا۔ سب سے حضرت طلحہ رض نے آپ سے بیعت کی جنکا ہاتھ غزوہ احد میں ٹوٹ گیا تھا۔ حبیب بن ذویب نے کہا خدا خیر کرے۔ کہ سب سے پہلے دست شکستہ نے بیعت کی ہے۔ اس کے بعد اور لوگوں نے بیعت کی۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ قاتلان عثمان رض سے قصاص لینا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا اک جماعت کثیر اس سے متہم ہے۔ بغیر دلیل و شہادت کس سے قصاص لیا جائے حضرت طلحہ رض و زبیر رض نے حضرت عثمان کا خون آلودہ لبادیہ اور بی بی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں لے کر حضرت معاویہ رض کو دکھائیں۔ آپ نے امیر معاویہ رض کو بلا بھیجا۔ مگر وہ نہ آئے۔ کیونکہ معاویہ رض

عثمان کے چچا زاد بھائی بھی تھے۔ پھر معلوم ہوا کہ زبیر رضؓ اور طلحہ رضؓ بھی وہاں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے جامع دمشق میں اک کثیر مجمع کو اکسایا۔ حضرت علی رضؓ نے یہ سن کر فرمایا خدا قاتلانِ عثمان کو خراب کرے۔

خبر ملی کہ بصرہ زبیر رضؓ نے لے لیا۔ آپ نے انہیں خط لکھا کہ تم نے مجھ سے بیعت بخوشی کی تھی۔ اب تم ام المومنین کو ساتھ لے کر خونِ عثمان رضؓ کے طالب ہوئے ہو۔ اللہ تمہیں کافی ہے ایک خط آپ نے حضرت عائشہ رضؓ کو لکھا۔ کہ آپ لوٹ جائیں اور محمد بن ابی بکر رضؓ اور محمد بن جعفر رضؓ کو کوفہ روانہ کیا کہ میں نے تمہیں اے کوفے والو پسند کیا ہے۔ لہٰذا تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ تاکہ ہم سب پھر بھائی چارہ قائم کر لیں۔ پھر آپ نے خطبہ پڑھا شر سے خدا کی پناہ مانگی۔ اور قرآن کے احکام کی پابندی پر زور دیا۔

ادھر محمدؐ ابن ابی بکر وغیرہ کی سفارت ناکام آئی۔ پھر آپ نے امام حسن رضؓ اور مالک اشتر کو کوفہ بھیجا۔ اور حضرت قعقاع رضؓ کو زبیر رضؓ کو سمجھانے کے لئے روانہ کیا۔ کوفہ سے قریباً دس ہزار آدمیوں کے آپ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کے قاتل طلب کئے۔ قعقاع نے کہا یہ اس وقت مشکل ہے بالفعل یہ آگ بجھ جانی چاہئے۔

حضرت قعقاع اور حضرت زبیر دونوں متفق ہو گئے۔ بعض ایسے بھی تھے۔ جنہیں ناگوار گذرا۔ حضرت علی رضؓ نے اعلان کیا کہ قتل عثمان میں جو لوگ شریک ہوں۔ وہ ہمارے لشکر سے چلے جائیں۔ چنانچہ عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھی دو ہزار کے قریب تھے انہوں نے مشورہ کیا کہ صلح اور ملاپ نہ ہونے دو رات کو اٹھ کر زبیر رضؓ کے لشکر پر شبخون مار دیا۔ پھر کیا تھا۔ جنگ ہونے لگی۔ سب حیران کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ادھر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ محمل میں سوار ہوئیں۔ ادہر حضرت علی سوار ہوئے۔ آپ صرف قمیص پہنے ہوئے تھے۔ آپ دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ اور زبیر رضؓ کو بلایا وہ آئے تو آپ نے کہا کہ جنگ پر آپ کو کس نے ابھارا۔ حضرت زبیر رضؓ نے کہا۔ ہم تو خون عثمان

کے طالب نہیں۔ آپ نے فرمایا! تمہیں یاد ہے۔ کہ حضورؐ اکرم نے تم سے کہا تھا۔ کہ تم عنقریب ان پر خروج کرو گے۔ حضرت زبیر قائل ہو گئے۔ کہ ہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ الغرض حضرت زبیرؓ چلے گئے اور قوم ہیم میں جا اترے۔ وہاں انہیں دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔ اور ان کا قاتل جرموز نامی اُن کی تلوار اور انگوٹھی لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں بامید انعام آیا تو آپ نے فرمایا زبیرؓ کے قاتل کو دوزخ مبارک ہو۔ اُدھر حضرت طلحہؓ وغیرہ بھی آپ کے لشکر سے علیحدہ ہو گئے تھے۔ وہ بھی مروان بن الحکم کے تیر سے شہید ہوئے۔ پھر جنگ جمل ہوئی اور حضرت کی فتح ہوئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو باحترام تمام بصرہ پہنچا دیا گیا۔ پھر مکہ مدینہ اور اہل بصرہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی۔ حضرت معاویہؓ سے شام میں پھر سے لڑائی ہوئی حضرت معاویہ نے تو حضرت علیؓ کے لشکر پر پانی بند کر دیا تھا۔ مگر حضرت علیؓ نے قبضہ کیا تو ان پر پانی بند نہیں کیا۔

لوگوں کے ڈپلومیسی سے حضرت معاویہ کو خلیفہ بنوایا۔ حضرت علیؓ کے خلاف خوارج کی جماعت پیدا ہو گئی۔ آپ نے ان کو بھی راہ راست کی ہدایت کی مگر ہدایت ان کے مقدر میں نہ تھی۔ سوائے سات آدمیوں کے سب مارے گئے۔

عبدالرحمن ابن ملجم آپ کا قاتل قبیلہ مراد سے تھا۔ اکثر آپ کے ساتھ لڑائیوں میں رہا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے تحفتہً تلوار پیش کی آپ نے واپس کر دی۔ کہ تیرا مطلب تو اسی سے پورا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتا دیا ہے کہ تیرا قاتل قبیلہ مراد سے ہو گا۔ اگرچہ ابن ملجم گھبرا گیا۔ اور کہنے لگا۔ حضور میرے ہاتھ قلم کرا دیجیے۔ تاکہ یہ اندیشہ ہی مٹ جائے۔ آپ نے فرمایا بغیر قصور سرزد ہوئے۔ خطا سزا کیوں کر دی جا سکتی ہے۔ پھر اسے ایک عورت سے عشق ہو گیا۔ جس کے باپ بھائی لڑائی میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں سے مرے تھے۔ اس عورت نے اپنے نکاح کا مہر ہی حضرت علی کا سر رکھا تھا۔ ابن ملجم نے کہا چاہے۔ جو شرط پوری کرا لو۔ مگر یہ شرط ذرا ناممکن ہے

مگر پھر مردود اس پر راضی ہو گیا۔ تیرہ رمضان کو حضرت علیؓ نے خطبہ دیا اور حضرت حسن سے پوچھا! بیٹا آج کون سا روزہ ہے۔ عرض کیا تیرہواں! فرمایا۔ اسی مہینے میں میری داڑھی خون کا خضاب لگائیگی۔ آپ ہمیشہ ایک روزہ حضرت حسن کے یہاں افطار کرتے اور ایک حضرت حسین کے دستر خوان پر ایک روز حضرت جعفر طیار کے یہاں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے آپ کسی سفر کی تیاری کر رہے ہوں۔ شب جمعہ ۱۹ رمضان کو تمام رات نہیں سوئے۔ بار بار فرماتے حضورؐ اکرم کا ارشاد ہرگز غلط نہیں ہو سکتا۔ آج کی رات تو وہی رات ہے صبح ہی جب آپ مسجد کو چلے بطوں نے شور مچایا۔ آپ الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ فرماتے تھے کہ شبیب نے تلوار کا وار کیا جو خالی گیا۔ پھر وردان نے تلوار چلائی۔ وہ بھی خالی گئی پھر ابن ملجم نے جو چھپا ہوا تھا۔ تلوار ماری جو سر مبارک پر پڑی آپ کی زبان سے نکلا۔ بخدا میں مراد سے فائز ہوا۔ مسجد سے آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ جمعہ ہفتہ دو دن زندہ رہے ۲۱ رمضان کو راہی خلد بریں ہوئے۔ روضہ مبارک بے نشان کر دیا گیا۔ تاکہ خارجیوں کی دسترس سے باہر رہے۔ جو آج نجف اشرف کے نام سے زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

کوفہ شہر میں وہ مسجد ابھی تک موجود ہے۔ جس میں آپ شہید ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ مسجد حضرت نوحؑ نے بنوائی تھی۔

ایک دفعہ جنگ کے میدان میں آپ ایک شخص کے سینے پر چڑھ کر اسے قتل کرنا چاہتے تھے اس نے آپ کے روئے مبارک پر تھوک دیا۔ آپ بجائے قتل کرنے کے سینہ پر سے اتر آئے۔ اس نے کہا حضرت آپ کو تو اور برہم ہونا چاہیئے تھا۔ مگر آپ نے مجھے چھوڑ دیا۔ فرمایا میں عنداللہ اک کافر کو قتل کر رہا تھا۔ اب نفس کا غصہ شامل ہو گیا۔ اس لیے میں نے چھوڑ دیا۔ عرض کیا جب معاملہ اس قدر نازک ہے تو مجھے مسلمان بنا لیجیے۔ آپ تہمد خریدنے کے لیے ذوالفقار بیچ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص اونٹ لے کر آیا۔ آپ نے ایک سو درم میں خرید لیا۔ اور فوراً دو سو درم میں فروخت کر دیا۔ سو درم منافع کے آپ نے لے لیئے۔ (مصنف کا خیال ہے۔ یہ خرید و

فروخت فرشتوں نے آکر کی ہو گی،

شہد جو بیت المال میں آیا تھا۔ اس میں سے حضرت کلثوم نے تھوڑا سا منگوا لیا۔ آپ نے اس کی قیمت پانچ درہم بیت المال کو ادا کر دی۔

آپ نے فرمایا کہ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ گھر میں فرش کے سوا دو برتن ہوں " تاکہ ایک میں خود کھائے دوسرے میں مہمان۔ اس کے سوا تقوےٰ سے بعید ہے۔

آپ فرماتے کہ ہم نے یہاں سے اپنا سامان آخرت میں بھیج دیا ہے۔ اور عنقریب ہم بھی جانے والے ہیں۔

موسم سرما میں سردی کی شدت سے آپ اکثر کانپا کرتے تھے۔ روزہ جَو کی خشک روٹی سے پانی میں بھگو کر افطار فرماتے تھے۔

آپ کا مقولہ ہے۔ پیٹ کو حیوانوں کا مقبرہ نہ بناؤ۔

آپ قائم اللیل صائم الدہر تھے ہر شب دو ہزار رکعت پڑھتے تھے۔ پھر تلاوت قرآن شریف فرماتے تھے۔ درُود شریف بکثرت پڑھتے تھے۔ حالت ذوق و شوق میں نعرے بھی لگاتے۔

آپ پائے مبارک میں تیر چبھا جو نماز میں نکالا گیا۔ مگر آپ کو خبر بھی نہیں ہوئی۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت ضرار سے کچھ آپ کے اوصاف پوچھے۔ تو سُن کر رو پڑے اور کہا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر خدا رحم فرمائے۔ بخدا وہ ایسے ہی تھے۔ جیسا تم نے کہا۔

# آپ کے چند نادر اقوال

۱۔ دنیا کا شکوہ نہ کر۔

۲۔ اس زمانے کے بھائی۔ بھائی نہیں۔

۳. صبر مفتاح کشائش ہے۔
۴. ذکر اولیاء اللہ رحمت ہے۔
۵. نفس بڑا دشمن ہے۔
۶. کمزوروں کا ہتھیار شکایت ہے۔
۷. علم کی مجالس جنت کے باغات ہیں۔
۸. غنی کی غربت میں بھی وطن ہے۔ فقیر کو وطن میں بھی غربت ہے۔
۹. من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو پہچانا پس اس نے خدا کو پہچانا۔
۱۰. احمق بڑی محتاجی ہے۔
۱۱. لوگوں کی تکالیف سہنا اولیاء اللہ کی سنت ہے۔
۱۲ وہ نماز جس میں خشوع نہ ہو۔ وہ روزہ جس میں لغویات سے اجتناب نہ ہو۔ وہ تلاوت جس میں تدبر نہ ہو۔ وہ علم جس پر عمل نہ ہو۔ وہ مال جس میں خیرات نہ ہو۔ وہ دعا جس میں خلوص نہ ہو۔ بے کار ہے۔ بے کار ہے۔ بے کار ہے۔

# شبر یا حضرت حسن رضی اللہ عنہ

نام پاک شبر و حسن۔ بمقام مدینہ منورہ ولادت ۳ شعبان سنہ ۳ ھ بروز جمعہ ہوئی والد کا نام حضرت علی مرتضٰی نام والدہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ حضرت علی مرتضٰی کی شہادت پر خلیفہ ہوئے۔ اور تقریباً ۶ ماہ کے بعد حضرت معاویہ کو خلافت تفویض فرما کر بعمر سنتالیس سال زہر دیئے جانے کی وجہ سے

۷ صفر سنہ ۵۰ھ میں رحلت فرمائی۔ مزار شریف جنت البقیع میں ہے۔

آپ کا میانہ قد گھونگھر والے بال تا بدوش سینہ کشادہ تھا۔ ایک باریک خط زیر ناف سے سینہ تک تھا مہندی اور نیل کا خضاب کرتے تھے۔ جسم کا بالائی حصہ بالکل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھا۔ آپ حضور کو نہایت ہی عزیز تھے۔

ارشاد مولا ہے کہ جس نے دوست رکھا حسنؓ کو اس نے دوست رکھا مجھ کو آپ اکثر رکوع میں ہوتے حسن آجاتے۔ تو آپ اپنے دونوں پائے مبارک کشادہ فرما دیا کرتے تاکہ وہ آسانی سے نکل جائیں۔

آپ نے ۲۲ رمضان سنہ ۴۰ھ کو خلافت حاصل کی اور کثیر تعداد نے آپ کی بیعت کی حضرت معاویہؓ کو جب یہ خبر ملی تو انہوں نے مخبر آپ کے حالات کے لیئے لگا دیئے۔ آپ نے انہیں قتل کرا دیا حضرت معاویہ ساٹھ ہزار فوج لے کر چڑھ آئے۔ آپ نے بھی چالیس ہزار فوج سے ان کے مقابلے کا ارادہ کیا۔ پھر آپ کے دل میں خیال آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرے بعد خلافت راشدہ تیس سال چھ ماہ رہے گی۔ اور پھر حکومت ہو جائے گی۔ حساب لگایا تو تیس سال گذر چکے تھے۔ کچھ دن چھ ماہ سے کم تھے۔ آپ نے گریز مناسب سمجھا اور حضرت معاویہ بھی ادھر لڑائی نہ چاہتے تھے۔ بالآخر آپ حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ اور ربیع الاول سنہ ۴۱ھ میں صلح ہو گئی۔ اس شرط پر کہ قرآن وسنت رسول وخلفاء کے خلاف حکومت نہ ہو گی مسلمان امن وامان میں رہیں گے۔

اور سادات کا احترام رہے گا۔ اور ایک لاکھ سالانہ درم معاویہ حضرت کو ادا کریں گے امیر معاویہؓ نے بلا حیل وحجت تمام شرائط تسلیم کیں۔ اور مرتب ہو گیا۔ آپ نے مدینہ کو مراجعت فرمائی اور مجاورت روضہ رسول اختیار کی۔

آپ بے حد کریم شفیق اور سخی تھے۔ بیس حج پا پیادہ آپ نے کیئے تھے۔ حالانکہ

سواری موجود ہوتی تھی ۔ مگر آپ فرماتے کہ شرم آتی ہے۔ رب کے سامنے سوار ہو کر جاؤں
آپ نے دو بار گھر کا سب مال اللہ کی راہ میں لٹایا اور تین بار نصف نصف مال دیا۔ آپ
نے لوگوں کے ہزاروں کے قرضے چکا کر ان کو سبک دوش بنایا۔ آپ کو سائل کا سوال
رد کرتے۔ بڑی شرم آتی تھی ۔ توکل بھی اس درجہ تھا ۔ کہ آپ فرمایا کرتے ۔ کہ جس نے اس چیز
پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیئے اختیار کی ہے ۔ کسی اور چیز کی تمنا کی اُس نے توکل نہیں کیا ۔ حلم
بھی مزاج میں حد درجہ تھا۔ ایک دن ایک سائل نے آتے ہی آپ رضؓ کی شان اور حضرت مولا
علیؑ کی شان میں نازیبا کلمات کہے ۔ آپ نے فرمایا! شاید تو بھوکا ہے ۔ آپ نے ایک ہزار
درم دلوادیئے ۔ اُس نے کہا یا ابن رسول اللہ گستاخی معاف فرمائیے گا ۔

میں نے صرف حلم و کرم آزمانے کی جرأت کی تھی ۔ ایسے واقعات مستورہ رونما ہوتے
تھے ۔ اور آپ بڑی خندہ پیشانی سے اعانت فرماتے تھے ۔ مروان حاکم مدینہ اکثر سخت
کلمات کہہ دیتا ہے ۔ تب بھی آپ تحمل سے ہی کام لیتے ۔ کئی بار آپ کو زہر دیا گیا ۔ اور آپ
کو زہر دینے والے کا نام بھی معلوم ہو گیا ۔ مگر کچھ تعارض نہ فرمایا ۔ موصل تشریف لے گئے ۔ وہاں
بھی آپ کو سکون نہ ملا ۔ پھر مدینے آئے اور حضرت امام حسین رضؓ کے یہاں رہنے لگے ۔

شادیاں آپ بہت کرتے تھے اور طلاق دے دیتے تھے ۔ جعدہ بنت اشعث نے آپ
کو پانی میں زہر قاتل دے دیا ۔ (یعنی ہیرے کی کنی) اور اس نے لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہرا
کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۔ مگر باوجود علم کے آپ نے قاتل کا نام نہ بتایا ۔ ہائے کیا عضو ہے
اپنا تو جگر ٹکڑے ہو ۔ پھر بھی ایذائے ستمگر کے روادار نہیں ۔ طشت خون کی قے سے بار
بار بھر جاتا تھا ۔ آپ نے حضرت حسینؑ کو وصیت کی بھائی کے گلے مل کر روئے ۔ بھائی نے پوچھا
بھی ۔

جب بھی قاتل کا نام پردے میں رکھا ۔ اس لیئے کہ شہادت خفی تھی فرمایا کہ اگر وہی قاتل ہے ۔ جس پر
میرا گمان ہے ۔ تو خدا منتقم ہے ۔ ورنہ میں کیوں کسی بے گناہ کا خون کراؤں ۔ آپ نے بھائی کو صبر و

شکر کی بڑی تاکید کی اور فرمایا کوفیوں کا اعتبار نہ کرنا وہ مدینے سے بلائیں۔ تو ہرگز نہ جانا۔ دیکھو بھائی الحکومت و ولایت ایک جگہ نہیں رہ سکتی۔ تم بھول کر بھی خلافت کا خیال نہ کرنا۔ یہ فرما کر کلمہ پڑھا۔ اور جان جاں آفریں کے سپرد فرمائی۔

## آپ کے زریں اقوال۔

۱۔ قسمت پر راضی رہو۔
۲۔ ہمسایوں سے نیکی کرو۔
۳۔ دولت مندی عقل سے بہتر نہیں۔
۴۔ فقر مثل جہل کے نہیں۔
۶۔ حسن خلق بڑی اچھی چیز ہے۔ حسن کلام نصف علم ہے۔
۷۔ جس میں حیا نہیں۔ اس میں دین نہیں۔ ایمان نہیں۔
۸۔ غرور۔ حرص۔ حسد۔ باعث ہلاکت ہیں۔
۹۔ جوانمردی حالت تنگی میں ایثار ہے۔
۱۰۔ ذلت جزع فزع میں ہے۔
۱۱۔ کمینوں کی پیروی کمین ہے۔

## آپ کی اولاد مطہرہ

آپ کے بارہ صاحبزادے تھے۔ حضرت زید حسن۔ مثنیٰ عمر و عبداللہ قاسم ابوبکر حسین عبدالرحمن عبداللہ ثانی طلحہ محمد ثانی اور تین صاحبزادیاں بی بی فاطمہ بی بی رقیہ بی بی ام الخیر تھیں:۔

حضرت زید نے نوے سال کی عمر میں انتقال کیا۔ عمر بن عبدالعزیز آپ کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ آپ نے احادیث کی روایت بھی فرمائی ہے۔ آپ کے صاحبزادے ابو محمد بڑے مشہور امام ہوئے ہیں۔ حضرت امام شافعی رح نے انھیں کی شاگردی کی تھی۔

حضرت حسن مثنیٰ بڑے جلیل القدر تھے۔ اور نکاح انکا حضرت فاطمہ صغرا بنت امام حسین سے ہوا تھا۔ آپ کربلا میں حضرت حسینؑ کے ساتھ تھے۔ اسیروں میں شامل تھے۔ اسماء بنت الحکیم نے اپنی عزیز داری کے سبب ابن سعد سے کہہ کر رہائی دلوا دی تھی۔ آپ کا انتقال ہونے پر آپ کی بیوی حضرت فاطمہ صغرا نے مدت تک آپ کی قبر پر خیمہ لگا کر اعتکاف کیا۔ خلیفہ منصور کے زمانے تک آپ زندہ رہے۔

حضرت قاسم کربلا میں ہی شہید ہو گئے تھے۔ حضرت عبدالرحمن اور حسین انتقال کر گئے تھے۔ حضرت طلحہ رض بڑے کریم تھے۔

بی بی فاطمہ کا نکاح حضرت زین العابدین سے ہوا تھا۔ جن سے حضرت امام باقر پیدا ہوئے

آپ کی نسل حضرت زید اور حضرت حسن مثنیٰ سے چلی ہے۔ حضرت حسن مثنیٰ کے سلسلے میں حضور غوث پاک رض تھے۔

# حضرت شبیر یا امام حسین رضی اللہ عنہ

آپ کے جسم اقدس کا حصہ زیریں سرکار دو عالم سے ملتا جلتا تھا۔ بڑے حسین وجمیل تھے۔ آپ کے فضائل بھی بے شمار ہیں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ حسین مجھ سے ہے۔ میں حسین سے ہوں۔ کچھ کم سند اعزاز وجاہت نہیں۔ آپ کی محبت رسول خدا کی محبت، آپ سے عداوتِ رسول اللہ سے عداوت ہے۔

آپ کا علم وعمل زہد وتقویٰ شجاعت وصبر شکر ورضا بھی کمال درجہ پر تھا۔ ایک پھول سنگھانے پر لونڈی آزاد فرماتے تھے۔ بھیک دیں اور یہ فرمائیں۔ کہ منگتا کا بھلا ہو۔

ایک شاعر در دولت پر آیا دو شعر لکھ کر حضور میں پیش کیے۔ جن کا ترجمہ یہ تھا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جو باوقعت ہو۔ صرف آبرو ہے۔ وہ بھی آج بیچنے آیا ہوں اور تھوڑے سے توقف کے بعد پھر یہ دو شعر لکھ بھیجے۔ در دولت کی حاضری دلیل کامیابی ہے۔ اب میں جاؤں گا۔ تو لوگ پوچھیں گے۔ کیا ملا۔ اگر اثبات میں جواب دوں گا تو جھوٹ ہوگا۔ اگر نفی میں جواب ہوگا۔ تو یہ بھی مناسب نہیں۔ آپ نے دس ہزار درم بھیجدیئے اور دو شعر لکھ کر بھیجے کہ۔

اے سائل تو نے جلد بازی کی۔ اگر فرصت دیتا تو شاید اس قلیل ہدیہ کے مقابلے میں زیادہ ملتا۔

اب تو یہ سمجھ کہ میں نے سوال ہی نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ سمجھ رہا ہوں۔ کہ میں نے کچھ نہیں دیا۔"

آپ کا ارشاد ہے کہ نانا جان کی حدیث ہے۔ کہ جو شخص کسی رنجیدہ شخص کو خوش کرے گا وہ جنت میں اُس سے پہلے جائیگا۔

کسی نے حضرت زین العابدین سے پوچھا کہ ابا مین کے اولاد کم کیوں ہوئی۔ فرمایا جس قدر ہوئی ہے۔ اسی پر تعجب ہے۔ اُن کو فرصت ہی کہاں تھی۔ رات دن میں تین ہزار رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ سبط رسول تھے دسبط اس درخت کو کہتے ہیں۔ جس کی شاخیں بکثرت ہوں۔ چنانچہ آج بھی دیکھ لیجئے کہ سادات بکثرت ہیں۔ اُن کو مٹانے والے ہی مٹ گئے۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ بروایت کرتی ہیں۔ کہ حضور فرماتے تھے میرا بیٹا حسین قتل ہوگا۔ اور جس زمین پر قتل ہوگا۔ وہ مٹی بھی مجھے دی۔

آپ لطف وکرم کے بڑے دلدادہ تھے۔ انعام واکرام بڑی دریادلی سے دیتے تھے۔ مہمان نواز بھی تھے۔ پچیس حج کیئے تھے۔ آپ کی زندگی مقدس میں دل گداز واقعہ کربلا کا ہے جسکی تفصیل یہ ہے۔

## واقعات شہادت حسین علیہ السلام

جناب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات اور حسنات عطا کیئے گئے تھے

حسن یوسف دم عیسٰے ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

رتبہ شہادت بھی جو ایک درجہ اور خوبی ہے۔ جس کی حضور پُر نور نے تین مرتبہ خواہش کی۔ وہ اگر ملتا تو آج مسلمان قوم کو زندہ بھی نہ رہنے دیا جاتا۔ ایسے دل خراش طعنے کیئے جاتے۔

اور اب بھی غیر مسلم بھلا کہاں باز آتے ہیں۔ چنانچہ عیسائی طبقہ آج بھی

اعتراض کرتا ہے۔ کہ ہمارے نبی عیسٰی تو آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیر زمین دفن ہوئے حالانکہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ ہلکی چیز اوپر اٹھ جاتی ہے۔ بھاری نیچے ہی جاتی ہے۔ یا سمندر کی تہ میں موتی ہوتے ہیں۔ اور حباب اوپر لٹکتے ہیں۔ یا تمہارے نبی کے حواری نے کچھ درم سے گران کا پتہ دشمنوں کو دیدیا اور وہ سولی چڑھانے کیلئے تیار ہوگئے اور تمہارے نبی تم پر ناراض ہوکر آسمانوں پر چلے گئے۔ اور رسولِ پاک کو امت سے الفت تھی۔ اس لیے وہ ہمارے پاس زمین پر ہی رہے۔ مگر ہم مسلمان حضرت عیسٰی کو بھی ممتاز نبی مانتے ہیں۔ ان کی تنقیص کیوں کریں۔ پھر ایک لطیفہ اور سنیئے کسی نے جو اپنا نیا ولایت سے پادری آیا تھا۔ یہ اعتراض کیا۔ کہ اگر حضورؐ خدا کے محبوب ہوتے تو ان کے نواسے پر کربلا میں یہ ظلم اور شدائد نہ آتے۔ ورنہ حضورؐ خدا سے کہہ کر رکوا دیتے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعتراض پادری کا سن کر فرمایا۔ کہ آپ کو شاید یہ خبر نہیں کہ ہمارے حضورؐ نے تو بڑی فریاد کی بڑے روئے کہ میرے نواسے پر یہ ظلم تیرے بندے کر رہے ہیں۔ مگر اللہ تعالٰی تو یہ جواب دیدیا کہ آپ کو اپنے نواسوں کا فکر ہے۔ میں نے تو جب بھی اپنے بندوں سے کچھ نہ کہا جب انہوں نے میرے بیٹے کو صلیب پر چڑھایا تھا۔ پادری بڑا لاجواب ہوا۔

حالانکہ یہ اک علمی لطیفہ اور الزامی جواب تھا۔ جس سے پادری خاموش ہوگیا۔ مگر فی الواقعہ مصائب حسینؓ اس قسم کے ہیں کہ ہر صاحبِ دل بغیر دریائے اشک بہائے رہ ہی نہیں سکتا۔ پھر درجہ شہادت اک ایسا درجہ ہے جسکی تمنا حضورؐ نے بھی کی ہے۔ مگر درجہ شہادت خفی وجلی حسنین کے توسط سے آپ تک پہنچا۔ الحمدللہ ۵

وہ روئیں جو منکر ہوں حیات شہدا کے

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے!

دنیا میں بہت سے واقعات المناک اور پر درد حادثات آج تک دیکھے گئے۔

مگر واقعہ کربلا کی نوعیت اور اہمیت اک جداگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ ایک طرف اکثریت اور ایک طرف گنتے چنے آدمی بیچے۔ ایک طرف خود دعوت دیکر بلانا اور جام شہادت پلانا دوسری طرف شکوہ و فریاد کے لئے کوئی لب کھلتا۔ ایک طرف پیٹ کے بھرے مسلح سب سامان سے لیس۔ دوسری طرف بھوکے پیاسے۔ نہ سامان جنگ نہ ظاہر مدد کی اُمید مگر اللہ اکبر! آپ نے صبر رضا استقامت آثار نبوت اور کمالات ولایت کی انتہا کردی ہے کہ۔ ؎

پیاسے ایسے تھے کہ آ آ گئی جاں ہونٹوں پر
صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زباں ہونٹوں پر

نہر فرات کا پانی اپنی بد نصیبی پر آج تک نالاں ہے۔ کہ ساقی کوثر کا نواسہ دنیا سے پیاسا گیا۔ کربلا کی زمین کو فخر ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے کہ ؎

اے کربلا کی خاک یہ احسان تو نہ بھُول
تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشہ رسُولؐ

مختصر یہ کہ حضرت معاویہ نے ۱۵ رجب سنہ ۶۰ھ کو جب وفات پائی۔ تو ان کا جانشین بنی اُمیہ کا رنگیلا شہزادہ منتخب ہوا۔ جس نے دو بہنوں کا ایک ساتھ نکاح بھی جائز قرار دیدیا اور تمام ماتحت صوبوں سے بیعت لی۔ ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو بھی لکھا۔ کہ حضرت حسینؓ عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیر وغیرہ سے ہماری طرف سے بیعت لو۔ وہ جانتا تھا۔ کہ حق صداقت کے یہ سرخ لائٹ جب تک مجبور نہ ہوں گے میری حکومت و خلافت کو خطرہ لاحق رہے گا۔

الغرض ولید بن عتبہ نے آپ کو دارالحکومت میں بلوایا۔ اور نہایت تعظیم سے بٹھاکر حال وفات معاویہؓ جانشین یزید پلید اور مطلب بیعت کا خط دکھایا۔ آپ نے فرمایا چار آدمیوں سے بیعت طلب کی ہے۔ پھر میں تنہا بیعت کیوں کر لوں۔ اور آپ چلے۔

آئے۔ ولید بن عتبہ نے یزید کو اطلاع بھیجدی۔ اُس نے لکھا کہ پھر ان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدے ولید نے پڑھا تو کہا معاذ اللہ یہ ہرگز مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ اور آپ کو اطلاع دی یزید کے جواب سے آپ نے مدینہ کا قیام مناسب نہ سمجھا اور مکہ معظمہ کا ارادہ کیا اور ۲۸ شعبان ۶۰ھ کو روانہ ہوگئے۔ مدینہ والوں نے آپ کو بہت روکا۔ ادھر کعبے میں جب آپ پہنچے تو استقبال کیا گیا۔ مدارات کی گئی۔ کچھ روز سکون سے بسر ہوئے۔ کوفیوں نے ایک مجلس شوریٰ کے فیصلے کیمطابق آپ کو دعوتی خطوط بھیجے اور متواتر خط پر خط آئے۔ کہ آپ کوفے آجایئے۔ جب ان کا اصرار حد سے تجاوز کر گیا۔ تو آپ نے بھی خیال کیا۔ کہ بابا جان دہیں خلافت کرتے تھے۔ اس میں کیا حرج ہے۔ اگر وہاں چلا جائے۔ اہل مکہ نے آپ کو روکا کہ آپ یہاں سے کہیں نہ جایئں۔ اگر ایسا ہی آپ کا خیال ہے۔ تو پہلے کسی کو بھیجئے وہ حالات سے جب مطمئن ہوکر وہاں سے بلائے۔ اسوقت ارادہ فرمایئے آپ نے حضرت مسلم بن عقیل اپنے چچا جوق در جوق آکر بعیت کرنی شروع تقریباً چالیس ہزار کوفیوں نے بعیت کی ہوگی۔

کہ یزید نے اطلاع پاکر اور نعمان بن بشیر صحابی کے تغافل کی اطلاع بھی ملی تو فوراً عبداللہ بن زیاد کو حاکم بصرہ و کوفہ بناکر روانہ کیا۔ اس نے آتے ہی نعمان کو معزول کردیا اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر حضرت مسلم کے خلاف کردیا۔ تمام مجمع باغی ہوگیا

واقعات شہادت حضرت امام حسین رضؓ کے متعلق اس قدر کتب لکھی گئی ہیں یہاں ان واقعات کی تفصیل سے طوالت کا خوف ہے۔ ہم نے بھی اک کتاب شہید اکبر لکھ کر چھپوادی۔

۱۰ محرم ۶۱ھ بروز جمعہ شہادت واقع ہوئی اور تاریخ ولادت ۵ شعبان ۴ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔

حضرت علی نے بعد حضور سیدہ کے نو نکاح کیئے تھے۔ اُن سے پندرہ لڑکے

اور سترہ لڑکیاں ہوئی تھیں۔

## آپ کے ارشادات

۱۔ حاجت مندوں کا کسی کے پاس آنا انعامات الٰہی میں سے ہے۔

۲۔ بندگی کی تعریف آپ یہ فرماتے ہیں۔ کہ بندہ ذات احدیت میں ایسا فنا ہو، کہ اپنا وجود بھی درمیان میں نہ رہے۔ دو خود کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے۔

آپ کی نسل کی برکت دیکھئے کہ یزیدیوں کا آج نام و نشاں بھی نہیں۔ مگر حسینی جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔

# سیدالساجدین حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ

سجاد آپ کا نام تھا۔ سیدالساجدین لقب۔ آپ ۵ رشعبان ۳۸ھ کو جمعرات کے دن پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ام ولد دختر یزدجرد بادشاہ ایران تھیں۔ جنہیں شہربانو بھی کہتے ہیں۔ ۱۸ رمحرم ۹۴ھ شب شنبہ بعہد سلطنت ولید بن عبدالملک وفات پائی اور جنت البقیعہ میں دفن ہوئے۔

آپ حضرت علیؓ کے ہم شبیہ تھے۔ خضاب بھی لگایا کرتے تھے۔ آپ بڑے فقیہ تھے۔ آپ نے واقعہ کربلا کے بعد لذات دنیوی سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ آپ بڑے عابد تھے۔ جب وضو کرتے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ روزانہ ایک ہزار رکعت پڑھتے۔ ایک مرتبہ آپ کے یہاں آگ لگ گئی۔ لوگوں نے النار النار کا غل مچایا آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ توجہ نہ فرمائی۔ آگ خود بخود بجھ گئی۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے توجہ کیوں نہ کی فرمایا۔ آخرت کی آگ سے ڈرتا تھا۔ آپ ایک روز سجدہ میں دعا

پڑھتے تھے۔ عبدلَکَ لِفِناءِکَ مِسکینُکَ لِفِنائِکَ سائِلُکَ بِفِنائِکَ فقیرکَ بِفِنائِکَ۔ راقِم کہتا ہے۔ کہ اس دُعاء کو جب کسی نے مصیبت میں پڑھا۔ اس نے نجات پائی۔ آپ دن کو روزہ رکھتے۔ رات کو نماز میں قرآن پڑھتے اور صرف روٹی ایک ٹکڑہ پر اکتفا فرماتے۔

ایک دفعہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے آپ قید کر لیئے گئے۔ محافظ آپ کو دیکھ کر رونے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ بھائی اس عذاب سے آخرت کا عذاب یاد رہتا ہے ورنہ یہ ہتھکڑیاں بیڑیاں تو دکھنے کی ہیں۔ یہ کہتے ہیں آپ آزاد ہو گئے۔ صبح کو آپ کی تلاش ہوئی۔ عبدالملک کو اطلاع ملی۔ وہ بولا وہ میرے پاس اسی دن آئے تھے اور فرماتے تھے۔ کہ مجھے تکلیف نہ دے۔ ور مجھے اُن سے ڈر لگتا تھا۔

ہشام بن عبدالملک جب حج کو گیا۔ تو اس قدر آدمیوں کی کثرت تھی۔ کہ حجر اسود کا بوسہ لینے پر قادر نہ ہو سکا۔ ناچار زمزم کے قریب کرسی بچھوا کر بیٹھ گیا۔ اتنے میں آپ تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کو سلام کیا ہاتھ چومے اور سنگِ اسود کو بوسہ دینے کے لیئے خالی کر دیا۔ ہشام نے پوچھا یہ کون ہیں۔ ابوفراس فرزدق شاعر نے کہا۔ کہ یہ وہ شخص ہیں۔ جن کے قدم کی جگہ مکہ پہنچتا ہے۔ اس تعریف پر فرزدق قید کر دیا گیا۔ آپ نے سُنا تو ہزار درم بھیجے اس نے واپس کر دیئے۔ کہ میں نے تو حق بات کہی تھی۔ آپ نے کہا حق بات کہنے کا اجر قیامت میں ملے گا۔ اہل بیت جب کسی کو کچھ دیا کرتے ہیں۔ تو واپس نہیں لیا کرتے۔ فرزدق نے وہ درم لے گئے۔

آپ کے گیارہ صاحبزادے تھے۔ اور نسل کثیر آپ سے چلی بوقت وفات عمر شریف چالیس سال کی تھی۔ آپ سے لوگوں نے حضرت ابوبکر و عمر پر تبرا بھیجنے کو کہا تھا۔ آپ نے فرمایا مجھ سے ایسا نہ ہوگا۔ یا قوم رفضتمونی وہ اے قوم تو نے مجھے چھوڑ دیا۔ جن لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑا۔ وہ رافضی مشہور ہو گئے۔

مشہور ہے کہ آپ کو بھی زہر دلوایا گیا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت امام باقر رض آپ کے جانشین ہوئے۔ حضرت زید بھی جو آپ کے صاحبزادے ! ان سے بھی اولاد کثیر ہوئی۔ حضرت زید کو برہنہ دار پر کھینچا گیا تھا۔ آپ کی ستر پوشی مکڑیوں نے جالا تنکر کی تھی۔

آپ کے بعد حضرت امام باقر کا نام آنا چاہیئے۔ مگر اب حروف تہجی سے ذکر کیا جاتا ہے۔

# حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (رح)

قطب العصر ابدال الوقت پیشوائے عارفان بزرگ مراتب تھے۔ حضرت بایزید بسطامی جب خرقان سے گذرتے وقت تو فرماتے کہ اس چوروں کے گاؤں میں ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے۔ جس کا نام علی ہوگا۔ ابوالحسن کنیت۔ اور تین درجہ مجھ سے بڑھ کر ہوگا۔

حضرات خواجہ صاحب نے ابتداً نماز باجماعت خرقان ہی میں پڑھی۔ آپ نے حضرت بایزید کے مزار کی زیارت بھی کی ہے۔ اور دعا مانگی ہے۔ کہ الٰہی بایزید کے خلعت میں سے مجھے بھی حصہ دے۔ آپ نے چوبیس دن میں قرآن شریف پڑھ لیا۔ آپ جب نماز پڑھتے تو آپ کا ہل بیل خود چلاتے۔ ایک شخص کچھ جنس لایا اور عرض کی۔ کہ صوفیوں کے لیئے لایا ہوں۔ آپ نے حاضرین سے کہا تم میں جو صوفی ہو۔ وہ لے لے۔ کسی نے بھی نہ لیا۔ ایک بزرگ ہوا میں اڑتے آئے کہ میں شبلی وقت ہوں۔ جنید وقت ہوں آپ پر بھی کیفیت طاری ہوگئی۔ فرمایا! میں مصطفائے وقت ہوں۔ میں خدائے وقت ہوں۔ یہ اسرار و رموز ہر کسی کے سمجھنے کے نہیں۔ ایک مرتبہ ارشاد الٰہی ہوا کہ ابوالحسن

جو کچھ ہم تیری نسبت جانتے ہیں۔ اگر اسے ظاہر کر دیں۔ تو لوگ تجھے سنگسار کر کے چھوڑیں عرض کیا الٰہی اگر تیری عفو و رحمت کے بارے میں جو میں جانتا ہوں۔ دنیا پر ظاہر کر دوں تو کوئی بھی تجھے سجدہ نہ کرے۔ ارشاد ہوا نہ کہہ نہ ہم کہیں۔ آپ کا قول ہے۔ کہ میں تین باتوں کی حقیقت سے ناواقف ہوں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علوئیت مراتب سے مجھے ذرا بھی آگاہی نہیں۔ کہ کیا انتہا ہے۔ بہشت و دوزخ؟

میرے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ وہ بھی آخر ہو میں بھی۔ اگر خدا کی مہربانیاں ظاہر کر دوں تو مخلوق مجھے دیوانہ کہے۔ فرمایا زمین کے مسافر کے پاؤں میں آبلے پڑتے ہیں اور آسمانی مسافر کے دل میں آبلے پڑتے ہیں۔

آپ کی وصیت تھی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودی جائے۔ کیونکہ حضرت بایزید کی سطح سے میں اونچا رہنا نہیں چاہتا۔ آپ کی قبر پر شیر کے قدموں کے نشان بھی پائے گئے۔ آج تک جو لوگ قبر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ مرادیں خدا دیتا ہے۔ لوگوں نے بعد وصال آپ کو دیکھا۔

آپ کے والد کا نام احمدؒ تھا بعض جعفر بتاتے ہیں۔ خرقان میں وطن تھا۔ یہ صوبہ جارجان میں ہے۔ حضرت بایزید آپ کے مرشد ہیں۔

وفات۔

۱۰ المحرم ۴۲۵ھ بعمر ۷۳ سال بعہد خلافت القایم ہوئی۔

# حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

مولد آپکا بغداد ہے۔ وحید عصر تھے۔ نکات در موز تصوف خوب بیان کیے۔ بڑے بڑے مشائخ کی زیارت کی۔ علوم طریقت کے بڑے ماہر تھے۔ مسلک آپ کا مالکی تھا۔ ستر برس کی عمر میں بڑے بڑے مجاہدے کیے۔ لوگ ہمیشہ آپ کے مخالف رہے آپ دربار خلافت سے وابستہ تھے۔ کسی بات پر معزول کیے گئے۔ آپ نے کہا ذراسی بات پر آپ نے معزول کر دیا۔ خدا تعالیٰ بڑی سے بڑی بے ادبی پر رزق سے محروم نہیں رکھتا۔ میں ایسے درباروں سے باز آیا۔ پھر آپ نے علم حاصل کیا۔ اور نااہلوں کی بڑی اذیتیں برداشت کیں اور امیر وقت سے کہا کہ آپ ذراسی بے ادبی اور لغزش پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

میں خدائے تعالیٰ کے خلعت سے سرفراز کیوں نہ ہوں۔ حضرت خیر النساج نے آپ کو مشورہ دیا۔ کہ آپ حضرت جنید سے ملیں۔ آپ گئے اور پوچھا کہ آشنائی کے گوہر کا آپ کے پاس پتہ ملا ہے۔ یا تو بخش دیجے یا فروخت کر دیجیے۔ فرمایا کہ تم اس کی قیمت دوگے! بخشوں گا۔ تو قدر نہ ہوگی۔ ریاضت کرو تو ملے گا۔ سال بھر آپ نے دریوزہ گری کی۔ اور کہیں سے کچھ نہ ملا۔ تب حضرت جنید نے کہا شبلی تم کو اپنی قیمت معلوم ہوگئی۔ اور کہیں سے کچھ نہ ملا۔ ایسی مخلوق سے کیا دل لگانا۔ پانچ چار سال کے مجاہدوں کے بعد کہیں جا کر آپ نے سرفراز فرمایا۔ آپ بچوں کو اللہ کہنے پر شکر دیتے تھے۔ یا پھر ایسا بھی وقت آیا۔ کہ آپ نے اعلان کیا۔ جو اللہ کہے گا۔ اس کا سر قلم کر دوں گا۔ اس لیے کہ لوگ غفلت سے اس کا نام لیتے ہیں۔ آخر اسم ذات تک پہنچ ہی گئے۔ اور حالت مستی کی طاری ہوئی۔

لوگوں نے دیوانہ سمجھ کر پاگل خانہ بھجوا دیا۔ ایک قمری کو آپ نے دیکھا۔ کہ کوکو کر رہی ہے آپ ہو ہو

کرنے لگے ۔ رات کو نمک بیس کر آنکھوں میں بھر لیتے تھے ۔ کہ نیند نہ آئے ۔ جب آپ مقامات طے کر چکے تو پھر وعظ کہنا شروع کیا ۔ ایک دن بھیگی ہوئی لکڑیاں جل رہی تھیں اور ان کے دوسری طرف پانی نکل رہا تھا ۔ آپ نے کہا ۔ اگر لوگوں کے دلوں میں شوق کی آگ ہے تو آنسو کیوں نہیں نکلتے ۔ آپ کا قول ہے ۔ صوفی وہ ہے ۔ جو مخلوق سے منقطع ہو ۔

فرمایا شریعت پرستش ہے ۔ اور طریقت طلب ۔ اور حقیقت دیدار وقت وفات آپ سر پر خاک ڈالتے تھے ۔ کہ میں لعنت بھی ابلیس کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا ۔

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

پھر لوگوں نے کلمہ کی تلقین کی آپ نے فرمایا جب کوئی غیر نہیں ۔ تو نفی کس کی ؟ پھر کلمہ شہادت کے لئے کہا فرمایا مردے زندہ کو تلقین کر رہے ۔ آپ کا قول ہے ۔ کہ بازار آخرت میں سوائے سوختہ دلوں کے ہیں ۔

نام آپکا جعفر تھا ۔ بن یونس شبلیہ کے رہنے والے تھے ۔ جو مضافات خراسان میں ہے ۔ مزار بغداد میں ہے ۔ ایک شخص کو یارب کہتے سنا تو کہا وہ تو یا عبیدی“ کہتا ہی نہیں ۔ اُس نے کہا من کری کہہ رہا ہوں ۔ آپ ۲۷ ر ذوالحجہ ۳۳۴ سنہ ہجری کو فوت ہوئے ۔

# حضرت ابُو الحسن نوُری رحمۃ اللہ علیہ

لقب قمر الصوفیہ حضرت سقطی رح کے مرید اور حضرت جنید کے ہمعصر تھے ۔ آپ تصوف کو فقر پر ترجیح دیتے تھے ۔ درویشوں کے ساتھ صحبت رکھتے تھے ۔ نوری اس لئے لقب پڑا کہ گفتگو کرتے وقت چہرہ پر خاص نور خاص آب و تاب ہوتی تھی ۔ بڑے عابد اور زاہد تھے ۔ گھر سے روٹی لے کر دوکان پر جاتے اور فقیروں کو دیدیتے گھر والے سمجھتے آپنے کھانا کھا لیا ہوگا ۔ بیس سال اسی طرح گذار دیئے ۔

جب غلیل نامی ایک شخص آپ کا مخالف ہوا ۔ تو خلیفہ وقت سے اُس نے شکایت کی کہ آپ گاتے ہیں ۔ گانا سنتے ہی ناچتے ہیں ۔ میرے نزدیک یہ زندیق ہیں ۔ خلیفہ نے انہیں اور اُن کی جماعت کو قتل کا حکم دیا ۔ جلاد نے سب سے پہلے حضرت رقام رح کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ۔ یہ دیکھ کر آپ ہنسے اور ان کی جگہ جا بیٹھے ۔ اراکین و خلیفہ حیران ہوئے ۔ بولے ابھی تمہاری باری نہیں آئی ۔ آپ نے فرمایا ! ۔

یہ میرا ایثار ہے ۔ خلیفہ بڑا متعجب ہوا ۔ اور قاضی کو بلوایا ۔ قاضی نے کہا یہ لوگ صاحب علم ہیں مگر شبلی دیوانے ہیں ۔ ان سے فقہ کا مسئلہ پوچھو ۔ سوال کیا گیا ۔

کہ بیس دینار کی کیا زکوٰۃ ہوگی ۔ فرمایا ساڑھے بیس ۔ کہا گیا ۔ کیونکر ؟ شبلی نے کہا ۔ حضرت ابوبکر کے پاس چالیس ہزار دینار تھے ۔ ایک بھی نہیں رکھا ۔ یہ نصف دینا جرمانہ کا ہے ۔

کہ بیس دینار اکھٹے کیوں کیئے ۔ قاضی بولا اگر یہ لوگ زندیق ہیں ۔ تو کوئی بھی مواحد نہیں ۔ خلیفہ نے عزت کی ایک شخص نماز میں داڑھی سے کھیل رہا تھا ۔ آپ نے کہا ۔ خدا کی داڑھی سے اپنا ہاتھ الگ رکھ ۔ خلیفہ نے کہا ۔ یہ کیا کہا ۔ فرمایا

بندہ کس کی ملکیت ہے۔ خدا کی۔ تو داڑھی کس کی ہوئی۔
کسی نے حضرت جنید رحؒ سے کہا کہ تین دن سے نوری ایک پتھر پر بیٹھے۔ اللہ اللہ کر رہے ہیں مگر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ فرمایا وہ ہشیار ہے۔ آپ جنگل میں پھر رہے تھے۔ لوگ آپ کو گھر لائے اور کہا لا الہ الا اللہ کہو فرمایا وہیں تو جا رہا ہوں۔ اور وفات ہوگئی۔ تاریخ وفات اور مزار شریف کا پتہ آج تک نہیں لگ سکا۔

# خواجہ ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے عہد کے مشہور کامل بزرگ تھے۔ شہر واسطہ میں رہتے تھے۔ اور حضرت جنید کے یاروں میں تھے۔ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے تھے۔ واقف اسرار توحید بھی تھے۔ مرو میں مقیم تھے۔ آپ کا ارشاد۔ کہ ایمان بڑی چیز ہے۔ جب آدمی کی رسائی دل تک ہوتی ہے۔ زبان گنگ ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اثبات توحید فساد فی التوحید ہے۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ حتی الوسع رضا سے کام لے۔ ایسا نہ ہو کہ رضا کام لینے لگے۔ پھر فرمایا کہ ایمان کہیں چالیسویں سال جا کر کامل ہوتا ہے۔ کیونکہ جناب حضور اکرم کو نبوت بھی چالیسویں سال عطا ہوئی تھی۔ اولیاء کے مراتب کی انتہا سے انبیاء کے مدارج کی ابتدا ہوتی ہے۔ وقت وفات لوگوں نے وصیت چاہی۔ تو فرمایا کہ اپنے اوقات کی حفاظت و نگرانی کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ آپ کے باپ کا نام محمدؐ بن موسیٰ تھا۔ سب مشائخ کے نزدیک آپ قابل احترام تھے

## حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی بن یوسف ہے۔ کنیت ابوالحسن ہے۔ آپ شیخ الاسلام تھے اور ۴۰۹ھ میں پیدا ہوئے۔ یکم محرم ۴۸۵ھ کو وفات پائی مزار شریف بغداد میں ہے۔ آپ قائم الیل اور صائم الدہر تھے۔ ہمیشہ نماز عشاء و تہجد کے درمیان قرآن مجید ختم کر لیا کرتے۔

## حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخرمی (رح)

مخدومی غلط ہے۔ مخرمی صحیح ہے۔ اس لیئے کہ مخرم بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے آپکی فضیلت کے لیئے صرف یہی بات کافی ہے۔ کہ حضرت پیر غوث الاعظم آپ کے مرید تھے ۱۰ محرم ۵۱۳ کو وفات پائی۔ آپ مشرباً حنبلی تھے۔ حضرت خضر نے آپ سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور مدرسہ باب الازج بغداد کے آپ بانی تھے۔ جو آپ کے بعد حضور غوث پاک کی نظامت و سرپرستی میں آگیا تھا۔

## حضرت ابوسعید خسراز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب لسان تصوف تھا۔ کیونکہ تصوف میں تقریباً چار سو کتابیں تصنیف کی تھیں۔ آپ بغداد کے تھے۔ حضرت ذوالنون۔ سری سقطی و بشر حافی سے بھی

ملاقات کی تھی۔ آپ کے دو بیٹے تھے۔ ایک نے آپ کی زندگی میں ہی انتقال کیا تھا۔ تیس برس آپ نے ایک پیراہن سے گذارے۔ آپ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ جب روزی کا کفیل ہے۔ مجھے جمع کرتے شرم آتی ہے۔ فرمایا اہل معرفت کا پہلا مقام عجز وانکساری ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ زبان گونگی کرے۔ دل کی زبان سے خدا کا ذکر کرے اور توکل اعتمادِ دل ہے۔ عزیز وقت کو عزیز کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔ تصوف حق تعالےٰ سے تعلق صاف رکھنے کا نام ہے۔ اور خلق عظیم یہ ہے کہ سوائے خدا کے کسی سے بھی محبت نہ ہو۔ تاریخ وفات و ولادت کا پتہ نہیں چلا۔ مزار شریف نواح بغداد میں ہے

## حضرت خواجہ ابو الفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد ماجد کا نام شیخ عبداللہ طرطوسی تھا۔ آپ حضرت خواجہ عبدالوحد تمیمی کے خلیفہ تھے۔ صاحب مقامات وکرامات تھے۔ توکل وتفرید میں یگانہ روزگار تھے تاریخ وفات ۳ شعبان ۴۴۷ھ ہے۔ مزار شریف طرطوس میں ہے۔

## حضرت شاہ ابو المعالی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

لاہور میں شاہ ابو المعالی صاحب کا محلہ اور مسجد قلعہ گوجر خان کے پاس مشہور ہے۔ وہیں آپ کا مزار شریف ہے۔ جہاں کبوتر بکثرت رہتے ہیں۔ گنبد مزار دور سے نظر آتا ہے۔ شوال میں آپ کا عرس ہوتا ہے۔ آپ واصل الی اللہ تھے بڑی خوبیوں کے حامل تھے۔ اور قرب وجوار میں بہت مشہور ہیں۔

# حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام علی ابن عبداللہ تھا۔ رہنے والے گرگان کے تھے۔ آپ مرید حضرت ابوعثمان مغربی کے تھے اور ارادت آپ کو خواجہ ابوالحسن خرقانی سے تھی۔ ۲۳ رصفر ۴۵۰ھ میں وفات پائی۔ مزار گرگان میں ہے۔ قطب وقت تھے علوم ظاہری و باطنی کے ماہر کشف میں مشاق۔ حضرت داتا گنج بخش فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ مجھے مشکل پیش آئی۔ میں نے قصداً آپ کے یہاں حاضری کا کیا گیا تو دیکھا کہ مسجد میں ستون کے سامنے کھڑے اور میری مشکل کا حل ستون سے فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ حضرت یہ واقعہ تو میرا ہے۔ فرمایا! لڑکے میں نے اس ستون کو گویا کیا تھا۔ اس نے تیری مشکل بیان کی۔ میں نے جواب دیا۔ حضرت داتا صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھا! درویش کو کم از کم کیا چاہیئے۔ فرمایا تین چیزیں اوّل یہ کہ پاروارشت۔ سینا جانتا ہو۔ دوسرے سخن راست کہنا۔ تیسرے زمین پر پائے راست رکھنا جانتا ہو۔ پارہ است سینا یعنی فقر کے لیئے سینا چاہیئے نہ کہ زینت کے لیئے۔ اور سخن راست یعنی حال کے ساتھ کہا سنا ہے۔ نہ کہ احسان کے ساتھ پائے۔ راست رکھنا۔ یعنی جو پاؤں رکھا جائے۔ دائرہ میں ہو۔ سب نے سُن کر مجھے دعا دی۔

# حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے بہت سے صحابہ کو دیکھا ہے۔ آپ حضرت جعفر صادق سے محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ شریعت و طریقت میں ممتاز درجہ پائے ہوئے تھے۔ حضرت ابراہیم ادہم وغیرہ کے استاد تھے۔ آپ نہایت سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔

ایک خواب بھی دیکھا تھا۔ کہ حضور کے روضہ مبارک سے ہڈیاں اکٹھی کر رہے ہیں چنانچہ اسکی تعبیر یہ نکلی۔ کہ فقہ و تفسیر میں بڑے وسیع النظر تھے۔ خلیفہ منصور نے عہدۂ قضا کے لیے آپ کا انتخاب کیا اور کہا میں اس قابل نہیں جب خلیفہ نے کہا آپ اس قابل ہیں تو فرمایا میں نے اگر جھوٹ کہا تو جھوٹا بھی قضات کے قابل نہیں۔ سچا ہوں تو میں قابل ہوں

ایک مرتبہ بچے گیند کا کھیل کھیل رہے تھے۔ گیند آپ کے درس گاہ میں جا پڑی کسی لڑکے کو جرات نہ ہوئی۔ مگر ایک لڑکا جا کر اٹھا لایا۔ آپ نے کہا۔ شاید یہ حلال زادہ نہیں۔ تحقیق کرنے پر یہ خیال آپ کا صحیح نکلا۔

آپ کوفی تھے۔ محمد بن حسن بڑے خوبصورت تھے۔ آپ سے درس لیتے تھے آپ انہیں دیوار کے پیچھے بٹھاتے تھے۔ آپ کبھی تنہائی میں بھی برہنہ سر نہیں ہوئے۔

آج یہ فیشن ہو گیا ہے۔ سوتے وقت آپ نے کبھی پاؤں بھی نہیں پھیلائے۔ بازار میں ذرا سی نجس مٹی آپ کے کپڑے پر گر پڑی۔ آپ نے سب کپڑا دھویا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ اتنی خفیف کو تو آپ نے جائز رکھا ہے۔ فرمایا وہ فتویٰ ہے یہ تقویٰ ہے۔

خلیفہ مہدی نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا۔ تو پوچھا میری عمر کتنی ہے۔

انہوں نے پانچ انگلیاں اٹھا دیں۔ آپ سے تعبیر پوچھی۔ فرمایا یہ اشارہ ہے۔ کہ ان پانچ باتوں کا علم کسی کو نہیں۔ قیامت کب ہوگی۔ بارش کب ہوگی۔ حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ موت کب آئے گی۔ کل کیا ہوگا۔ یحییٰ معاذ کہتے ہیں۔ میں نے حضورؐ سے خواب میں پوچھا۔ آپ کو کہاں تلاش کروں۔ فرمایا عند علم ابو حنیفہ۔ اس سے آپ کی اہمیت ظاہر ہے آپ کے والد کا نام نعمان تھا۔ آپ ذوالحجہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ سلسلہ نسب نوشیرواں سے ملتا ہے۔

۱۴ ار رجب ۱۵۰ھ کو وفات ہوئی۔ مزار بغداد گورستان خزران میں ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق فرماتے ہیں۔ آپ کے پاس کئی دفتر ورق احادیث کے تھے۔ جو آپ نے سُنی تھی۔ آپ مشہور و مستند آئمہ میں سے ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے تدوین فقہ کی حضرت امام شافعیؒ کا قول ہے کہ حضرت ابو حنیفہ رضؓ سے زیادہ عقل مند موجودہ زمانے میں نہیں پیدا ہوا آپ کی تجارت بھی بڑی وسیع تھی۔ کپڑے کی بغیر عیب ظاہر کیئے آپ کے ملازم نے اک کپڑا بیچ دیا۔ تقویٰ اس قدر تھا۔ کہ روپیوں کو آپ نے الگ رکھا ایک شخص جو آپ کا مخالف تھا آپ کو آکر بُرا کہنے لگا۔ آپ نے شاگردوں کو اسکی تنبیہ سے روکا۔ پھر اُٹھ کر مکان کو گئے وہ بھی بُرا کہتا ہوا ساتھ چلا۔ جب آپ کا گھر آیا تو رُک گئے۔ کہنے لگے بھائی میرا گھر آ گیا ہے۔ جو کچھ اور کہنا ہے کہہ لو۔

آپ سکوت پسند تھے ظہر کی نماز کے بعد قدرے سو جاتے تھے۔ اور آپ شب بیدار تھے۔ رقیق القلب تھے۔ آپ پانچسو رکعت شب میں پڑھتے تھے۔ صبح کو لوگوں سے سُنا کہ امام صاحب ایک ہزار رکعت پڑھتے ہیں۔ اس روز سے آپ نے ایک ہزار رکعت پڑھنی شروع کر دی۔ آپ کو خلیفہ نے قید بھی کر دیا تھا۔ آپ زہر سے شہید کیے گئے۔

آپ کا قول ہے اطمینان تعلقات کم کرنے سے ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ اور

حضرت معاویہ کی مخالفت کے متعلق کسی نے آپ سے سوال کیا۔ فرمایا۔ قیامت میں جن باتوں کی پرسش ہوگی۔ مجھے اس کے ڈر سے اس طرف توجہ کرنے کی مہلت نہیں۔ آپ ہی سے سلسلہ حنفی جاری ہوا۔

# حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ

اپنے زمانہ کے بڑے متقی اور واصلین حق میں سے تھے۔ اکثر مشائخ سے بھی آپ ملے تھے۔ حضرت جنیدؒ کا مقولہ ہے۔ کہ ابراہیم ادہم گروہ اولیاء کے علم کی کنجی ہیں ایک مرتبہ آپ حضرت امام اعظم سے ملنے آئے تو امام صاحب کے دوستوں نے کم نظری سے دیکھا فرمایا۔ ہوش میں آؤ ابراہیم ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ہم تو دوسرے کاموں میں بھی مشغول ہو جاتے ہیں۔ آپ شاہ بلخ تھے۔ شاہی کے زمانے میں اک مسجد جامع تعمیر کرائی تھی۔ اس کی کرسی بھی اونچی تھی۔ ایک مرتبہ بزمانہ فقیری جمعہ کے دن جو آپ کا اس طرف گزر ہوا مسجد میں جا بیٹھے۔ لوگوں نے آپ کے کپڑوں سے کراہت ظاہر کی اور ہر آنے والا آپ کو پیچھے ہٹاتا رہا ہٹتے ہٹتے آپ کنارے پر آگئے۔ اسی اثناء میں شاہ وقت کی سواری آگئی۔ جو حضرت ابراہیم ہی کے صاحبزادے تھے۔ افراتفری میں کسی کا دھکا لگنے سے آپ سیڑھیوں پر گر پڑے۔ اور اوپر کی سیڑھیوں سے نیچے تک گرتے چلے آئے۔ لیکن ہر سیڑھی پر سے جب گرے تو رونے لگے۔ شہزادہ اراکین حکومت اور عام پبلک سب دیکھ رہے تھے۔

اس عجیب حرکت پر سب کو تعجب ہوا شہزادہ نے بھی حکم دیا۔ اس فقیر کو بلاؤ۔ اس سے رونے اور ہنسنے کی وجہ پوچھیں۔ آپ تشریف لائے۔

تو شہزادہ پہچان گیا۔ قدم بوس ہوا۔ اور محل میں چلنے کا اصرار کیا۔ آپ نے توجہ نہ فرمائی پھر آپ سے پوچھا گیا۔ کہ ہر سیڑھی سے گرتے وقت خندیدگی اور نیچے پہنچ کر زاری کا سبب کیا تھا۔ فرمایا جب میں ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر گرتا تھا۔ اللہ کے دربار میں ایک درجہ بلند ہو جاتا تھا۔ میں خوش ہوتا تھا۔ رونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس دن کی خبر نہیں تھی۔ ورنہ سلطنت کا تمام خزانہ سیڑھیاں بنوانے ہی میں صرف کر دیتا۔

آپ کا فقیری اختیار کرنا از خود نہ تھا۔ بلکہ آپ محل میں سو رہے تھے۔ چھت پر دھماکا ہوا۔ آپ نے پوچھا کون ہے۔ آواز آئی میرا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ تلاش کر رہا ہوں فرمایا۔ اونٹ بھی بھلا چھت پر آسکتا ہے۔ اور ایک یہ بھی روایت ہے۔ کہ کوئی فقیر آپ کے دربار میں آیا۔ اور پوچھا یہ سرائے کس کی ہے۔ غلام نے کہا۔ سرائے نہیں ہے۔ دربار شاہی ہے۔ پوچھا اس سے پہلے کون دربار کرتا تھا۔ نام بتایا گیا۔ پوچھا اس سے پہلے پھر نام بتایا گیا۔ تو کہا وہ یکے آید و دیگرے ہے رود،، پھر تو یہ سرائے ہی ہوئی۔ آپ بڑے متاثر ہوئے۔ اور فقیر کے پیچھے ہو لیے۔ جو واقع میں حضرت خضر تھے۔ بہرحال آپ نے فیقری لے لی۔ اور شاہی خلعت اتار دیا۔ جنگل سے ہفتہ بھر میں ایک دن لکڑیاں لاتے اور چھ دن عبادت الٰہی میں گزارتے۔

ایک دفعہ شب کو نماز میں سردی محسوس ہوئی۔ آپ کو خیال ہوا۔ اس وقت آگ ہوتی۔ فوراً ایک پوستین آپ پر آپڑا جسکی گرمی میں آپ نماز پڑھ کر سو گئے۔ صبح کو اٹھے تو دیکھا کہ اژدہا ہے۔ عرض کیا الٰہی قہر بصورت مہر دیکھ کر بھی ڈر لگتا ہے۔ اژدہا چلا گیا۔

آپ عازم مکہ ہوئے اور آپ کی شہرت دور دور ہو گئی۔ چالیس سال میں مکہ پہنچے۔ لوگ آپ کے استقبال کو نکلے۔ آپ ہی سے آپ کو پوچھا۔ کہ ابراہیم کون ہیں۔

فرمایا۔

تم اُس زندیق سے کیا لوگے ۔ لوگوں نے آپ کو مارا اور کہا "تو زندیق ہے" فرمایا یہی تو میں نے کہا تھا۔ جب تحقیق ہوئی۔ تو سب نے آپ سے معذرت کی۔ اور بہت لوگوں نے بیعت کی۔ آپ کے صاحبزادے جب مکہ پہنچے اور آپ کی تلاش کی تو بتایا گیا۔ کہ وہ لکڑیاں لینے گئے ہیں۔ آتے ہوں گے۔ بتانے والوں نے ظاہر کیا۔ کہ وہ ہمارے شیخ ہیں شام کو جب آئے۔ لکڑیاں بیچ کر خیرات کیں۔ روٹیاں لے کر مریدوں کے پاس آئے۔ بیٹا سامنے آیا۔ آپ نے بہ نظر محبت دیکھا۔ اور پوچھا قرآن پڑھا ہے۔ کہا الحمدللہ آپ کی بیگم بھی اس کے ساتھ تھیں۔ آپ کو دیکھ کر روتی تھیں۔ اُس وقت آواز آئی۔

ابراہیم ہماری دوستی کا دعویٰ اور توجہ دوسری طرف آپ دست بدعا ہوئے الہی اس کی جان لیلے۔ اللہ اکبر۔ خدا کی محبت آسمان نہیں۔ آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے الہی مجھے معصیت کی آفتوں سے بچا کسی نے پوچھا کہ کیا درویشی خریدی جاسکتی ہے فرمایا ہاں میں نے تو بلخ کی بادشاہت دے کر خریدی ہے آپ کا قول تھا۔ قیامت میں وہی عمل بھاری ہوگا۔ جس کا کرنا آج گراں ہے۔ یہ بھی ارشاد تھا۔ کہ مردوں کا درجہ نماز روزے سے نہیں ملتا۔ مگر حلال رزق سے علم کم ہو یا زیادہ مگر یقین پورا ہونا چاہیئے آپ سردی کے موسم میں رات بھر مسجد کے دریں اس لئے کھڑے رہتے کہ اندر سونے والوں کو ہوا نہ لگے۔ ع

## طریقت بجز خدمت خلق نیست

پندرہ پندرہ دن آپ نے ریت پھانک کر گزارے ہیں۔ کئی حج پیادہ کیئے تھے۔ آپ اپنی معیت میں رہنے والوں سے یہ وعدہ لے لیتے تھے۔ کہ خدمت سب کی میں کروں گا۔ آج کل کے پیران طریقت پیران عظام اس اسوۂ حسنہ

سے درس میں آپ سے کسی نے سوال کیا اس راہ میں کبھی مسرت بھی حاصل ہوئی؟
فرمایا کئی مرتبہ ایک دفعہ کشتی پر اہل کشتی میرا مضحکہ اڑا رہے تھے۔ کہ طوفان آگیا لوگوں نے طوفان فرد ہونے کے لیئے مجھے دریا میں ڈالنا چاہا۔ اس وقت مجھے بڑی مسرت حاصل ہوئی تھی۔ ایک دفعہ ایک مسجد میں سونے گیا۔ لوگوں نے مجھے دھکے دیدیئے میری پوستین کی جوئیں انگ کاٹ رہی تھیں۔ میں بہت درماندہ تھا۔ مگر دل بڑا خوش ہوا۔

ایک دفعہ آپ نے کسی متوکل سے پوچھا، تم کہاں سے کھاتے ہو۔ اس نے کہا خبر نہیں روزی دینے والے سے پوچھو۔ آپ آلتی پالتی مار کر کبھی نہ بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ سے کسی نے پوچھا۔ آپ کس کے بندے ہیں۔ تو آپ نے رو کر فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں۔ بندہ کہنے پر حق بندگی طلب نہ کیا جائے۔ پھر فرمایا جب تک بیوی کو بیوہ اولاد کو یتیم نہ کرتے۔ کتوں کی طرح نہ سوے مردوں کی صف میں نہ بیٹھے۔ ایک دفعہ چند مشائخ نے آپ کو اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیا کہ ابھی آپ میں سے شاہی کی بو آرہی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔

بندھے کو کھولدے کھلے ہوئے کو باندھدے

یعنی تھیلی کا مونہ کھولدے۔ زبان کو باندھدے آپ فرماتے ہیں گناہ کرے تو اسکی روزی نہ کھا اس کے ملک میں رہے تو نافرمان نہ بن گناہ کرے۔ تو ایسی جگہ جہاں کوئی نہ دیکھے یا تو ملک الموت کی آمد روک دے یا توبہ کر نکیرین کو قبر میں آنے سے نہیں روک سکتا۔ تو جواب کے لیئے آمادہ رہ۔

ایک دفعہ چند مشائخ نے آپ سے پوچھا کہ حضرت دعا پوری کیوں نہیں ہوتی فرمایا قرآن پر عمل نہیں رسول پاک کا اتباع نہیں خدا کا شکر نہیں۔ بہشت کی طلب نہیں دوزخ کا ڈر نہیں شیطان سے عداوت نہیں موت سے عبرت نہیں۔

دعا کیونکہ قبول ہو کسی نے کہا۔ حضرت گوشت گراں ہو گیا۔ فرمانا خریدنا چھوڑ دو ارزاں ہو جائے گا۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے آبادی کا رستہ پوچھا۔ آپ نے قبرستان کا اشارہ کر دیا۔ اُس نے کہا مذاق کرتے ہو۔ فرمایا جسے تم آبادی سمجھتے ہو۔ وہاں سے بھی سب یہیں آئیں گے۔

ایک دفعہ آپ لب دریا گودڑی سی رہے تھے۔ کسی نے کہا۔ حضرت شاہی چھوڑ کر کیا لیا۔ آپ نے اپنی سوئی دریا میں پھینک کر کہا۔ مچھلیو میری سوئی لاؤ۔ دیکھا کہ دریا کے کنارے دریا کے جانور ہزاروں سوئیاں سونے چاندی لوہے کی لیے ہوئے موجود تھیں۔ آپ نے اپنی سوئی اور فرمایا حاصل کردہ نعمتوں میں کم از کم ہے۔

آپ کے مزار کا صحیح پتہ نہیں بعض کہتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کے قرب و جوار میں ہے۔ بعض بغداد میں بتاتے ہیں۔ بعض شام میں بہر حال اللہ تعالیٰ قبر پر رحمت کے پھول برسائے ایک سو دس برس کی عمر پائی۔ تاریخ وفات ۲۶ رجمادی الاوّل سنہ ۱۶۶ھ ہے۔

# حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت فاروق کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام بھی عمر تھا۔ آپ مرید حضرت جلال الدین کبیر الاولیا کے تھے۔ ۵ ارجمادی الثانی سنہ ۸۳۷ھ کو وفات پائی۔

مزار قصبہ ردولی میں ہے۔ آپ ولی مادر زاد تھے۔ اور صاحب تصرف آپ کے جدِ امجد کو ارادت حضرت چراغ دہلی سے تھی۔ جب آپ ۷ برس کے تھے والدہ

تہجد کو اٹھتی تھیں۔ آپ بھی اٹھ کر نماز پڑھتے۔ بارہ برس کی عمر میں آپ سفر کو نکل کھڑے ہوئے آپ کے بھائی دلّی میں رہتے تھے۔ آپ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے ہر چند چاہا کہ کچھ پڑھے مگر آپ کا رجحان علم باطنی کی طرف تھا۔ بھائی نے شادی کرنی چاہی۔ تو آپ پانی پت پہنچ گئے۔ اور حضرت کبیر الاولیاء سے بیعت کی۔ حضرت کبیر الاولیاء کی ایک جگہ دعوت ہوئی۔ وہاں چند خلاف طبع باتیں دیکھیں تو آپ نے کلاہ شیخ کا عطیہ شیخ کو واپس کر دی اور چلد یئے۔ مگر راہ بھول گئے۔ بڑے حیران ہوئے۔ آخر پھر شیخ کی قدم بوسی کی۔ آپ نے فرمایا! پاک رہ۔ اور سوائے پاک کے کچھ نہ دیکھ۔

آپ اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے حق حق حق فرمایا کرتے تھے۔ آج تک آپ کے اہل سلسلے میں یہ طریقہ جاری ہے۔ سیاحت بھی بہت کی۔ پیر کے انتقال کیوقت بھی موجود نہ تھے۔ وہ اپنے فرزندوں کو وصیت کر گئے۔ کہ تمہاری دستگیری کو شیخ احمد عبد الحق کافی ہے۔ اور اپنا خرقہ آپ کے لیئے امانت دے گئے۔ جب آپ سے واپس پانی پت آئے تو خرقہ پہنا۔ مرشد زادوں کی تکمیل کی۔ اور پھر وطن گئے۔ اور حضرت شیخ صلاح درویش کے مزار پر فاتحہ پڑھی اور خیال کیا۔ کہ ایک مصلّے اور گھڑا ہوتا تو یہیں رہتا۔ مزار مبارک سے آواز آئی۔ احمد حوض میں سے دونوں چیزیں نکال لو۔ آپ نے حوض میں کود کر ایک گھڑا اور جھلنگا چارپائی کا نکالا۔ گویا وہی مصلا تھا۔ آپ نے قیام فرمایا اور مخلوق کو ہدایت کی۔ آپ کی ریاضتیں ایسی تھیں۔ کہ آج تک اہل سلسلہ میں کسی نے نہیں کیں۔ تمام عمر صرف ایک خرقہ میں رہے۔ ایک قبر کھودی چھ مہینے اس میں اللہ اللہ کی خدام نے لحاف میں لپیٹ کر نکالا۔ حضرت علی نے آپ کو دعائے حیدری تعلیم کی۔ جو آج تک اس سلسلے میں ہے۔ آپ دنیا کے ذکر سے بھی لرزتے تھے۔

جامع مسجد میں سب سے پہلے جاکر جھاڑو دیتے۔ قاضی رضی نے چار گاؤں کا فرمان شاہی پیش کیا تو

فرمایا توبہ کرو۔ رزق کا ذمہ لیتے ہو۔ یہ کہہ کر فرمان واپس کردیا۔ سماع کے بحد شائق تھے اک گویئے نے آپ کو گانا سنایا۔ آپ نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے۔ عرض کیا خرقہ فرمایا اور کچھ مانگ اس نے پھر خرقہ مانگا۔ ناچار خرقہ اُتار کردے دیا۔ تیسرے روز اس نے خرقہ واپس کردیا۔ اور عرض کیا تین دن پہنا۔ اب مجھ میں تاب نہیں اُسے جذام ہوگیا۔ اور آجتک اس کی نسل میں ایک نہ ایک کو جذام رہتا ہے۔ آپ کا قول تھا۔ خدائے تعالیٰ کے ناموں میں سب سے بہتر نام حق ہے۔ آنے والوں سے آپ نام پوچھا کرتے۔ پھر آباؤ اجداد کو پوچھتے۔ تب کہیں جاکر سمجھتے اور فرماتے اچھا تم فلاں ہو۔ توجہ ظاہری بالکل فنا ہو چکی تھی۔ سوائے بعض حالتوں کے۔ آپ کی کرامتیں بحد بے شمار ہیں۔

# شیخ الاسلام ابو نصر احمد جام رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے والد کا نام ابوالحسن تھا۔ جام کے رہنے والے تھے۔ آپ اویسی نسبت حضرت امام علی موسیٰ رضا سے رکھتے تھے۔ اور مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کے تھے اور پیر حضرت خواجہ قطب مودود چشتی کے ولادت آپ کی سنہ ۴۴۱ھ میں اور وفات سنہ ۵۳۶ھ میں ہوئی۔ عمر بچانوے سال پائی۔ مزار شریف موضع جام میں ہے۔ اور آپ حضرت جریر بن عبداللہ صحابی کی اولاد سے ہیں۔ جن کو حضرت عمر فاروق نے یوسف اُمت کا لقب دیا تھا۔ آپ امی تھے۔ اور خراباتی۔ بائیس سال کی عمر میں توفیق الٰہی شامل حال ہوئی اور اٹھارہ برس بحنت ریاضت میں گزارے۔ تین سو زائد کتابیں تصنیف کیں۔ تصوف آمیز اشعار کہے دو لاکھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آپ کے فرزند ظہیر الدین عیسٰی اپنی کتاب رموز الحقائق میں لکھتے ہیں۔ کہ میرے والد کے ہاتھوں پر چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی۔ آپ جنگلوں میں پھرتے تھے حضرت شیخ

ابوسعید ابوالخیر کو ایک خرقہ حضرت ابو بکر صدیق کا پہنچا تھا۔ کہ وہ حضرت احمد جام کو پہنچا دیں حضرت شیخ کے مریدوں میں چالیس ولی ہیں۔ آپ بھی انہیں میں ہیں۔ آپ کی پالکی بڑے بڑے بزرگ اٹھانا سعادت سمجھتے تھے۔ کرامتیں بھی بہت سی آپ سے صادر ہوئیں۔

# حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی (رح)

آپ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ شیخ عبدالواحد فاروقی آپ کے والد کا نام تھا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ آپ کے پیر و مرشد تھے۔ ۲۵ صفر ۱۰۳۴ھ شنبہ کو بعہد جہانگیر انتقال ہوا۔ مزار شریف سرہند ریاست پٹیالہ کے قریب ہے۔ ریش مبارک دراز اور گھنی تھی۔ محبوبانہ صورت باریک و دراز آنکھیں فتوحات ظاہری و باطنی کا سرچشمہ ہی آپ ہیں تھے۔ بلکہ عالم فاضل اور فقیہ و حافظ بھی تھے بڑے سے بڑے مشکل اور رفیق مسائل اک آن واحد میں حل فرمادیا کرتے تھے۔ احادیث کی کنہ کو بھی سمجھتے تھے۔ تھوڑی سی عمر میں ہی مہارت تمام علوم میں حاصل کر لی تھی۔

آگرہ میں بوجہ دار الخلافت ہونے کے ہر فن کے اہل کمال جمع تھے۔ آپ بھی وہاں پہنچے اور امتیازی شہرت حاصل کی ابوالفضل وغیرہ بھی آپ سے آکر ملے اور لپنے یہاں بھی لے گئے۔ ابوالفضل اس زمانے میں تفسیر بے نقط لکھ رہے تھے۔ آپ نے اکثر موقعوں پر مدد کی پھر آپ کے والد آپ کو سرہند لے گئے اور راستے ہوئے تھانیسر میں ایک رئیس نے حسب لبشارت بنوی اپنی لڑکی سے آپ کی شادی کر دی۔ آپ کو اپنے والد سے قدوسی چشتی سلسلہ کی خلافت بھی ملی۔

۱۰۰۸ھ میں حج کے ارادہ سے دلی پہنچے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ کا شہرہ سنا۔ حاضر خدمت ہوئے۔ اور عزم حج ظاہر کیا۔ فرمایا عزم

مبارک ہے ۔ مگر توقف لازمی ہے ۔ اور چند روزہ قیام ہی میں بہت سی باطنی نعمتوں سے نوازا ۔ اور ایک جماعت طالبانِ خدا کی معیت کے ساتھ آپ کو سرہند سے رخصت کیا ۔ آپ ایسے مرید تھے ۔ کہ آپ کے پیر آپ کا احترام کرتے تھے ۔ اپنے پیرو مرشد کے صاحبزادگان حضرت خواجہ عبیداللہ و عبداللہ بھی آپ کی سرپرستی میں بعد وفات خواجہ صاحب رہے ۔ پیر و مرشد کا عرس کرنے ہر سال دلی میں آتے ۔

حاسدوں نے جہانگیر کے دربار میں شکایتیں کیں ۔ اور مزاج شاہی برہم کر دیا ۔ آپ جہانگیر سے ملے ۔ سجدہ تحیت سے انکار پر گوالیار کے قلعہ میں قید کر دیئے گئے ۔ وہاں آپ نے اس قدر سکون و ضبط سے کام لیا ۔ کہ جہانگیر خود اپنے اقدام سے شرمندہ ہوا ۔ اور آپ کو رہا کیا ۔ حتیٰ کہ آپ کا مرید بھی ہو گیا ۔ اور ساری عمر اُسے یہ ندامت رہی کہ آپ کو قید کی تکلیف کیوں دی ۔ اس لیئے آپ سے عفو و بخشش کا ہمیشہ خواہاں رہا

آخر ایک دن آپ نے فرمایا ۔ جہانگیر ! تو اطمینان رکھ تجھے ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا ۔ دین کے ارکان میں جو جمود اور سستی پیدا ہو چلی تھی ۔ وہ آپ کے فیض و برکات سے دُور ہوئی ۔ اور دنیا نے آپ کو زمانے میں مجدد تسلیم کر لیا ۔ حضرت مولا سے بھی براہ راست آپ نے فیض حاصل کیا تھا ۔

اتفاقیا بھی کبھی آپ سے کوئی سنت ترک ہو جاتی تھی ۔ تو آپ کو شاق گزرتا تھا ۔ قرآنی اسرار کے تو آپ ماہر تھے ۔ آپ کے مکتوب علم تصوف میں اک نمایاں اضافہ کا سبب بنے ۔ کرامتیں بھی اکثر و بیشتر ظاہر ہوئیں ۔ ایک سید صاحب جو حضرت غوث الاعظم سے عقیدت رکھتے تھے ۔ آپ کی خدمت میں حاضر تھے ۔ کہ آپ نے فرمایا حضرت محبوب سبحانی کی زیارت کرنی ہو تو قطب تارہ کی طرف دیکھو ۔ چنانچہ وہ زیارت سے مشرف ہوئے ۔

# حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

احادیث کے حافظ پرہیز گاری کے منبع بڑے بڑے مشائخ سے فیض یافتہ۔ آپ نے قرآن کو مخلوق نہیں کہا۔ حکومت کی طرف سے کوڑے لگے۔ ہاتھ پاؤں بندھوا کر ازار بند ٹوٹ گیا۔ تو غیبی ہاتھ نے پیدا ہو کر باندھا۔ آپ چھوڑ دیئے گئے۔ اور تازیانے مارنے والوں کو کچھ نہ کہا۔ نام احمد تھا۔ باپ کا نام ابو عبد ۱۶۴ھ میں بمقام بغداد پیدا ہوئے۔ اور ۱۲ ربیع الاول ۲۴۲ھ کو وفات پائی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔ آپ امام شافعی کے شاگرد تھے۔ آپ نے بغداد کی کوئی چیز کبھی نہیں کھائی۔ فرماتے تھے۔ یہ زمین حضرت عمر رضؓ نے غازیوں کے لیے وقف کر دی تھی۔ قائم اللیل صائم النہار تھے۔ آپ نے ایک طباق گروی رکھا تھا۔ جب لینے گئے تو اس نے دو طباق لا کر رکھ دیئے۔ کہ ان دونوں میں سے جو آپ کا ہو لے جائیے۔ آپ نے کہا میں پہچانتا ہوں۔ وہ اٹھ کر واپس چلے آئے۔ آپ اس بات سے بڑی نفرت کرتے تھے۔ کہ کوئی آپ کو بزرگ سمجھے جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا۔ معاملے کا جواب دیدیتے۔ حقائق کو کہہ دیتے کہ بشر حافی سے پوچھو۔ آپ کا ارشاد ہے۔ کہ رضا ہر کام کو مرضی خدا کو سونپ دیتا ہے۔ آپ نے ذوالنون مصری۔ سری سقطی اور معروف کرخی کا زمانہ پایا

# حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب تصانیف کثیر۔ اہل ریاضت بہت سے مریدوں کے پیر حضرت حاتم اصم کے مرید لشکریوں کا سا لباس پہنتے تھے۔ آپ کی اہلیہ بھی بڑی نیک تھیں حضرت بایزید سے بھی ملے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت بایزید نے پوچھا کہ فاطمہ مہندی کیوں لگائی ہے۔ عرض کیا آج آپ کی نظر میری مہندی پر پڑی ہے۔ اب مجھے آپ کی صحبت حرام ہوگئی۔ پھر نشیاپور آئے۔ آپ کے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا ورم آگیا مگر آپ نے فرمایا لے یہ ڈول وضو کر جب کوئی چیز آئے گی۔ ہم تجھے دیں گے۔ ہمارے گھر سے خالی نہ جا پھر آپ نے اُسے ایک سَو دینار دیئے چور نے کہا۔ حضرت ایک رات نماز پڑھنے کا یہ صلا ملا ایں مجھے تو آپ مرید کر لیجئے۔ آپ فرماتے تھے نفس کو مار جو خود زندہ ہوتا ہے۔ وقت آخر قرض خواہ جمع ہوئے۔ آپ نے دعا کی کہ کسی نے آواز دی۔ اے شیخ کے قرض خواہو اپنا اپنا روپیہ لے جاؤ۔ پھر آپ کی وفات ہوئی۔

# حضرت خواجہ امیر الدین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ دھرم کوٹ میں ۱۲۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم حاصل کی۔ حضرت سید امام علی شاہ صاحب سے بیعت کی اور تھانہ دار تھے۔ مگر نماز کے بڑے پابند تھے۔ تین برس کی ملازمت کے بعد مستعفی ہو گئے۔ اور پیر کی خدمت میں آئے طلب

صادق پر مختلف ہونے کا حکم ملا پھر شرقپور پہنچے اور حضرت شیر ربانی کی کشش نے رنگ دکھایا۔ اب لوگ بابا صاحب کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ سوا سو ۱۲۵ سال کی عمر میں بھی گھنٹوں دوزانو بیٹھے رہتے تھے۔ ڈھائی سال فالج کی تکالیف سہیں۔ آخر ۹ ذلیقعد ۱۳۳۱ھ کو وصال ہوا۔ کوٹلہ پنجو بیگ میں مزار بنا۔ آج کل آپ کے پوتے جناب خورشید احمد صاحب سجادہ نشین ہیں۔ اور روحانی فیض حضرت شیر ربانی کے توسط سے جاری ہے۔ آپ کا قول تھا۔ کہ بغیر حضور رسالتمآب کے اتباع کے رب العزت کا قرب ناممکن ہے۔

## حضرت الحاج شاہ امداد اللہ صاحب مہاجر مکی (رح)

آپ اک ایسے خدا رسیدہ اور زاہد درویش تھے۔ کہ بہت سے عالم آپ کے کفش بردار تھے۔ اور بہت سے مشائخ کے ہمعصر ہونے کے علاوہ بہت کو مشائخ بنا دیا۔ ۶ رجمادی الثانی آپ کے وصال کی تاریخ ہے۔ آخر زمانے میں غدر کی جنگ آزادی کے بعد ہجرت فرمائی تھی۔ انگریز کے خلاف ہندوستان میں جہاد کیا تھا مولٰنا محمد قاسم صاحب نانوتوی مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی۔ حاجی سید عابد حسین صاحب صابری دیوبندی مولٰنا محمد عبد السمیع صاحب گنگوہی۔ مولف انوار ساطعہ میرٹھی۔ مولنا شاہ بہاؤ الدین صاحب قادری۔ مرشد آبادی وغیرہ جیسے بزرگان کرام وعلمائے عظام آپ کے خلفاء میں سے تھے۔ معاصرین میں سیدنا حاجی وارث علی شاہ۔ مولٰنا غوث علی شاہ صاحب پانی پتی۔ سائیں توکل شاہ صاحب انبالوی میاں راج شاہ صاحب سوہڑ شریف شاہ۔ خاموش شاہ صاحب حیدر آبادی مولٰنا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی جیسے مقدس حضرات تھے۔

دنیا آپ کی اہلیت وقطبیت کی معترف ہے۔ مزار شریف مکہ معظمہ میں ہے۔

# بی بی اللہ رکھی سدا سہاگن رحمۃ اللہ علیہ

آپ قوم قصاب سے تھے۔ پیدائشی مجذوب عرصہ تک برہنہ پن میں گزاری رحمۃ اللہ نام تھا۔ سن بلوغ کو پہنچے۔ تو کلیر شریف حاضر ہوئے۔ اور وہاں نقاب پوش ہو کر سدا سہاگن کا لباس پہن لیا۔ اللہ رکھی نام مشہور ہو گیا۔ رحمت اللہ کے نام سے چڑنے لگے۔ سٹہ باز اکثر گھیرے رہتے تھے۔ سیف زبانی کے کرشمے بھی دیکھے گئے۔ انتقال بمقام میرٹھ ہوا وہیں پیدا ہوئے تھے۔ مزار بھی وہیں کے گورستان میں بنا۔ ان کی برادری کے لوگ سالانہ فاتحہ بھی کرانے ہیں۔ میرٹھ میں بیرونی سارڈھی گٹیا مزار ہے۔ شوال کے مہینے میں انتقال ہوا۔

# حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

آپ امکنہ مضافات سمرقند کے رہنے والے تھے۔ سنہ ۹۱۸ھ ولادت ہے اور تاریخ وفات ۲۲ شعبان سنہ ۱۰۰۸ھ ہے۔ مزار و مولد ایک ہی مقام ہے۔ اپنے حالات کا اخفا اس قدر مدنظر تھا۔ کہ کوئی بات یا کرامت ظاہر نہ ہونے دی۔ آپ کی عظمت اور تقدیس اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ جیسی محترم و بزرگ ہستی آپ کی خلافت لیئے ہوئے تھی۔ اور وہ آپ کے ایک ہی مرید ایسے تھے۔ جن سے تمام سلسلہ اب تک روشن ہے۔

# شیدائے نبی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اویس قرنی خیر التابعین باحسان و عطف اور یہ بھی حضور فرمایا کرتے تھے۔ کہ نسیم محبت یمن کی طرف سے آتی ہے۔ اور حضرت اویس ہی ہیں۔ جنکی شفاعت سے ربیعہ و نفر کی بکریوں کے بالوں کی برابر امتیان محمد رسول اللہ بخشے جائیں گے۔ آپ اپنی والدہ ضعیفہ کی خدمت کی وجہ سے حضور کے دیدار سے باسباب ظاہر قاصر رہے بلیکن وقت وفات سرکار دو عالم نے وصیت فرمادی تھی۔ کہ میرا جبہ اویس قرنی کو دیا جائے۔ بعد وفات شریف حضرت عمر رض اور حضرت علی رض حسب وصیت آپ کا جبہ لے کر قرن میں آپ کے پاس پہنچے۔ اور پوچھا کہ اے اویس رض باوجود اس عشق و محبت کے تم باسباب ظاہر حضور کی زیارت سے مشرف کیوں نہیں ہوئے۔ جواب دیا کہ دیکھنے والے خود ادب سے نیچی نظریں رکھتے تھے۔ میں ہی حاضر ہوتا تو کیونکر دیکھ لیتا۔ میری والدہ ضعیف اور نابینا ہیں۔ ان کی خدمت نے مجھے حاضری سے قاصر رکھا۔ پھر آپ کا جبہ شریف لے کر مستانہ وار وجد کرنے لگے۔ اور بخشش امت کی دعائیں مانگنے لگے۔ اللہ اللہ یہی اویس تھے۔ جب جنگ احد میں دندان مبارک کے شہید ہونے کی خبر انہوں نے سنی تو اپنے تمام دانت پتھر سے توڑ لیے کہ خدا جانے محبوب کا کون سا دانت شہید ہوا ہے۔ ؎

اکیلے بیقرار ان محبت کس طرح رہتے!
شہیدان احد میں آپ کا دندان بھی شامل ہے

حضرت فاروق رض نے حضرت اویس رض سے کچھ نصیحت چاہی تو کہا خدا کے سوا کسی کو نہ پہچانو۔ جو خدا کو جانتا ہے۔ وہ کسی کے ساتھ انس کیونکر رکھ سکتا ہے چھوٹے سے چھوٹے

گنہ کو بھی چھوٹا نہ سمجھو۔ آپ رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ کسی نے پوچھا خدا پر یقین کسطرح جمے فرمایا۔ جو تجھے حاصل ہے۔ اس پر قناعت کر اور سوا اس کے کسی دوسری طرف مشغول نہ ہو۔ آپ کا قول ہے۔ سلامتی تنہائی میں ہے۔ ظاہری تنہا رہنا ٹھیک نہیں دل میں کسی غیر کو جگہ نہ دو۔ فرمایا بندگی عاجزی میں ہے۔ سرداری سچائی میں ہے۔ فخر فقیری میں ہے۔ بزرگی قناعت میں استغنائی توکل میں۔ جب لڑکے آپ کو دیوانہ سمجھ کر پتھر مارتے تو کہتے اس طرح مارو کہ خون نہ نکلے۔ وضو نہ ٹوٹے۔ ہائے ہائے

یارب بچہ سازد باسنگ طفلاں

نازک دل من بینا دل من

جنگ جمل میں حضرت علی کے ساتھ ہو کر آپ کا لڑنا ثابت ہے۔ اور شہید ہونا بھی چونکہ آپ بظاہر کسی سے بیعت نہ تھے۔ مگر باطناً فیضیاب رسالت تھے۔ اسی لیے اب بھی اگر باطنی فیض کسی بزرگ سے کسی کو ہوتا ہے۔ تو اس کو اویسی نسبت کہتے ہیں۔

---

# سیدنا حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ برگزیدہ سادات سے ہیں۔ آپ کی کرامتیں بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ خلیفہ نے آپ کو بارادہ فاسد بلا کر قتل کرنا چاہا۔ مگر ہدیہ دے کر آپ کو رخصت کیا ارا کین نے وجہ پوچھی تو کہا۔ آپ کے دہنے بائیں دونوں طرف دو شیر تھے۔ جن سے مجھے اپنی ہلاکت کا ڈر ہوا۔ آپ کا قول تھا۔ جو سوالی دعا کرتا ہے۔ اُسے کوئی رد کرنے والا نہیں۔ اگر

روتے رہتے تھے۔ کسی شخص نے وجہ گریہ پوچھی فرمایا۔ یوسف علیہ السلام کے لئے حضرت یعقوب روتے رہتے تھے۔ میں تو اٹھارہ آدمی کربلا میں کھو چکا ہوں۔ پھر کیوں نہ روؤں۔ آپ ۳ رصفر ۵۷ھ کو پیدا ہوئے تھے۔ اور ۷ رذوالحجہ ۱۱۲ھ کو وفات پا گئے۔

# حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام سید امیر تھا۔ مولد و مسکن سوفار پیشہ کاسہ گری تھا۔ اس لئے کلال مشہور ہو گئے۔ ۵ رجمادی الاول ۷۷۳ھ کو وفات پائی۔ آپ یگانہ روزگار اور مادر زاد ولی تھے۔ کشتی گیری کا شوق بھی تھا۔ حضرت خواجہ بابا سماسی ایک روز انہیں دیکھنے لگے۔ حضرت کی کشش باطنی رنگ لائی اور بیس برس تک پیر و مرشد کی خدمت میں رہے حسب وصیت مرشد حضرت خواجہ بہاؤالدین صاحب نقشبند کی تربیت فرمائی۔ چار صاحبزادے تھے۔ جنہیں خلفاء کی سپرد کر دیا تھا۔ کہ وہ تربیت کریں۔

# طوطی ہند حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

آپ عارف باللہ واقف اسرار و شہود، ساتھ ہی فارسی ہندی کے بہت بڑے شاعر علم موسیقی اور اردو شاعری کے ماہر و موجد بھی تھے۔ آپ کے والد سیف الدین بلخ کے امیرزادے تھے۔ جو ہجرت کر کے شمس الدین التمش کے زمانے میں ضلع ایٹہ آ کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت امیر ۶۵۳ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ علم فقہ منطق اور حدیث پڑھ کر فضلا میں شمار ہونے لگے تھے۔ علوم باطنی میں حضرت سلطان المشائخ کے آپ محبوب و مرید تھے۔ پیر مرید سے مانوس مرید پیر کا دلدادہ اولٰی عقیدت یہ ہے کہ

کہ شیخ کی پرانی جوتی پانچ لاکھ روپیہ میں خریدی۔ جس پر بھی حضرت سلطان الاولیاؒ نے فرمایا کہ خسرو ارزاں خریدی۔ عرض کیا نفی بالا کن کہ ارزانی ہنوز؛ اس قدر یک جہتی دونوں میں تھی کہ تاریخ وصال بھی شیخ کی ہوئی ۱۷ ارشوال ۷۲۵ھ قبل از وفات روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دوہا پڑھا تھا۔

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈالے کیس
چل خسرو گھر اپنے سانجھ بھئی چوں دیس

پھر سفر آخرت اختیار فرمایا۔ تقریباً آپ کی ۹۹ تصنیفات ہیں۔ آپ نے بہتر سال کی عمر میں گیارہ سلطنتیں دیکھیں۔ درگاہ حضرت سلطان المشائخ کے پائیں۔ آپ کا مزار ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔ مقبول ترین اولیاء میں سے ہیں۔ حضرت محبوب الٰہی کا پائیں مزار ہے وہ ادیب بھی تھے۔ مفکر بھی تھے۔ مفکر بھی صوفی بھی تھے۔ عالم بھی۔ موسیقی کے موجد بھی تھے۔ شاعر مقبول بھی۔ صاحب درد بھی۔

# سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت بلال حبش کے رہنے والے تھے۔ ان کا رنگ قدرتی طور پر سیاہ تھا۔ آنکھیں نہایت مخمور اور پرکیف۔ چہرہ کتابی اور قد لمبا تھا۔ جس کے متعلق مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت بلال رضؓ لوگوں میں درخت کی طرح نمایاں نظر آتے تھے۔ ان کی آواز اس درجہ پر درد اور مؤثر تھی کہ سننے والوں کے دل دہل جاتے تھے۔

اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پیشتر آپ مذہبات پرست تھے۔ بتوں کی عظمت والوہیت کے قائل تھے۔ مگر جب ۶۱۱ء میں حضور آقائے دوجہاں منصب نبوت

پر سرفراز ہوئے۔ تو آپ رضؓ نے حضورؐ کی دعوت حق کو قبول کیا۔ اور اسلام کے جان نثار پروانے بن گئے جس وقت حضرت بلال رضؓ اسلام لائے۔ ہر طرف جہالت کی حکمرانی اور بت پرستی کا دَور دورہ تھا۔ اور بت پرستوں کے عقائد کے خلاف ایک حرف بھی نکالنا انتہائی جرم تھا۔ اسلام کا نام لینا تو موت کو دعوت دینا تھا۔ حضرت بلال رضؓ امیہ بن خلف بُت پرست کے غلام تھے۔ اُسے جب معلوم ہوا کہ بلال رضؓ مسلمان ہو گئے ہیں تو وہ اُن کی جان کو آ گیا۔ اور اُن پر وہ ہوش رُبا مظالم ڈھائے گئے۔ جن کے تذکرہ سے بھی رواں کانپ اٹھتا ہے۔ گرم ریت پر وہ لٹائے گئے۔ پتھروں کے نیچے اُن کو دبایا گیا چھال کی بٹی ہوئی رسی اُن کے گلے میں ڈالی گئی لوہے کی گرم گرم زرہیں۔ اُن کو پہنائی گئیں کئی کئی دن تک آب و دانہ سے ان کو محروم رکھا گیا۔ لوہا گرم کر کے اُن کے جسم کو داغ دیا گیا۔ مگر ان زہرہ گداز مظالم کو وہ خندہ پیشانی سے برداشت کرتے رہے۔

ایک روز اُمیہ نے حضرت بلال سے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نسبت دریافت کیا۔ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا خیال رکھتے ہو۔،، حضرت بلال رضؓ نے جواب دیا،، وہ میرے آقا و مولا ہیں۔ اللہ کے رسول ہیں۔ اُن کی پرہیزگاری اور غریبوں پر شفقت قابل تعریف اور آپ کی ذات گرامی سرچشمہ خیر و برکت ہے۔ اُمیہ نے کہا،، بلال! کیا تم پسند کرتے ہو۔ کہ تمہاری جگہ محمدؐ کو تکلیف دی جائے۔ حضرت بلال رضؓ نے کہا۔ تم مجھے اپنے خنجر سے ذبح کر دو۔ لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ حضور کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے،، یہ الفاظ سنتے ہی امیہ آگ بگولا ہو گیا۔ اور حضرت بلال کو اس بے دردی سے زدوکوب کیا۔ کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ بارہ گھنٹے کے بعد جب حضرت کو ہوش آیا۔ تو آپ کی زبان سے اللہ احد اللہ احد کے نعرے بلند ہوئے۔ جب اس ظلم و ستم کی خبریں بارگاہ رسالت میں پہنچیں۔ تو سرکار رسالت مآب نے سیدنا ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ بلال کی مظلومیت حد سے گزر چکی ہے تم اُن کو خرید کر آزاد

کر دو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضؓ نے اُمیہ بن خلف کو زر کثیر دے کر حضرت بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ جس پر سرکار رسالت مآب نے مسرور ہو کر حضرت صدیق رضؓ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حضرت صدیقؓ نے حضرت بلالؓ کو آزاد کرتے وقت یہ شرط کی تھی۔ کہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں رہا کریں۔ حضرت بلالؓ نے کہا کہ میرا ارادہ خود ہی حضور کی خدمت میں رہنے کا ہے۔ آپ شرط کریں یا نہ کریں۔ سرکار دو عالم نے حضرت بلالؓ کو یہ خدمت سپرد کی تھی۔ کہ وہ پانچوں وقت کی اذان دیا کریں۔ چنانچہ وہ اس فرض کو خلوص سے وقت کی پابندی کے ساتھ انجام دیتے رہے اور ہمہ وقت بارگاہ رسالت میں رہے۔ حضور پاکؐ نے حضرت بلال کو سید کا لقب دے کر اپنی اہل بیت میں داخل کر لیا اور گھر کے تمام کام آپ کے سپرد کر دیئے گئے تھے۔

۲ھ میں جب معرکہ بدر ہوا تو آپ اس شدت سے تلوار زنی کی کہ صفوں کی صفیں خالی کر دیں۔ اُمیہ بن خلف غصہ کھا کر حملہ آور ہوا تو آپ نے ایک ہی وار میں اُس کا سر قلم کر دیا۔ اسی طرح حضرت بلال نے تمام عمر خدمتِ حضور میں گذاری۔ جب ۱۱ھ ۱۲ ربیع الاوّل کو آپ اس دنیا سے انتقال فرما گئے۔ تو حضرت بلال اس صدمۂ فرقت کی تاب نہ لا سکے اور حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ اوّل سے اجازت لے کر شام چلے گئے۔

حضرت بلال رضؓ کو شام میں آئے ہوئے کئی سال ہو گئے تھے۔ کہ ایک شب آپ نے سرکار دو عالم کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضور علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ "اے بلالؓ! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلال رضؓ بستر سے اُٹھ کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے۔ اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر یا رسول اللہ، یا رسول اللہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے۔ اسی اثنا میں حضرت بلالؓ کی آمد کی خبر مدینہ میں مشہور ہو گئی حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے پاس پہنچے۔ آپ نے دونوں کو کلیجہ سے لگا لیا اور پیشانی کو چومتے رہے۔

دونوں صاحبزادوں نے کہا۔ بلالؓ! اذان آپ کہیئے "چونکہ شہزادگان کا حکم تھا اس لیئے اذان کے لیئے آمادہ ہو گئے۔ جب صبح کا وقت ہوا تو ہزاروں فرزندانِ توحید مسجد میں جمع ہو گئے اور حضرت بلال نے بام پر چڑھ کر اذان شروع کی۔ جب آپ نے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو مسلمانوں کی طبیعتیں بے قابو ہو گئیں۔ حضور کا عہد مبارک یاد آگیا۔ اور آپ بھی بے خود ہو گئے بڑی مشکل سے اذان پوری کی یہ آپ کی آخری اذان تھی اور آپ سنہ ۶۴۱ء میں فوت ہو گئے۔

## حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

مولد و مسکن موضع سماس ہے جو قریب رامیتنی کے ہے۔ آپ خواجہ علی رامیتنی کے خلیفہ تھے۔ ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۷۵۵ھ کو وفات ہوئی۔ حضرت سید امیر کلال رحؒ آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی عظمت کے لیئے یہ بات بھی کم نہیں۔ کہ آپ حضرت خواجہ بہاؤ الدین رحؒ نقشبند کے پیر کے شیخ تھے۔ بڑے مجاہد تھے۔

## حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ابن خواجہ عبد السلام سمرقندی آپ سنہ ۹۷۱ھ میں بمقام کابل پیدا ہوئے۔ آپ کو اویسی نسبت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند سے حاصل تھی۔ ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۲ھ بعہد اکبر بادشاہ تاریخ وفات ہے مزار شریف دلی میں ہے۔ آپ ایسی نسبت کاملہ کے اہل تھے۔ کہ ایک نگاہ میں دوسرے پر سکر طاری ہو جاتا ہے۔ خلوت پسند تھے۔ قلیل عرصہ میں بہت سے علوم کے ماہر ہو گئے تھے۔ ہندوستان میں تشریف لانے پر حکومت کی طرف

سے عہدہائے جلیلہ آپ کو پیش کیئے گئے۔ مگر مشیت کے موافق آپ راغب نہ ہوئے۔ سب سے پہلے اک معشوق مجازی سے عشق ہوا۔ جو بہت جلد حقیقت سے بدل گیا۔ اور سب سے بے تعلق ہوگئی۔ لاہور میں بھی آپ نے بزرگان دین کی بڑی تلاش کی۔ اک مجذوب سے فیض بھی حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے جو کچھ پایا اپنی والدہ کی دعاؤں سے پایا۔ مختلف اساتذہ اور بزرگان کرام سے آپ نے دینی ظاہری و باطنی فیوض حاصل کیئے۔ آخر ماوراءالنہر میں خواجہ امکنگی کی خدمت سے آپ نے دولت دارین پائی۔ شرعی امورات کے آپ دلدادہ تھے۔ اور انکساری تو مزاج میں بغایت درجہ تھی۔ دلی میں اکثر آپ خواجہ قطب الاقطاب کے مزار مبارک پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اور حضرت خواجہ بزرگ نے بھی لوگوں کو آپ کی طرف رجوع ہونے کی بشارتیں دیں تھیں۔ عبدالرحیم خانخانان نے ایک لاکھ روپیہ حج کے سفر پر زاد راہ کیلئے نذر کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا۔ دینوی تدابیر سے آپ سخت متنفر تھے رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔ کھانا پکانے والے کو باوضو رہنے کی ہدایت تھی صف جماعت میں اپنے مخلص احباب کو قریب کھڑا کرتے تھے۔ سماع آپ نہیں سنتے تھے اکثر ذکر قلبی کی ہدایت فرماتے تھے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ طالبین و مریدین کو حضرت مجدد صاحبؒ کے سپرد فرمایا ۲۵ رجمادی الثانی سے شنبہ تاریخ وفات ہے قبر کے لیئے زندگی میں ہی جگہ پسند فرمائی تھی۔ آپ کے چار خلیفہ میں سے زیادہ ممتاز حضرت مجدد صاحب تھے۔ کشف و کرامات ہرگز نہ ظاہر ہونے دیتے تھے۔ بلکہ دوسروں کے حوالے سے تذکرہ کرتے آپ کا ارشاد ہے۔ سبب عالم اسباب میں قفل دروازہ کے ہے۔ اس لیئے اسکا ترک کرنا بے ادبی ہے۔ بہت سے کرامتیں بھی ظاہر ہوئیں۔ آپ کا قول ہے۔ توحید سالم یہ ہے کہ جملہ نقائص اپنی طرف منسوب کرے اور کمالات حق کی طرف۔ مجدد صاحب کو ہدایت تھی کہ وعظ بطور علماء کے کہنا بطور صوفیاء کے نہ کہنا۔ ولایت بالفتح منبہ کا قرب ہے جو حق تعالے سے ہوتا ہے۔

# حضرت خواجہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ

صوفی صافی حضرت خواجہ بشر حافی رحمت اللہ علیہ نے اپنے ماموصاحب سے بیعت کی تھی اور آپ بغداد میں رہتے تھے ۔ رند مشرب تھے ۔ شراب کے نشے میں چور رہا کرتے تھے ۔ ایک دن مست چلے جارہے تھے کہ ایک کاغذ پر بسم اللہ شریف لکھی پائی ۔ فوراً احترام سے کاغذ اٹھا کر سر آنکھوں سے لگایا اور کسی بلند جگہ پر رکھ دیا رات کو خواب میں کسی بزرگ نے دیکھا کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ۔ کہ بشر حافی نے ہمارے نام کا احترام کیا ہم بھی اس کے درجات دنیا و عاقبت میں بلند کرتے ہیں ۔ اُسے خوشخبری سنادو اور تین روز تک ان بزرگ نے یہی خواب متواتر دیکھا تو بشر حافی کو اطلاع کرائی وہ رو پڑے اور تائب ہوئے پھر تو ایسے زاہد شب زندہ دار بنے کہ اللہ اکبر برہنہ پا رہنے کی وجہ سے حافی مشہور ہو گئے ۔ آپ فرش زمین پر جوتہ پہننا منافی ادب سمجھتے تھے ۔ زمین پر تھوکتے بھی نہیں تھے مگر حوائج بشری سے معذور تھے ۔ حضرت امام احمد حنبل بھی آپ سے عقیدت رکھتے تھے اور جب لوگ اعتراض کرتے تھے ۔ تو جواب دیدیتے تھے ۔ کہ بے شک مسئلہ میں ان سے اچھا جانتا ہوں ۔ مگر وہ خدا کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں ۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس درجہ پر کس درجہ پر کس ریاضت سے پہنچے فرمایا ۔ کہ میں نے اپنا حال سوائے خدا کے سب سے چھپایا ۔ آپ کا قول ہے ۔

فقیر تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک وہ جو کسی سے سوال نہیں کرتے ۔ مگر کوئی دیتا ہے تو لے لیتے ہیں ۔ تیسرے وہ جو صبر کرتے ہیں ۔

آپ سفر کی تلقین کیا کرتے تھے ۔ آپ کا قول تھا ۔ پانی چلتا ہے ۔ خوب ہوتا ہے ہر دلعزیزی کی تین شرطیں آپ کے نزدیک تھیں ۔ کسی سے حاجت نہ چاہنی کسی کو برا نہ

کہنا کسی کے ساتھ مہمان نہ جانا آپ فرماتے ہیں۔ تین باتیں بڑی کٹھن ہیں۔ مفلسی میں سخاوت خلوت میں پرہیز گاری زبردست کو سامنے حق گوئی فرمایا۔ صوفی وہ ہے جس کا معاملہ خدا سے صاف ہو۔ اگر خدا کی عبادت کی نسبی میں ہمت نہ ہو تو معصیت بھی نہ کرے۔

اللہ اللہ جب تک آپ زندہ رہے بغداد میں کسی جانور نے لید نہیں کی۔ کیونکہ آپ ننگے پاؤں رہتے تھے۔ ایک روز کسی جانور نے لید کی تو سب جان گئے کہ آج بشر حافی کا انتقال ہو گیا۔ بعد انتقال کسی نے آپ کو دیکھا تو پوچھا کیونکر گزری فرمایا کہ مجھ پر عتاب ہوا کہ دنیا میں ہم سے اس قدر کیوں ڈرتا تھا۔ نہیں جانتا ہم کریم ہیں کہ رحیم بھی ہیں۔ ایک خاتون حضرت امام حنبل کے پاس آئیں اور پوچھا میں کات رہی تھی کہ خلیفہ کی مشعل ظاہر ہوئی اس روشنی میں میں نے جو سوت کاتا ہے۔ وہ جائز ہے۔ یا نہیں امام صاحب نے پوچھا آپ کون ہیں۔ کہا ہمشیرہ بشر حافی۔

امام صاحب نے رو کر کہا کہ بہن تمہارے لیئے جائز نہیں۔ اس لیئے کہ تم بشر حافی ہے کی بہن ہو۔

---

# سرگروہ اولیاء حضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند (رح)

آپ کا وطن مبارک عارفان ہے جو بخارا کے پاس ہے وجہ تسمیہ نقشبند کی یہ ہے۔ کہ آپ جس طالب کو جو ذکر تلقین فرماتے دل پر نقش ہو جاتا۔ آپ حضرت امام جعفر کی اولاد حضرت خواجہ امیر کلال کے ہیں۔ اویسی نسبت کے لحاظ سے آپ کو

حضرت خواجہ عبدالخالق مجدوانی سے واسطہ تھا۔ آپ نے ماہ محرم ۷۱۸ھ ولادت فرمائی اور ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ کو وفات پائی۔

آپ امام سلسلۂ نقشبندیہ ہیں شریعت کے بڑے پابند تھے۔ حنفی المشرب تھے بقول حضرت خواجہ عبدالقدوس گنگوہی آپ کی سیر تمام طبقوں میں جاری تھی۔ آپ کی ولادت سے پہلے حضرت بابا سماسی عارفان سے گزرے تو فرمایا یہاں سے مرد کی خوشبو آتی ہے۔ اور آپ کو دیکھ کر کہا یہ امام طریقت ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمدؐ بابا کی حضوری میں جانے کے بعد پہلا کمال مجھ میں یہ ہوا کہ دل میں سوز و گداز بے انتہا پیدا ہوگیا اور اک درویش خیل آتا ترک کے کرم کا کبھی میں مجنون ہوں عنفوان شباب میں مجھے ایک شخص سے محبت تھی۔ ایک دن میں نے یہ ندا سنی کہ قریب ہے۔ وہ دن جب کہ تو سب سے باز آئے گا۔ میں یہ سن کر بے قرار ہو کر گھر سے باہر نکلا ندی پر غسل کیا اور نماز پڑھی۔ مدت تک مجھے ایسا کیف نماز میں نہیں حاصل ہوا۔ پھر اک قبرستان میں خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی مجھے زیارت ہوئی کہ آپ فرما رہے ہیں۔ جو کلاہ ہم تیرے لئے دے آئے ہیں۔ وہ گھر ہی میں ہے۔ اور کچھ باتیں سلوک کی بتائیں۔ پھر فرمایا استعداد کی بتی ابھارو گے تو چراغ روشن ہونگے میں نے مکان پر آکر کلاہ حاصل کی اور جانوروں کی خدمت بجالانی شروع کی اور اسی طرح سات سال گذارے

اور سات سال اگر وہ اشیاء راہ سے اٹھانے میں گزارے تاکہ راہرو کراہت میں نہ پھنسیں پھر خواجہ امیر کلال کے آستانہ پر حاضر ہوا آپ نے حکم دیا۔ اسے نکال دو مگر میں وہیں پڑا رہا۔ صبح کو حضرت نے دیکھا تو میرے سر پر دست شفقت پھیرا۔ ایک دن اپنے لڑکے برہان کو سپرد فرمایا۔ کہ اس کی تربیت کرو۔ میں نے تامل کیا تو فرمایا

الامر فوق الادب اور فرمایا میرے سامنے ہی تربیت کرو۔ میں نے توجہ کی جس کے اثرات

ے سکر حقیقی پیدا ہو گیا۔ حضرت خواجہ امیر ذکر جہر فرماتے تو آپ جیسے سے الگ ہو جاتے آپ نے کئی حج کیے اور بڑے بڑے بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔

آپ اگرچہ تارک الدنیا تھے۔ مگر دنیا فیض پاتی تھی۔ اکثر اپنا کھانا آپ خود پکاتے آپ کا ارشاد ہے۔ کہ نماز میں حضوری طعام حلال سے ہوتی ہے۔ مالدار طبقے سے بھی کم ملتے جلتے تھے۔ نفلی روزے زیادہ رکھتے مہمانوں کو کثرت سے کھانا کھلاتے اتباع نبوی کے حریص تھے۔ آپ کا قول ہے۔ اس راہ میں وجود کی دنیتی اور اپنے آپ کو حقیر سمجھنا بڑے کام کی بات ہے۔ حتیٰ کہ اپنے آپ کو فضلات سے بھی حقیر جانے بیشتر کرامات بھی آپ سے ظاہر ہوئیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ خدائے تعالےٰ تک پہنچنے کے بہت سے رستے ہیں۔ مگر سب سے مختصر رشتہ ترک وجود کا ہے۔ دو از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش ،، درویش کو مثل ڈھول کے ہونا چاہیئے۔ کتنے ہی ہاتھ پڑیں آواز منہ میں ہی نکلے۔

## بدرالہند شاہ بہاؤ الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ سید مصطفےٰ البغدادی رحمت اللہ کے مرید تھے اور چشتیہ میں حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب سے آپ پہلے مظفر نگر میں رہا کرتے تھے۔ اس سے پہلے کے حالات معلوم نہیں ہوئے۔ پھر آپ شہر میرٹھ کی اک مسجد میں مقیم ہوئے۔ پھر اترولی ضلع علیگڈھ کے پاس سدحد بلند شہر بر دریائے قلندری کے کنارے اک جنگل میں رہنے لگے موضع جونڈھیرہ کے جوار میں وہاں آپ نے اک نہایت شاندار مسجد تعمیر کرائی۔ اور مدرسہ غوثیہ کی بنیاد ڈالی جس میں درس حدیث دیا جاتا تھا۔ وہیں آستانہ غوثیہ کے نام سے آپ دستر خوان صبح کو ہر ماہ کی گیارہویں شریف کی فاتحہ دلاتے تھے۔

سالانہ ۱۰ ربیع الثانی کو اک بڑا جلسہ منعقد ہوتا تھا۔ جس میں ہزاروں آدمی شرکت کرتے تھے اور فیض پاتے تھے ایک ہفتہ تک برابر روزانہ میلاد کی محفلیں منعقد ہوئی تھیں بستر ہواں کی فاتحہ کے بعد مجمع رخصت ہوتا تھا۔ آپ کے کئی خلیفہ ہوئے۔ بعض آپ کی حیات ہی میں ختم ہو گئے۔ بعض زندہ رہے جو آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی مسند پر بیٹھے آپ کے خلفاء میں لائل پور میں بھی آج کل اک صاحب شاہ سلطان علی رہتے ہیں۔ آپ عالم بھی تھے۔ مجاہد بھی رہنے والے مدارس و بنگلور کی طرف کے ہو چہ قوم میں سے اکثر کرامات بھی صادر ہوئیں۔ تاریخ وفات آپ کی ۲۶ ربیع الاول سنہ ھ ہے رب بھی آپ کے مزار پر سالانہ گیارہویں شریف کا جلسہ ہوتا ہے اور عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ فقیر مصنف کتاب ہذا کو بھی آپ سے فیوضات حاصل ہوئے ہیں۔ اور اجازت ارشاد و ہدایت ہے۔

---

# اعلیٰحضرت شاہ بہاؤالدین زکریا رح

نام شیخ وحید الدین کنیت ابو البرکات ہے۔ والد کا نام شیخ کمال الدین قریشی مذہب حنفی خلیفہ اجل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے۔ ولادت ۲۷ رمضان سنہ ۵۶۶ھ روز جمعہ بمقام کروڑ کو ہوئے اور سو برس کی عمر میں ۷ صفر سنہ ۶۶۶ھ کو جمعرات کے دن وفات پائی۔ مزار شریف ملتان میں ہے۔ آپ غوث العالم

تھے۔ مقامات و درجات عالیہ رکھتے تھے۔ مشائخ کبیر میں سے تھے۔ مادر زاد ولی تھے۔ آپ کا قول تھا۔ روز الست سے آج تک کے واقعات مجھے سب یاد ہیں سات برس کی عمر میں آپ نے کلام پاک ختم کیا قاری اور حافظ ہوئے۔ تعلیم ظاہری کے بعد مجاہدات میں مصروف ہوئے۔ خراسان بھی گئے۔ بخارا بھی رہے پھر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پانچ سال رہنے کے بعد سند حدیث لے کر بیت المقدس گئے اور بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدین کی خدمت کا شرف حاصل کر کے خرقہ سے مختار ہوئے اور صرف سترہ روزہ آپ کی خدمت میں رہ کر وہ نعمتیں حاصل کیں۔ جو دوسرے کئی برسوں میں حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے دیکھنے والے متعجب ہوئے حضرت اشیوخ نے فرمایا کہ خشک لکڑی جلد آگ پکڑ لیتی ہے۔ اس میں تعجب کس بات کا ہم حسب الارشاد حضور سرور عالم حضرت نے خرقہ پہنا کر فرمایا بابا بہاؤالدین میں تو ایک واسطہ ہوں جاؤ تم ملتان رہو۔ اور باشندوں کو فیض پہنچاؤ۔ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی نے ساتھ جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے انہیں بھی اجازت دیدی۔ جب نیشاپور آئے تو ابو سعید تو حضرت فریدالدین عطار کی خدمت میں رہ گئے۔ واپس پہنچنے پر آپ نے دریافت کیا تو عرض کیا کہ فریدالدین کو سب سے بہتر پایا۔ ملتان سے جاتے وقت آپ کے ہمراہ بابا گنج شکر بھی تھے۔ اور وہ آپ کے خالہ زاد بھائی بھی تھے۔ کتاب عوارف المعارف حضرت باباصاحب کو حضرت شیخ اشیوخ نے خود عطا کی تھی۔

جب آپ ملتان واپس آئے تو اکابرین نے استقبال تو کیا۔ مگر تشریف آوری ناگوار گذری۔ آپ نے اک پھول کاسہ شیر پر رکھ کر دکھایا۔ مقصد یہ تھا۔ کہ پھول کی طرح رہوں گا۔ عرصہ تک آپ گوشہ نشین رہے۔ پھر مجلس وعظ ترتیب دی۔ اور سب آپ کے مطیع ہوئے آپ متاہل بھی ہوئے مریدین بھی روز بڑھنے لگے۔ حاکم ملتان بھی معتقد ہو گیا۔ سلطان شمس الدین کے زمانے میں دلی میں آپ شیخ الاسلام

بھی رہے ہیں۔ آپ اغنیائے شاکرین میں سے تھے بساکین کی خبر گیری کرتے تھے خیرات بہت تقسیم کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو اطلاع ملی کہ پانچ ہزار سرخ دینار صندوق میں سے غائب ہیں۔

فرمایا الحمدللہ پھر کئی روز بعد اطلاع ملی کہ مل گئے۔ فرمایا الحمدللہ نہ غائب ہونے کا رنج تھا نہ ملنے کی مسرت ہوئی قلیل الغذا بھی تھے۔ آنے والوں کو بغیر کچھ کھلائے نہ جانے دیتے تھے۔ کچھ نہ ہوتا تو پانی ہی پلا دیتے روزے نفلی آپ کم رکھتے تھے ابتدا میں ضرور بیس سال تک دائم الصوم رہے۔ آپ اک نماز میں قبل از سلام امام سے پہلے اٹھ کھڑے ہوئے کسی نے کہا حضرت اگر امام سجدہ سہو کرتا فرمایا اگر کسی نے نور باطن سے معلوم کرلیا ہو۔ کہ امام کو سہو نہیں ہوا تو کیا حرج ہے مسلمانوں کی معیت کے ساتھ آپ ضرور جاتے مولٰنا فخر الدین عراقی کے اشعار پر اکثر آپ وجد فرمایا کرتے حضرت باباصاحب فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ علماء فقرا کی مجلس میں آپ تشریف لاکر میرے پاس بیٹھ گئے۔ اس وقت گفتگو عشق وحیرت میں ہو رہی تھی۔

آپ نے فرمایا عشق کہتے ہیں سوائے خدا کے کسی کو نہ دیکھے۔ نہ دوزخ نہ جنت نہ اہل وعیال یہ فرما کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو یہ رباعی وردزباں تھی

آنکش تراشناخت جاں راچہ کُند
فرزند وعیاں وخانماں راچہ کُند
دیوانہ کُنی ہر دو جہاں رابخشی
دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کُند

ایک روز کیفیت میں سوار ہو کر آپ تمام ملتان میں پھرے اور فرمایا۔ جو مجھے دیکھے گا۔ دوزخ میں نہ جائے گا۔ عبداللہ قوال پاک پٹن سے ملتان جانا چاہتا ہے۔

ان دنوں ڈاکوؤں کا ذر رہتا۔ حضرت بابا صاحب سے عرض کیا۔ فرمایا فلاں مقام تک میرا علاقہ ہے بھائی بہاؤالدین زکریا کا ستم میری حد تک بخیریت پہنچ جاؤ گے۔ چنانچہ اس کا بیان ہے کہ میں بخیریت پہنچا تو میں نماز شکر یہ ادا کی اور بولے ملتان رخ کر کے کہا یا حضرت اب آپ کا علاقہ ہے غرض ملتان بخیریت پہنچ گیا۔ آپ کی خدمت میں ریشمی جامہ پہن کر پہنچا تو آپ خفا ہوئے کہ یہ کیا شیطانی لباس پہنے ہیں نے عرض کیا۔ حضرت بہت سے لوگوں کے پاس مال و زر ہے میرے پاس تو یہی اک جامہ ہے۔ آپ ناراض ہوئے۔

فرمایا تالاب کی التجا یاد کرو۔ کہ ملتان آگئے۔ خطرے جو بچا لیا۔ آپ کا ارشاد ہے۔ محبت کی شناخت یہ ہے۔ صبح کو اٹھے تورات کی باتوں سے کچھ یاد نہ رہے

---

# حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام شرف الدین تھا۔ آپ کا عرس شریف رمضان میں ہوتا ہے ۱۱ ر ۱۲ تاریخ کو آپ معاصرین میں تھے۔ حضرت محبوب الٰہی صاحب کے حسرو بھی کبھی جا کر گانا سناتے تھے ویسے حضرت مبارک خاں صاحب سے محبت کرتے تھے۔ صاحب مجاز قلندر تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، سے اویسی نسبت حاصل تھی نظر کردہ شاہ مردان تھے۔ پانی پت کے علاوہ کرنال بڈھا کھیڑہ ا ن دو مقاموں میں بھی آپ کے مزار بنے ہوئے ہیں۔ اکثر مجذوب آپ کے آستانہ پر پڑے رہتے ہیں۔

اکثر آپ کی سواری میں شیر رہا کرتا تھا۔ بڑے جلالی والے تھے۔ اکثر کرامات

بھی ظاہر ہوئیں۔ آپ کے مزار کے ستون سنگ مہک کے ہیں آپ کا اک فارسی کا دیوان بھی مقبول عام ہے۔

# حضرت شیخ محمد ترک بیابانی (رح)

آپ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے صاحبزادے ہیں۔ تحصیل علم ظاہر کے بعد اپنے والد سے خلافت حاصل کی اور ریاضت میں مصروف ہوئے تنہائی پسند تھے۔ سیاحت بھی کافی کی تھی۔ ۵۸۵ھ میں لعہد پرتھی راج بھوجلا پہاڑی پر دلی میں مقیم ہوئے۔ پرتھی راج عقیدت سے خدمت میں حاضر ہوا۔ شہاب الدین غوری ۵۸۸ھ میں دلی پر حملہ آور ہوا۔ تو آپ کی قدم بوسی کو آیا۔ آپ کا گزر صرف اس سبزی پر تھا۔ جو پہاڑی پر پیدا ہوتی تھی۔ جب حضرت خواجہ ہندالولی دلی تشریف لائے تو آپ کا سلام بھی آپ کو پہنچا خواجہ صاحب نے فرمایا مخدوم جی بندوقی مست اند۔ ۲۷ رجب ۶۳۷ھ کو آپ کا وصال ہوا اور بھوجلا پہاڑی کے قریب ہی دفن کیے گئے۔ سلطانہ رضیہ ملکہ ہندوستان آپ کی عقیدت مند تھی۔ وہ بھی پہاڑی پر مدفون ہے۔ آپ نہایت ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔

# سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آپ اہل بیت میں سے ہیں۔ عابدوں کے امام اور زاہدوں کے پیشوا ہیں۔ آپ نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے بہت سی روایتیں کی ہیں۔ یوں تو آل اطہار و اصحاب کبار کی فضیلتیں ویسے ہی مسلم ہیں۔ آپ کے زہد و تقویٰ نے اور سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ منصور عباس نامی خلیفہ نے آپ کو بارادہ قتل اپنے وزیر سے بلوایا اگرچہ وزیر نے بہت کچھ سمجھایا۔ مگر وہ اپنے ارادہ بد سے باز نہ آیا۔ ادھر تو وزیر آپکو بلانے کے لئے گیا۔ ادھر خلیفہ نے خدام کو حکم دیا کہ جب حضرت یہاں آئیں تو ابھی حکم دے دیتا ہوں۔ کہ تم ان کو قتل کر دینا۔ جب آپ تشریف لاتے تو خلیفہ نے کھڑے ہو کر تعظیم دی تخت پر بٹھایا۔ خود مودب سامنے بیٹھا اور پوچھا کہ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو ارشاد فرمائی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ دوبارہ مجھے یہاں آنے کی زحمت نہ دی جائے۔ حضرت خدام شاہی حیران تھے۔ کہ خلیفہ خود سرزاں ہے۔ بعد تشریف لے جانے حضرت کے خلیفہ نے ظاہر کیا۔ کہ آپ کے ساتھ اک خونخوار اژدہا تھا۔ جس سے میں لرز رہا تھا آپ زاہد بھی تھے۔ سخی وکریم بھی آپ کا قول تھا۔ کہ نجات نسب پر موقوف نہیں بلکہ عمل اور رحمت پر ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمت اللہ علیہ نے آپ سے دریافت فرمایا۔

کہ حضور کے متعلقین میں کس کو آپ افضل سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ بوڑھوں میں حضرت صدیق اکبر کو اور حضرت عمر فاروق کو جوانوں میں حضرت عثمان اور حضرت شیر خدا کو عورتوں میں حضرت عائشہ صدیقہ رض کو لڑکیوں میں حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک مرتبہ لوگوں نے آپ کی

تلوار سونے کے قبضے کی دیکھی۔ تو پوچھا کہ یا امام کیا سونے کے قبضے کی تلوار رکھنی جائز رہا ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس لیئے کہ حضرت صدیق اکبر بھی سونے کے قبضے کی تلوار رکھتے تھے ان لوگوں نے تعجب سے کہا۔ کہ کیا آپ بھی ابوبکر کو صدیق اکبر کہتے ہیں۔ نعم الصدیق نعم جو انہیں صدیق نہ سمجھے یا نہ کہے وہ کذاب ہے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی کے روپیوں کی تھیلی جاتی رہی اور وہ خواہ مخواہ حضرت کے سر ہوگیا۔ کہ آپ نے میری تھیلی اٹھائی ہے۔ کیونکہ وہ آپ کو جانتا نہیں تھا۔ آپ نے پوچھا کہ تھیلی میں کتنی رقم تھی۔ اس نے کہا کہ ایک ہزار دینار آپ نے گھر سے جاکر اسے دو ہزار دینار دیئے اتفاق سے اس شخص کو گم شدہ تھیلی مل گئی۔ وہ دینار لے کر آیا اور معذرت خواہ ہوا۔ آپ نے دینار واپس نہیں لیئے وہ شخص ہمیشہ محجوب رہا۔

ایک شخص نے آپ سے خدا کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا تو نے سُنا نہیں کہ موسیٰ کو دیدار کی خواہش پر لن ترانی جواب ملا تھا۔ اس نے عرض کیا حضرت میں تو امت محمدی میں سے ہوں۔ آپ نے لوگوں سے کہا اسے دجلے میں ڈال دو جب وہ ڈوبنے لگا تو آپ سے فریاد کرنے لگا۔ یا ابن اسود اللہ بچا لیجیئے۔ مگر جب تہ نشین ہونے لگا۔ تو بے جبر ہو کر اس نے خدا کو پکارا۔

یا الہٰی الغیاث آپ نے فوراً اسے نکلوا لیا۔ جب ہوش میں آیا تو آپ نے پوچھا کہو خدا کو دیکھا؟

جواب دیا حضرت جب تک غیر اللہ کو پکارتا رہا۔ حجاب رہا۔ جب اضطراب میں خدا کو پکارا۔ سکون حاصل ہوگیا۔ اور دیکھا جو کچھ دیکھا فرمایا۔ جب تک تو نے صادق کو پکارا کاذب تھا۔ جب رب صادق کو پکارا تو بھی صادق ہوگیا اور رب نے تیری مدد فرمائی۔ آپ سے پوچھا۔

گیا درویش صابر افضل ہے۔ یا تونگر فرمایا درویش صابر افضل ہے۔ کیونکہ تو

گرمیے کی طرف دھیان رکھتا ہے۔ اور شاکر خدا کی طرف اور فرمایا کہ مومن وہ ہے جو اپنے نفس کا مقابلہ کرے آپ کا ارشاد ہے۔ پانچ آدمیوں سے بچو جھوٹے سے احمق سے بخیل سے بزدل سے فاسق سے یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ وہ بہشت میں ہے جو اپنے کام خدا کو سونپ دیتا ہے۔ اور دوزخی ہے جو اپنے کام اپنے ذمہ لیتا ہے۔ آپ ۱۷ ربیع الاوّل ۸۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۰ رجب ۱۴۸ھ کو وفات پاگئے مزار شریف جنت البقیع میں ہے۔

آپ کی والدہ بی بی فردہ کے والدہ حضرت بن محمد ابوبکر تھیں۔

---

# حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

طاؤس العلماء سلطان الطریقت شیخ الشیخ تمام فرقوں میں مقبول آپ کو سان القوم بھی کہا کرتے تھے۔ صاحب تصانیف کثیرہ اور حضرت سری سقطی کے بھانجے تھے خود حضرت سری فرماتے ہیں۔ پیر سے بلند درجہ جنید کا ہوا ہے۔ آپ کے والد سے زکوٰۃ کے روپیہ لینے سے حضرت سری نے انکار کر دیا تھا۔ آپ پھیرنے کو گئے۔ پوچھا کون عرض کیا۔ جنید حضرت سری نے کہا۔ میں زکوٰۃ نہ لوں گا۔ آپ نے عرض کیا۔ آپ کو قسم ہے۔ اس تفضل کی جو خدا نے آپ پر کیا اور اس عدل کی جو میرے باپ سے کیا آپ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ عرض کیا آپ کو درویشی دی اور میرے باپ کو دنیا میں مشغول کر دیا۔ مگر اس نے حق پہچانا ہے۔ چاہئیں۔ آپ لیں یا نہ لیں۔ حضرت سری نے فرمایا زکوٰۃ سے پہلے میں تجھے قبول کرتا ہوں۔

حضرت جنید کی عمر اس وقت سات سال کی تھی ۔ حضرت سری اپنے ساتھ حج کو لے گئے ۔ وہاں پیران عظام کا مجمع تھا۔ اور شکر کا مسئلہ زیر بحث تھا۔ ہر شخص اظہار رائے کر رہا تھا۔ حضرت سری نے کہا تم بھی کچھ کہنا چاہو تو کہو آپ نے کہا شکر یہ ہے کہ نعمت کو معصیت کا ذریعہ نہ بنائے ۔ ہر ایک بزرگ نے تعریف کی اور کہا اس سے بہتر شکر کی تعریف نہیں۔ حضرت سری نے پوچھا ۔ تم نے یہ بات کس سے سیکھی ۔ عرض کیا آپ ہی کا فیض صحبت ہے ۔ آپ بڑے عابد اور زاہد تھے ۔

خلیفہ وقت نے ایک نہایت خوبصورت کنیز آراستہ کر کے آپ کی خدمت میں بھیجی اور یہ ہدایت کر دی کہ وہ جو کچھ کہے قبول کر لینا اور حضرت کی خدمت میں رہنے کی درخواست کیجو وہ کنیز آپ کے پاس آئی جب آپ نے اسے دیکھا اک آہ کی لونڈی گر کر فوت ہو گئی ۔ خلیفہ کو خبر ہوئی تو بڑا پشیمان ہوا اور حاضر خدمت ہو کر عرض کیا ۔ آپ نے ایسی خوبصورت کنیز کو مار ڈالا فرمایا امیر المومنین! کیا آپ کو مسلمانوں سے ایسا ہی سلوک کرنا چاہتے آپ میری چالیس سالہ ریاضت تباہ کرنا چاہتے تھے ۔

خلیفہ نے معافی چاہی اور آپ کی مقبولیت عام ہو گئی ۔ آپ نے وعظ کہنا شروع کیا اور فرمایا میں نہ وعظ کہتا مگر مجھے چالیس ابدال مجبور کر گئے ہیں ۔ میں نے دو سو پیروں کی خدمت کی ہے ۔

جن میں ساٹھ صاحب اقتداء تھے ۔ یہ راہ ایسے شخص کے لیے ہے ۔ جس کے ہاتھوں میں قرآن اور حدیث مصطفےٰ ہو پھر فرمایا کہ اگر خدا نے بروز حشر مجھ سے کہا کہ میری طرف دیکھو تو میں کہوں گا ۔ آنکھ محبت میں غیر ہے ۔ میں وہ ہوں کہ دنیا میں بھی بہشت اور آخرت کے خیال آنے پر سجدہ سہو کیا کرتا تھا ۔ آپ صائم الدہر تھے ۔ مگر احباب کے آنے پر روزہ افطار کر لیتے اس لیئے کہ ۔ ۔ ۔

انہیں ٹھیس نہ لگ جائے آب گینوں کو

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم

دل بدست آور کہ حج اکبر است حضرت سری نے جب آپ کو وعظ کہنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ آپ کے سامنے جنید سے یہ خیرات نہیں ہو سکتی۔ حتی کہ حضور خاتم النبین نے بھی آپ کو خواب میں حکم دیا صبح کو حضرت سری سے خواب عرض کرنا چاہا۔ تو فرمایا کہ مجھے معلوم ہے تم جو کہنا چاہتے ہو۔ میں تو تم سے پہلے ہی کہتا تھا۔ پہلے یہی دل اٹھارہ جنازے مجلس وعظ میں سے نکلے۔

ایک روز شبلی کہہ رہے تھے کہ خدائے تعالےٰ اگر مجھے اختیار دے روز محشر بجائے جنت کے دوزخ قبول کروں۔ کیونکہ دوزخ بھی تو دوست کی مراد ہے آپ نے سُنا تو فرمایا شبلی بچے ہیں۔ میں تو کچھ بھی اختیار نہ کروں۔ اس لیے کہ بندہ کو اپنے اختیار سے کیا کام ہے۔ رضائے دوست سے غرض ہے۔ ایک دفعہ آپ کے درد تھا۔ آپ نے فاتحہ [illegible] دم کر لی۔ بارگاہ حق سے جواب طلب ہو گیا کہ ہمارے کلام کو نفس کے لیے صرف کرتے ہو۔ ایک مرتبہ مسجد میں شبلی نے اللہ کہا۔ آپ نے فرمایا اگر اسے حاضر سمجھتے ہو تو حاضر کا نام لینا۔ بے ادبی ہے اور اگر غائب ہے تو غائب کا ذکر غیب ہے اور غیبت حرام ہے۔ ہائے۔

دوگونہ رنج و عذاب است جان مجنون را

بلائے الفت لیلےٰ و فرقت ہے ہے

آپ فرماتے ہیں کہ خلوص میں نے اک حجام سے سیکھا ہے جو مکہ معظمہ میں حجامت بناتا تھا۔ میں نے کہا اللہ کے واسطے میری بھی حجامت بنا دے۔ بعد حجامت میں نے اسے کچھ دینا چاہا۔ وہ ناراض ہوا کہ یہ کیا جب خدا کا نام درمیان میں آ گیا تو اجرت کیسی جائے۔ میں نے سب کچھ پالیا۔

ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے۔ ایک مریدنے ضرب اللہ لگائی۔ آپ نے فرمایا اگر آئینوں کو یہ پہنچی تو انگیٹھی سے نکال کر پھینک دیا جائے گا۔ اور پھر آپ نے وہی بات دوہرائی مرید سے جب ضبط نہ ہو سکا تو جان دے دی۔

اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز
کاں خاک شدہ کاندروں آواز نیامد

ایک مرتبہ ایک سیدزادے آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فرمایا آپ کے دادا تو دو تلواریں چلاتے تھے۔ ایک نفس پر دوسری کفار پر تم کس پر تلوار چلاتے ہو۔ سید صاحب روتے جاتے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے۔ حضرت حج کو جارہا تھا۔ مگر میرا حج تو یہیں ہو گیا۔ فرمایا تمہارا سینہ تو حرم ہے۔ حرم میں کوئی غیر داخل نہ پائے۔

آپ کا ارشاد ہے راہ مولا میں بڑے رہزن ہیں تو فقیر کی جاہ استدراج کا نظارہ مگر دریا کے شگوفے فرمایا۔ جو قرآن کا پیرو نہ ہو۔ اس کے مقلد نہ ہو دین آسودگی اور تن کی آسودگی جمع نہیں ہو سکتی۔ پھر فرمایا کوشش کرو کہ گھر کے سب برتن مٹی ہی کے ہوں۔

پھر فرمایا وہ پھوٹ جائے آنکھ جو دیدار سے محروم ہو۔

آپ کا کلام ہے کہ صوفی زمین کی مانند ہے۔ کہ پلیدی ڈالنے پر بھی سبزی اگتی ہے اہل انس خلوت میں وہ باتیں کہتے ہیں۔ جن پر عوام کو کفر کا شبہ ہو توکل دعدوں پر مطمئن رہنے کا نام ہے۔ بندہ وہ ہے جو بندوں کی بندگی سے آزاد ہو۔ وقت وفات آپ سے کہا اللہ اللہ کہیئے فرمایا میں بھولا تو نہیں اور بسم اللہ پڑھ کر آنکھیں بند کرلیں ایک کبوتر آپ کے جنازے پر آبیٹھا۔ جو اڑانے سے بھی نہیں اڑا۔ کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا نکرین سے کیونکر نمٹے فرمایا۔ جب وہ آئے اور پوچھا میں نے کہا مجھ سے جب اس نے خود پوچھا تھا۔ الست بربکم تو میں نے بلیٰ کہا تھا۔ بادشاہ کو جواب دینے والا تم

غلاموں سے کیا ڈرے گا۔

وہ یہ کہہ کر چلے گئے کہ یہ تو ابھی تک مئے رست کے نشے میں ہے۔ بشبلی کے کسی نے آپ کو قبر پر کوئی مسئلہ پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آپ سے زندگی میں شرم کرتا ہوں۔ اب ان کی قبر پر کیا مسئلہ بتاؤں۔

آپکے والد کا نام محمد تھا۔ آپ حضرت سری کے خواہر زادے تھے۔ آپ کو شیطان کے دیکھنے کی آرزو تھی۔ مسجد کے دروازہ پر اک بوڑھا جسے دیکھ کر وحشت ہوئی اور اس نے ابلیس نام بتایا میں نے پوچھا۔ ملعون حضرت آدم کو تو نے سجدہ کیوں نہیں کیا جواب دیا جنید سوچو تو کہ میں ذات حق کے سوا کس کو سجدا کرتا کہتے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ مگر مجھے کشف ہوا کہ اگر تابع الہی ہوتا تو حکم سے نکل کر۔ انہی کے پاس نہ بھگتا۔ یہ خیال آتے ہی شیطان چیخ مار کر بھاگا کینت آپ کی ابوالقاسم تھی۔ آپ کے والد شیشہ گری کرتے تھے۔ مزار آپ کا بغداد ہے مرید آپ حضرت سری سقطی کے ہیں ۱۰ رجب ۲۹۷ھ تاریخ وفات ہے مزار بھی بغداد میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے زمیں گدڑی پوشوں سے روشن ہے۔ اور رضا یہ ہے۔ اور تو بلا کو نعمت سمجھے آپ نے بیلوانی بھی کی ہر سیدوں کی بڑی تعظیم آپ کرتے تھے۔ اسی لیئے آپ سید الطائفہ مشہور ہوئے۔

# حضرت خواجہ جلال الدین کبیرالاولیاء رح

آپ حضرت عثمان ذوالنورین کی اولاد میں سے ہیں۔ مرید حضرت شیخ شمس الدین ترک کے ہیں اور قلندر صاحب کے مزار سے بھی آپ فیض یاب ہوئے تھے۔

ایک سو ستر برس کی عمر میں ۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف پانی پت میں ہے۔ بہت سی ظاہر ہوئیں۔ مستجاب الدعوت بھی تھے۔ بچپن میں ہی یتیم ہو گئے تھے۔ اکثر جنگلوں میں وقت گزارتے۔ شیخ شرف الدین بلو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر بھی تھے۔ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی فائز ہوئے۔

آپ جب واپس ہو رہے تھے۔ حضرت شیخ جمال ہانسوی بقید حیات تھے انہیں بشارت ہوئے۔ آپ استقبال کر کے اپنے یہاں لے گئے۔ پھر کیفیت لوٹنے کی بیان کی اور آپ سے طالب ہوئے۔ آپ نے دعا کی اور حضرت برہان الدین سے سلسلہ جاری ہوا۔ پھر آپ سے حضرت قطب جمال نے فرمایا۔ بابا تو محبوب ہے تجھے مناسب نہیں کہ اس طرح پھرے عنقریب ایک مرد صاحب کمال دہیں پہنچے۔ چنانچہ آپ پانی پت میں مقیم ہوئے اور حضرت شیخ شمس الدین پہنچ گئے۔ آپ نے خلافت دی اسم اعظم تلقین کیا۔ اور سجادہ نشیں کیا۔ آپ طرفۃ العین میں ہر جگہ پہنچ جاتے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی عیادت آپ نے کی بڑے عابد تھے اور شکار کے بڑے شائق تھے۔ باوجود سخاوت کے بھی گھر والے آپ کے فقر و فاقے میں رہتے۔ آپ کی اولاد اس قدر ہر کہ کچھ شمار نہیں۔ سماع کا بھی شوق تھا۔ آخر عمر میں استغراق بڑھ گیا تھا۔

آپ نے جس خاتون سے شادی کی تھی وہ مادر زاد گنگ تھی۔ آپ کی دعا سے تندرست ہو گئیں اور قرآن پڑھا۔ ایک کیمیا گر نے فقر و فاقہ دیکھ کر کہا۔ کہ مجھ سے کیمیا گری سیکھ لو۔ یہ سن کر صاحبزادوں نے آپ سے کہا۔ آپ نے لعاب دہن تھوک دیا۔

تمام دیوار سونے کی ہو گئی۔ فرمایا یہ کیمیا گری سیکھو یہ کیمیائے سعادت ہے

---

# حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

نام نامی سید جلال الدین لقب جہانیاں جہاں گشت سادات حسینی والد کا نام سید احمد کبیر وطن بخارا آپ نے تمام عالم کی سیر کی ہے۔ اور چودہ خانوادوں میں بیعت حاصل تھی۔ اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ سے بھی خرقہ پہنا تھا۔ اور بہت سے بزرگوں سے خرقہ حاصل کیا تھا۔ ۱۵ ارشعبان ۷۰۷ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۰ ذوالحجہ ۷۸۸ھ کو وفات پائی۔ مزار قصبہ اوچھ علاقہ ملتان میں ہے۔ ولی مادرزاد تھے۔ ماہر حقیقت محدث مفسر بخارا سے ملتان آئے۔ اور حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی سے خرقہ خلافت پایا کوچہ میں سکونت اختیار کی شادی کی تین صاحبزادے ہوئے اس میں سید احمد کبیر سجادہ نشین ہوئے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ولادت کے بعد کی کوئی بات یاد ہے والد کے سامنے تو جواب نہیں دیا بعد میں فرمایا جس عورت نے جیٹھی کو نہلایا تھا۔ اسے بھی جانتا ہوں۔ علوم حاصل کرنے کے بعد پہلے آپ والد سے مرید ہوئے پھر شیخ رکن الدین ابوالفتح کے اور اور بزرگوں سے بھی فیض حاصل کیا۔ اس قدر خدمت کرتے تھے کہ فیض حاصل کر ہی لیتے تھے۔ سلطان محمد تغلق کے عہد میں شیخ الاسلام بھی رہے پھر حرمین کا سفر کیا۔ اور ملک در ملک پھرے دو برس حرم نبوی میں رہے چھ برس رہے اور مسجد نبوی میں چلہ بھی کیا۔ امام شافعی کی صحبت آپ نے اٹھائی تھی۔ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کی خدمت میں آئے ایک دیوانہ کے کان میں آپ نے یا شیخ عبدالقادر جیلانی دم کر دیا تو آرام آگیا۔

آپ کسی کو مرید نہ کرتے تھے۔ اور نہ کسی کے حق میں بددعا کرتے تھے۔ لوگ بغرض متبرک ہو جانے کے آپ کو کپڑے پہناتے تھے۔ اور لیجاتے تھے۔ فارسی دان بھی تھے

آپ کا قول تھا کہ سالک کم از کم سو رکعت روزانہ پڑھے ورنہ سالک نہیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔ داڑھی میں جب کنگھا کرے ابروؤں سے شروع کرتے۔ کیونکہ انہیں سبقت حاصل ہے۔ آپ ذکر بھی جلی کیا کرتے تھے۔ آخر عمر میں استغراق ہو گیا تھا۔ عیدالاضحیٰ کے دن وفات ہوئی۔ حضرت شاہ اجمل بھرائجوی آپ کے خلیفہ ہیں کرامتیں بھی آپ کی آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اور مدینہ کے بعد عظمت زمین ہندوستان کو ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ نیک بندوں کی زیارت عبادت سے بہتر ہے۔

بہترین عمل علائق کا قطع کرنا ہر صوفی وہ ہے جس میں تین خصوصیتیں ہوں۔ حلال کھائے حلال پہنے حسنات الابرار سئیات المقربین بھی آپ فرمایا کرتے تھے۔

# اعلیٰحضرت جناب حافظ پیاری صاحب وارثی رح

آپ واصل بالذات تھے۔ اور یہ سب کرم حضرت امام الاولیاء کا تھا۔ کہ مجاز سے ایک دم حقیقت سے واصل بنا دیا۔ بڑے گانوں کے رہنے والے تھے اور قدوائی خاندان سے تھے۔ سیدنا حاجی صاحب کا ایک تہمد پوش بڑاگاؤں میں جب انتقال کر گیا۔ تو لوگوں نے آپ سے آکر عرض کیا ،، حضور ہمارا گاؤں فقیر کے دم سے خالی ہو گیا۔ فرمایا ،، فقیر کی جگہ خالی نہیں ہوا کرتی۔

حافظ پیاری صاحب قبلہ کا نام نامی حافظ عبدالکریم تھا۔ اپنے رشتہ کے ایک چچا کی لڑکی (پیاری) جو دیوہ شریف میں رہتی تھی۔ کو قرآن شریف پڑھاتے تھے کہ عشق صادق کی بنیاد پڑ گئی۔ عشق و مشک نتوانہفت رفتہ رفتہ خاندان والے

سب باخبر ہو گئے اور بڑھتا تو در کنار ہنستے جلتے بولنے چالنے کی بھی بندش ہو گئی دونوں طرف آگ بھڑکی اور کسی نہ کسی طرح خفیہ ملاقات کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ حالانکہ حافظ صاحب کو اس کے لئے بڑی بڑی تکالیف جسمانی پہنچیں سید معروف شاہ صاحب وارثی اور خود حضرت امام الاولیانے بھی آپ کو پیاری کے یہاں جانے کی ہدایت کی۔ مگر آپ نہیں مانے ہر طرح کی زحمت گوارا کرنی منظور تھی۔ مگر۔

یار کی گلیوں میں کیونکر یار جانا چھوڑ دے
کس طرح بلبل چمن سے آشیانہ چھوڑ دے

جبھی سرکار امام الاولیاءنے بھی یہ فرمایا "دشمنا پاک عشق میں خدا مدد کرتا ہے۔ اگر ہزار یک جائی ہو کچھ نہیں ہو سکتا" پھر بھی دنیا کی طعن و تشنیع کی زبان کیونکر روکی جا سکتی ہے۔ حافظ صاحب کو کنوئیں میں بھی ڈالا گیا۔ اور اس کی چوٹ کا اثر تاحیات حافظ صاحب پر رہا مگر لڑکی والوں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی۔ کہ حافظ صاحب کے قبضے میں خبیات ہیں۔ اس لئے ڈرتے بھی تھے۔ اور حضرت امام الاولیا بھی ایسا سن کر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہاں ہاں پڑھا ہوا جن ہے۔ پڑھا ہوا جن ہے اور حافظ عاشق ہے۔ حافظ عاشق ہے۔ جب صورت حال خطرناک ہو گئی تو حضرت امام الاولیانے حکم دیا کہ حافظ تم شاہ منعم صاحب کے مزار پر جا کر صدا لگایا کرو۔

حافظ صاحب مزار پر جا کر یہ صدا لگانے لگے "دو وارثا تیرے دربار میں آیا مدد کیجو شاہا" پھر کچھ عرصہ کے بعد حکم ملا۔ حافظ تم ہماری صورت دیکھا کرو۔ حافظ صاحب نے عرض کیا۔ اگر آپ پیاری سے زیادہ حسین ہوتے تو آپ کو دیکھتا سرکار وارث پاک نے تبسم فرمایا کہ عاشق کے سوا کسی کی بات نہیں ہو سکتی جو ایسا ہے۔ اسی زمانے میں حضرت نے نور محمد شاہ صاحب وارثی سے فرمایا کہ نور محمد

شاہ نور محمد شاہ عبدالروف کے گھر کہلا دو۔ کہ ہمارے یہاں لڑکی کو ے کر نہ آیا کوئی حافظ عاشق ہے کہیں پکڑ لیا تو قیامت تک چھوٹنا مشکل ہوگا۔ حافظ صاحب کا ارشاد ہے کہ میں نے حضرت کے حکم سے حضرت شاہ منعم کے مزار پہ چادر چڑھائی اور پھر یک بیک یہ خیال ہوا کہ آج چل کر پیارے کو گھر سے نکال لاؤ۔ جیسا ہوگا دیکھا جائے گا یہ سوچ کر دیوان حافظ کے اشعار پڑھتا ہوا چلا کہ وہیں حضور انور کا آستانہ پڑتا تھا۔ وہاں پہنچ کر رک گیا اور خیال آیا کہ پہلے قدم بوس ہوتا چلوں گیا تو دیکھا کہ سرکار وارث پاک کی جگہ پیاری رونق افروز ہے اسی ادائے دلفریب سے گلابی دوپٹہ اوڑھے بیٹھی ہے میں سر بسجود گیا سر اٹھاتا ہوں تو یہ دیکھا کہ سرکار فرما رہے ہیں۔ یہی صورت ہے۔ جس کے ساتھ تمہارا حشر ہوگا۔ جہاں کہیں دیکھو اسی صورت کو دیکھو۔ آن کی آن میں سرکار نے مجاز کو حقیقت آشنا کر دیا یا احرام فرمایا گیا۔ حافظ پیاری نام رکھا گیا۔

رب کیا تھا ہزاروں روپیہ حافظ صاحب کو نذر میں ملتا تھا۔ اور سب سرکار کے قدموں پر لٹا یا جاتا تھا۔ بعد وصال بھی صاحب وارثی فقرا کو سالانہ احرام تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ ناشتہ نذر کرتے تھے۔ خدا کے رات کے جشن مناتے تھے۔ اور سرکار عالم پناہ کا بنایا ہوا یہ قلندر احرام پوش اس شان کی فقیری کر گیا۔ کہ آج ہر وارثی فقیر کی زبان پر اس کا نعرہ زبان زد ہے۔ یعنی مزہ ہر پیاری کا اور سب جھول ہے آخری درشعبان ۱۳۵۲ھ کو حافظ صاحب کا وصال ہو گیا اور اسی جگہ جہاں سرکار کی نذر شریف ادا ہوتی تھی۔ بمقام دیوہ شریف دفن فرمائے گئے۔

عاشق کا جنازہ بھی بڑی دھوم سے نکلا۔

آپ کے مریدین اور صاحب مجاز مریدین و تہمد پوش فقرا کی تعداد کافی ہے فقیر صوفی وارثی مصنف کتاب ہذا کو بھی بمقام اجمیر شریف حافظ صاحب

سے ہی احرام عطا کیا گیا۔ آپ کا بہت سی کرامتیں لوگوں نے دیکھیں۔ آپ اجمیر شریف میں بھی بڑی دھوم سے چادر چڑھاتے تھے اور دیگیں مناتے تھے۔ دیوہ شریف میں زمانہ عرس وارثی تمام فقرا اور ساکنان دیوہ کا لنگر ایک دن آپ کے یہاں سے ہوتا تھا۔ سرکار عالم پناہ کے خاص دلدادہ تھے۔ محاجرین میں اک خاص امتیاز نہ تھا۔

خدا رحمت کند بر عاشقان نیک طینت را

# سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان العارفین اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آتش محبت میں ہمیشہ جلتے تھے حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں۔ کہ آپ ہمارے نزدیک ایسے تھے۔ جیسے فرشتوں میں حضرت جبرائیل آپ کے والد بزرگان بسطام سے تھے۔ آپ کا قول ہے۔ راہ طریقت میں چشم بینا بڑی نعمت ہے۔ اور گوش شنوا اور نہ مرگ مفاجات بہتر ہے۔ جب قرآن پاک میں آپ نے پڑھا کہ لوگو میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا لو۔ آپ گھر آئے اور والدہ سے کہا یا تو مجھے خدا سے آپ مانگ لیں جو میں آپ کی خدمت کروں ورنہ خدا کو سونپ دیں کہ اس کا ہو جاؤں۔ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ جا خدا کو سونپا آپ بیس سال تک جنگلوں میں مارے مارے پھرتے رہے۔ اور ایک سو تیرہ پیران عظام سے فیض حاصل کیا۔ ایک روز آپ حضرت امام جعفر صادق کے حضور میں تھے۔ انہوں نے کوئی کتاب منگوائی کہ طاق میں سے اٹھا لاؤ۔ آپ نے کہا کون سے طاق میں سے فرمایا۔ کیا تم نے طاق بھی نہیں دیکھا۔ کہا آپ کے

ہوتے حاق کو کیا دیکھا فرمایا تو پھر بسطام جاؤ تمہارا کام ہو گیا۔ اک بزرگ سے ملنے گئے۔ انہیں دیکھا کہ کعبہ کی سمت تھوک رہے ہیں۔ واپس چلے آئے مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد آپ کو والدہ کی قدم بوسی کا خیال ہوا تو بسطام آئے۔ اہل لیان شہر نے استقبال کیا۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ آپ نے رجوع خلق سے بچنے کو دن میں کھا لیا تو سب آپ سے برگشتہ ہو گئے۔ آپ کا قول ہے جس کام کو میں سب سے پیچھے سمجھتا تھا۔ وہ سب سے اول نکلا یعنی والدہ کی رضامندی والدہ نے ایک دن پانی مانگا سردی کا موسم تھا۔ آپ کوزہ میں پانی لائے تو والدہ کو سوتے ہوئے پایا۔ آپ یئے کھڑے رہے۔ جب وہ بیدار ہوئیں۔ تو میرے لیے دعائیں کیں۔ ایک بار وجدانی کیفیت میں آپ نے فرمایا۔ سبحانی ما اعظم شانی میں پاک ہوں۔ میری بلند شان ہے۔ یہ واقعہ مریدوں نے آپ سے کہا۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں نے یہ کہا تھا۔ تمہیں لازم تھا کہ میری گردن اڑا دیتے۔ آئندہ اس کا لحاظ رکھنا چنانچہ کچھ دنوں کا بعد پھر ایک دن وہی کیفیت ہوئی تو کسی مرید نے تلوار ماری۔ مگر کچھ اثر نہیں ہوا۔ جب آپ ہوش میں آئے اور حال معلوم ہوا تو فرمایا کہ بایزید کہنے والا نہ ہو گا۔ وہی ہو گا۔ جسکی بلند شان ہے۔ جسطرح حضرت جبرائیل نے حضرت مریم پر تجلی کی تھی۔ یہ کیفیت بھی اسی قسم کی ہو گی۔ ایک دفعہ ایک سیب ہاتھوں میں لے کر آپ نے فرمایا۔ کیا لطیف سیب ہے۔

اے بایزید ہمارا نام سیب پر چسپاں کرتا ہے۔ شرم کر۔ آپ جب تک زندہ رہے۔ بسطام کا میوہ نہیں چھوا اور چالیس سال تک دیوار نہیں لگائے حضرت شفیق بلخی کے مرید نے حج کا ارادہ کیا۔ تو آپ نے حکم دیا۔ جا حضرت بایزید کی زیارت کر آ۔ وہ آپ کی خدمت میں آیا۔ تو آپ نے پوچھا تیرا پیر کیا کرتا ہے۔

عرض کیا توکل فرمایا دو روٹی کے لیئے خدا کو آزماتا ہے۔ وہ شخص اس

سخت کلامی سے برگشتہ ہو کر واپس ہو گیا۔ پیر نے جلد واپسی کی وجہ پوچھی۔ اس نے بتادی حضرت شفیق نے جب یہ سُنا تو توبہ کی اور مرید سے کہا کہ جا یہ کہنا وہ تو ایسے ہیں تم کیسے ہو۔ آپ نے فرمایا یہ دوسری غلطی ہے۔ بھلا جب موصوف ہوں ہی نہیں تو وصف کیا۔

آپ کے ہمسایہ میں ایک بت پرست رہتا تھا۔ جس کا بچہ اندھیرے کی وجہ سے رات بھر روتا تھا۔ آپ ہر روز اس کے گھر چراغ روشن کراتے تھے۔ جب بُت پرست نے سُنا تو کہا جب شیخ کی روشنی میرے گھر آگئی۔ تو اب کفر کے اندھیرے کا کیا کام اور مسلمان ہو گیا۔ کہتے ہیں۔ کسی گبر سے کسی نے اسلام لانے کو کہا۔ اس نے کہا کہ جو مسلمانی بایزید کی ہے۔ ویسا تو میں نہیں بن سکتا اور جیسے تم مسلمان ہو ویسا میں نہیں بننا چاہتا افسوس کہ مسلمان کی اکثریت آج بھی اسی کی مصداق نظر آتی ہے۔

آپ ایک مرتبہ دجلہ پر گئے اس میں طوفان آنے لگے۔ آپ نے فرمایا دام دے کر تجھ سے پار ہو سکتا ہوں۔ مگر اپنی تیس سالہ ریاضت اس کرامت کے لئے برباد نہیں کروں گا کہ بے کشتی کے دریا سے پار ہو جاؤں۔ ایک امام کے پیچھے آپ نے نماز پڑھی۔ بعد نماز کے امام نے آپ سے گزارہ کی سبیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا: ٹھہر میں اپنی نماز لوٹا لوں اس واسطے کہ ایسی شخصیت کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ جو رزاق کو نہ جانتا ہو۔ ایک شخص نے آپ کے دروازہ پر آکر آپ کو آواز دی: آپ نے جواب دیا۔ بھائی تیس سال سے تو میں بایزید کو تلاش کر رہا ہوں۔ ابھی تک نہیں ملا۔ یہ بات حضرت ذوالنون مصری نے سنی تو فرمایا کہ حق تعالے نے انہیں ایسی جماعت میں گم کر دیا ہے۔ جو ذات سے واصل ہے۔

ایک مرید آپ کی خدمت میں بیس سال سے رہتا ہے۔ ہر روز آپ اس کا نام پوچھتے۔

اس نے خیال کیا کہ یا تو آپ مذاق کرتے ہیں۔ یا پھر جب یہیں بھول جاتے ہیں۔ تو وہاں کیا یاد رکھیں گے۔ اللہ اللہ کیا محویت تھی۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں پہلے طواف کعبہ کیا کرتا تھا۔ لیکن جب واصل بحق ہوا تو کعبہ میرا طواف کرنے لگا فرمایا کہ عارف کا کمتر درجہ یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ کی صفات اس میں پائی جائیں فرمایا گناہ اس قدر مضر نہیں۔ جس قدر اک مسلمان کو ذلیل کرنا۔

آپ فرماتے تھے خود کو پہچانو گے تو معرفت حق حاصل ہو۔

حق تعالیٰ اپنے دوستوں کو تین خصلتیں ضرور دیتا ہے۔ سخاوت دریا کی طرح شفقت آفتاب کی طرح تواضع زمین کی طرح۔

نیک لوگوں کی صحبت نیک اعمال سے بہتر ہے۔ اپنے آپ کو جتنے ہو اتنا ہی ظاہر کرو۔ جس نے خواہشات ترک کیں۔ خدا سے جا ملا۔ فرلضیہ صحبت مولا ہے۔ رفعت ترک کر دینا۔ کسی نے پوچھا راہ حق کونسی ہے۔ فرمایا تو رستے سے اٹھ جا خود بخود حق تک پہنچ جائے گا۔ کسی نے آپ کی عمر پوچھی۔ فرمایا چار سال اس لیئے کہ ستر۔ ۷ برس دنیا کی قید و قال میں رہا۔ چار برس سے اس حال میں ہوں۔ پوچھا گیا۔ حق تعالےٰ کی راہ کیونکر ملتی ہے۔ فرمایا راہ سے گم ہونے پر۔

کسی نے پوچھا۔ آپ بھوک کو اچھا کیوں سمجھتے ہیں۔ فرمایا فرعون اگر بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ نہ کہتا ریا نعمت حق پر نظر نہ کر عنایت حق کا امیدوار رہ اولیا کے درجہ کا آخر جہاں ہوتا ہے۔ وہاں سے انبیاء کے مدارج کا آغاز ہوتا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ کی طناب تک بھی کسی کے رسائی نہیں فقر و فاقہ خدا تک پہنچاتا ہے۔

خدا کو دوست رکھنا تعجب نہیں تعجب تو یہ ہے کہ خدا دوست رکھے۔ تصوف کے متعلق آپ کا ارشاد ہے۔ کہ تصوف اپنے اوپر آسایش کا دروازہ بند کر لینے کا نام ہے۔

کسی نے بعد وفات خواب میں دیکھا۔ تو پوچھا کہ نکرین سے کیونکر گزری فرمایا انھوں نے

پوچھا کس کا بندہ ہے۔ تو میں نے کہا میرے بتانے سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے پوچھو وہ بھی مجھے اپنا بندہ سمجھتا ہے یا نہیں۔ آپ سنہ ۱۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ھ کو بعہد خلافت المعتمد علے اللہ وفات پائی مزار شریف بسطام میں ہے۔

# سیدنا حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ (۶)

یہ حضرت شفیق بلخی رحمت اللہ کے مرید صادق تھے۔ اور خراساں میں بڑے جلیل القدر اور معززین میں گنے جاتے تھے۔ بغیر محاسبہ و مراقبہ بلوغت کے بعد ایک ساعت بھی نہیں گذاری۔ حضرت جنید بغدادی نے بھی آپ کی تعریف کی ہر آپ نے لفظ شالیہ کے معنے یہ بیان کیے ہیں کہ حق تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے سوا کسی سے امید نہ رکھنے والا۔

ایک دفعہ آپ سے ایک عورت کوئی مسئلہ دریافت کرنے آئی۔ کہ اس کی ریح سرزد ہوگئی۔ اور وہ بڑی محجوب ہوئی۔ مگر آپ نے وقت گفتگو اپنے آپ کو اس کے سامنے بہرہ ثابت کیا۔ کہ آپ اونچا سنتے ہیں یہ سمجھ کر عورت کی شرمندگی رفع ہوگئی۔ مگر آپ جب تک زندہ رہے۔ اونچا ہی سنتے رہے۔ کہ وہ عورت نہ سن پائے۔ کہ آپ اونچا نہیں سنتے۔ حتی کہ آپ کا نام بھی حاتم اصم مشہور ہوگیا۔

اصم کے معنی بہرے کے ہیں۔ ایک مرتبہ وعظ ختم فرما کر یہ دعا کی کہ الٰہی اس مجمع جو سب سے زیادہ گنہ گار ہو۔

اُسے بخش دے اک کفن چور میں تھا۔ جب رات کو وہ کفن چرانے گیا تو اُسے آواز آئی کہ بخشے جانے پر تو پھر گنہ کار کرنے آیا ہے۔ وہ کفن چور نادم ہو کر تائب ہوگیا۔

اور ایک شخص نے آپ سے کہا۔ حضرت بالغیر بوئے ہوئے بھی کوئی غلہ کاٹ سکتا ہے فرمایا از تکلم فی السماء و تو عددن۔ یہ بھی آپ کا ہی قول ہے۔ کہ بیش از قیمت نہ کسی کو ملا اور نہ ہی ملے گا۔ پھر جستجو عبث ہے۔ جو شے اپنے صاحب کو خود ڈھونڈھتی پھرے اس کی تلاش بے معنی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یار سب سے بہتر خدا ہے۔ کراماً کاتبین مونس قرآن پاک اور شغل عبادت بہترین ہے۔ موت واعظ ہے۔ اور دنیا عبرت کدہ اور جوان باتوں کے علاوہ کسی بات کا خواہش مند ہے۔ وہ دوزخ کے لائق ہے آپ کہتے ہیں۔ ظاہر وضو پانی سے ہوتا ہے۔ باطنی توبہ سے میں جب مسجد میں جاتا ہوں تو ہبت احترام سامنے ہوتا ہے۔ بہشت دوزخ دہنے بائیں پل صراط زیر قدم ملک الموت پیچھے لوگو وقت غنیمت جانو گناہوں پر معذرت کرو۔ نفس کی مخالفت آپکا قول تھا۔ آج کل کے علماء کا تکبر مثل شاہوں کے ہرگنہ گاروں کا دل بیمار ہوتا ہے۔ شکم پرستوں کا غافل اور کافروں کا دل مردہ ہے۔ صحیح دل اللہ کے نیک بندوں کا ہوتا ہے۔ عبادت کی زینت خوف ہے۔ جلدی اگرچہ شیطانی کام ہے۔ مگر مہمان کی مدارات میں میت کی تجہیز و تکفین میں نابالغہ دختر کا نکاح میں قرض کی ادائیگی میں اور توبہ کرنے میں جلدی کرنی چاہئیے۔ دنیا دار اس حیثیت سے زاہد کہے جا سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے دنیا پر قناعت کی اور عقبیٰ جیسی بڑی چیز چھوڑ دی

اللہ اللہ کیا لطیف طنز ہے۔

# مجاہد اعظم حضرت خواجہ حبیب عجمی (رح)

آپ بہت مالدار تھے۔ سود کا لین دین کرتے تھے۔ اور بڑی سختی سے کی وصولیت کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ہرجانہ بھی وصول کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ جو تقاضے کو گئے۔ تو مقروض نہیں ملا۔ اس کی عورت نے کہا کہ اس وقت تو کچھ بھی نہیں صرف بکری کی گردن بچی ہوئی پڑی ہے۔ کہا وہی دیدہ لے کر آگئے۔ بیوی کو دی کہ لپکاؤ۔ جب پک گئی۔ تو اک سائل نے سوال کیا۔ اسے جھڑک دیا گیا۔ جب کھانے کے لئے گوشت رکابی میں نکالا تو سب خون ہی خون تھا۔

آپ نے دیکھا تو تمام باتوں سے تائب ہوئے۔ دوسرے دن لوگوں سے اپنا روپیہ واپس لینے گئے۔ کہ اب سود کا روبار نہیں کریں گے۔ جمعہ کا دن تھا۔ بچے کھیل رہے تھے۔ بولے ہٹ جاؤ۔ حبیب سود خوار آتا ہے۔ ہم پر اس کی گرد نہ پڑے۔ آپ وہیں سے حضرت خواجہ حسن بصری کی خدمت میں پہنچے۔ تائب ہو کر بیعت ہوئے۔ وہاں اک مقروض آپ سے کترایا۔ آپ نے کہا نہ ڈر نہ ڈر اب میرا تجھ پر کوئی تقاضہ نہیں۔ پھر آپ گھر لوٹے تو وہی بچے پھر رستے میں ملے کہنے لگے۔ ہٹ جاؤ خواجہ حبیب تائب آرہے ہیں۔

کہیں ہماری گرد ان پر نہ پڑ جائے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا قربان تیرے ایک دن میں ہی دو تماشے دکھا دے۔ پھر آپ نے سب مال جس جس کا تھا واپس کر دایا۔ اور دونوں میاں بیوی لب فرات ایک عبادت خانہ بنوا کر اس میں رہنے لگے۔ دن آپ حضرات خواجہ حسن کی خدمت میں گزارتے تھے رات عبادت خانے میں عجمی ہونے کی وجہ سے تلاوت میں صحیح تلفظ نہیں ہوتا تھا۔

کھانے پینے کی تنگی ہونے لگی ۔ تو آپ نے مزدوری کا ارادہ کیا ۔ اور تمام دن عبادت میں گزارنے لگے ۔ جب بیوی نے تقاضہ کیا تو کہہ دیا ۔ میں جسکی مزدوری کرتا ہوں ۔ وہ بڑا کریم ہے ۔ آج کل میں ہی مزدوری دے دیگا ۔ جب دس دن ہو گئے اور بیوی نے تقاضا شدید کیا ۔ آپ کو فکر ہوا ۔ مگر جاکر عبادت میں مشغول ہو گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بورا آٹا ۔ ایک بکری تھوڑی گھی ۔ تھوڑا شہد اور تین سو درم بھجوا دیئے اور کہنے والا یہ کہہ گیا ۔ کہ خواجہ جس کی مزدوری کرتے ہیں ۔ یہ سب اس نے بھجوایا ہے ۔ ان سے کہنا کہ کام خلوص نیت سے کیئے جائیں ۔ مزدوری میں کوتاہی نہیں کی ۔ شام کو جب حبیب عجمی آئے تو کھانے کی خوشبو آئی ۔ حیران ہوئے ۔ بیوی سے کیفیت معلوم ہوئے ۔ اسی روز سے آپ متوکل ہو گئے ۔ اور متجاب الدعوات اصحاب میں سے ہو بارہا آپ کو لوگوں نے حج کے دن عرفات پر دیکھا ۔ حالانکہ بظاہر آپ سفر نہیں کرتے تھے ۔

عجمی ہونے کی وجہ سے آپ الحمد کو الہمد پڑھا کرتے تھے ۔ جو لوگ اسی وجہ سے آپ کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے ۔ انہیں خدا کی طرف سے اشارہ ہوتا تھا ۔ کہ ظاہر ہے ۔ الفاظ و قرات پر نہ جاؤ ۔ حبیب عجمی کا خلوص دیکھو ۔ وہ میری رضا پر راضی ہے ۔ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد حنبل دونوں بیٹھے تھے ۔ کہ حبیب عجمی ادھر سے گزرے ۔ امام احمدؒ نے سوال کیا ۔ کہ آپ بتائیں ۔ وہ آدمی جسکی پانچیں نمازیں قضا ہو گئی ہوں گیں ۔

اُسے یاد نہ ہوا کہ کس وقت کی نماز قضا ہوئی ہے ۔ وہ کیا کرے اور کونسی نماز کی قضا پڑھے ۔ تبنیع کرنی چاہیئے اور پانچوں نماز پر قضا کرنی چاہئیں ۔ امام احمد حیران رہ گئے ۔ جب لوگ آپ کے سامنے قرآن پڑھتے تو آپ روتے کہتے سمجھتے نہیں تو روتے کیوں ہیں ۔ تو فرماتے ہاں میں عجمی ہوں ۔ مگر دل عربی ہے

۹ رمضان سنہ ۱۲۰ھ کو پیدا ہوئے اور سنہ ۱۴۱ھ میں وفات ہوئی۔ مزار مبارک بصرہ میں ہے۔

# حضرت خواجہ حسین بن منصور حلاج (رح)

نام حسین مشہور منصور حلاج کے نام سے تھے۔ تستر میں تھے۔ پھر بغداد آئے پھر بصرہ ۱۸ سال کی عمر تھی۔ حضرت یعقوب الاقطع کی بیٹی سے شادی کی۔ پھر بغداد آئے۔ اور حضرت جنید کے مرید ہوئے۔ حجاز گئے۔ پھر بغداد آئے۔ اور حضرت جنید سے اک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو ضرور کسی دن سولی چڑھے گا۔

عرض کیا۔ حضرت اس دن آپ ایک سال رہے۔ لوگ عقیدت مند ہو گئے پھر آپ مفقود الخبر پانچ سال تک رہے گی۔ کتابیں بھی تصنیف کیں۔ پھر بصرہ آئے اور مکہ گئے۔ پھر آپ ہندوستان آئے ہند والوں نے آپ کو ابوالغیث کا خطاب دیا۔ اور اہل خورستان نے حلاج اسرار پھر آپ مکے میں ۲ سال رہے واپسی پر حال تبدیل ہونے کا بہت سی کرامتیں بھی سرزد ہوئیں۔ پچاس سال کی عمر ہوئی۔ تو آپ کہتے تھے۔ کہ میں ہزار سال کی نماز پڑھ چکا ہوں۔ ایک گودڑی آپ کے پاس بیس برس رہی

اس میں ایک ایک رتی کی جوئیں پڑ گئی تھیں۔ لوگوں نے خدا کا رستہ پوچھا تو کہا صرف دو قدم ہے۔ ایک دنیا سے قدم اٹھا دوسرا مولا کی طرف رکھ فقر کی تعریف مستغنی ماسعری اللہ آپ کرتے تھے۔ پھر فرمایا زبان گویا خاموش دل کی ہلاکت ہے۔

آپ کا ارشاد ہے۔ ترک دنیا زہد نفس ہے۔ اور جو معمول پر نظر کرتا ہے اعمال سے محجوب ہوتا ہے۔ صبر آپ کے نزدیک یہ تھا۔ کہ پھانسی بھی چڑھ جائے تو اف نہ کرے۔ چنانچہ کر کے دکھاؤ۔ یا آپ نعرہ اناحق لگاتے تھے۔ لوگوں نے حضرت جنید سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ تم اس کے حال میں دخل نہ دو۔ آخر ایک جماعت مخالف ہو گئی۔ اور خلیفہ معتصم بھی برہم ہو گیا۔ آپ کو قید کر دیا۔ قید خانے میں آپ ایک ہزار رکعت روز پڑھتے تھے۔

لوگوں نے پوچھا۔ آپ حق ہیں تو نماز کس کی پڑھتے ہیں۔ فرمایا اپنی پھر خلیفہ نے آپ کے قتل کا حکم دیا۔ کوڑے مارے۔ سولی پر لے گئے۔ ایک مجذوب نے پوچھا عشق کسے کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اب دیکھ لیجو۔ آپ کے صاحبزادے نے وصیت چاہی تو فرمایا ایسے کام میں کوشش کر۔ جو سب سے بہتر ہو۔ پھر سولی کو بوسہ دے کر چڑھے۔

کہتے ہیں کہ اس وقت آپ نے یہ کہا تھا۔ کہ جوانی میں ایک عورت پر نظر کرنے کا نتیجہ اب بھگت رہا ہوں۔ حضرت شبلی نے پوچھا کہ تصوف کیا ہے۔ فرمایا دیکھ تو رہے ہو۔ شبلی نے پھول آپ کے مارا تو ہائے کی۔ لوگوں کے پتھروں سے بھی اف نہ کی اس لئے کہ شبلی واقف حال تھے۔ جب آپ کے ہاتھ کاٹے اور ہنسے

آخری تکبیر یہ تھا۔ یکتا کی دوستی یکتا کر کے دیکھی ہے۔ پھر آپ جاں بحق ہو گئے آپ کو خواب میں دیکھا گیا۔ کہ سر دھڑ پر نہیں تھا۔

اگرچہ لاش جلا کر راکھ بہا دی گئی۔ مگر آپ نے بتایا کہ میرے مخالف موافق دونوں پر رحمت ہو گی۔ آپ کو بعد وفات صدق کے محل میں اتارا گیا۔

# باخدا حضرت درگاہی شاہ صاحب رامپوری رح

خطاب محبوب الٰہی والد کا نام میاں شاہ لال حضرت امام اعظم کی اولاد میں سے تھے وطن ہزارہ ۔ مرید حضرت شاہ جمال اللہ رام پوری ۔ ۱۰ جمادی الثانی سنہ ۱۲۲۶ھ کو وفات پائی ۔ مزار رام پور میں ہے ۔ آپ جوانی میں سیف البدن تھے ۔ بڑھاپے میں تو بذریعے کثرت تصور حضرت غوث پاک سے ہم شبیہ غوث پاک کہلاتے تھے ۔ ولی مادرزاد تھے ۔ مدت تک صحرا انوار رہے ۔ اکثر مزارات سے فیض حاصل کیا ۔ اک زمانہ استغراق گزارا آپ کے خلیفہ حضرت یقین شاہ صاحب تھے ۔ آپ بے انتہا خاکسار تھے ۔ اظہار مشیخت سے گریز تھا کفنی استعمال کرتے تھے ۔ اور خوراک ساگ پات تھی ۔ اور ایک مدت تک مجرد رہے ۔ قلندریت غالب تھی طالب کرامت کی بیعت نہیں لیتے تھے ایک مفلوج عورت کو یحیی و یمیت پڑھ کر دم کر دیا ۔ صحت یاب ہو گئی ۔

محمد نور نامی ایک حسین لڑکے سے محبت تھی ۔ اس کا انتقال ہو گیا تو جنازے کی نماز پڑھنے گئے ۔ اور کہا محمد نور تو مجھ سے جدا کیوں ہو گیا ۔ بول محمد نور زندہ ہو کر آپ کی تعظیم بجالایا

-:------:------:-

# سلطان الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصریؒ

آپ سر کردہ اولیائے کرام بھی تھے ۔ اور پروردگار سرکار بوت بھی صاحب علم وعمل بھی تھے ۔ باطنی علم کے نسبت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے ہوئے پانی میں سے بچا ہوا پانی پینے کی وجہ سے آپ کے فرمانے کے مطابق دولت علم حق کے آپ بڑے سرمایہ دار تھے ۔ حضور نے آپ کے حق میں دعا بھی فرمائی تھی نام آپ کا حسب ہدایت حضرت فاروق اعظم حسن رکھا گیا ۔ کیونکہ حسین بھی تھے حضرت ام سلمہ نے آپ کی پرورش کی تھی ۔ اور ساتھ ہی دعا بھی کہ الہی یہ غنچہ مقتدا سے خلائق ہو ۔ آپ نے ایک سو تیس صحابیوں کا زمانہ پایا تھا ۔ جن میں ستر بدری تھے ۔

آپ کو ارادت و بیعت حضرت سید الاولیا حضرت علی سے تھی ۔ ایک شہزادہ کی موت سے آپ نے عبرت حاصل کی اور گوشہ نشینی اختیار کی اور مقتدائے عارفاں ہوئے ۔

ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ وعظ فرما ۔ مگر جس وعظ میں حضرت رابعہ ہوتیں راز کی باتیں نہ کہتے ۔ حالانکہ لوگ آپ سے کہتے بھی اگر ایک عورت نہیں ہے ۔ تو کیا ہے ۔ آپ وعظ فرماتے آپ فرماتے کہ ہاتھیوں کے شربت کو چیونٹیاں کیونکر پی سکتی ہیں ۔ آپ کا قول تھا ۔ کہ مسلماناں در گور مسلمانی در کتاب باوجودیکہ عصر نبوت کو ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گذرا تھا ۔

آپ کا قول یہ بھی تھا ۔ دین کی اصل پرہیزگاری سے ہے اور اسے تباہ کرنی والی طمع ہے ۔

دبقول کسے طمع راسہ حرفست ہر سہ تھی۔) آپ نے اکثر فرمایا کہ میں اپنے وعظ میں لوگوں کی کثرت سے خوش نہیں ہوتا۔ البتہ دل سوختہ ایک بھی ہوتا ہے۔ تو میں خوش ہو جاتا ہوں۔ ایک مرتبہ آپ کے وعظ کی محفل میں حجاج شمشیر برہنہ معہ اپنے فوجی باڈی گارڈ کے آگیا۔

آپ نے پرواہ بھی نہیں کی۔ حضرت علی نے جس زمانے میں وعظ اور واعظوں پر پابندی لگادی تھی۔ آپ کا مجلس وعظ میں تشریف لائے تو فرمایا کہ یہ جوان شائستہ سخن ہے۔ آپ منبر سے اتر کر حضرت علی کے پیچھے دوڑے اور عرض کیا کہ مجھے وضو کرنا سکھا دیجئے۔ آپ نے طشت منگوایا اور آپ کو وضو کر کے دکھایا۔ ایک دفعہ امساک باراں کے موقعہ پر آپ نے لوگوں سے کہا۔ کہ مجھے نکال دو۔ تو بارش ہو جائے۔

آپ کو کبھی کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ بچپن میں آپ سے کوئی لغزش ہو گئی تھی۔ ہمیشہ جب آپ عباد نیے تو گریبان پر اس معصیت کو لکھ لیتے اور دیکھ کر رو دیا کرتے۔ حضرت مالک دینار نے سوال کیا۔ حضرت دل کو مردہ کب سمجھیں۔

فرمایا جب اس میں دنیا کی محبت ہو۔

آپ کا ہمسایہ شمعون نامی آتش پرست تھا۔ جب بیمار ہوا تو آپ اسکی عبادت کو گئے۔ اور دعوت اسلام دی۔ اور کہا آگ کے پوجنے والو۔ آتو اور میں دونوں اپنے ہاتھ آگ میں ڈالیں۔ جب آپ کے ہاتھ کو آگ نے نقصان نہ پہنچا تو وہ مسلمان ہو گیا۔

مگر اس نے آپ سے اک پرچہ لکھوالیا۔ کہ بعد مرگ مجھ پر کوئی عذاب نازل نہ ہو جائے۔ وہ تو اسی روز مر گیا۔ مگر تمام رات متفکر رہے۔ کہ یہ ذمہ داری جو

اپنے سر لی ہے ۔ خدا جانے کیا حشر ہے ۔ بھلا ڈرانے والا بھی کسی کو سہارا دے سکتا ہے ۔

اسی فکر میں سو گئے دیکھا ۔ کہ شمعون زریں لباس پہنے تخت پر بیٹھا ہے ۔ اور کہہ رہا ہے ۔ کہ یا خواجہ اب مجھے آپ کی ذمہ داری کی پرواہ نہیں ۔ خدائے رحیم نے مجھ پر اپنا فضل فرمایا ۔

ایک دن آپ دجلہ کی طرف سے گزرے تو دیکھا اک سیاح اک عورت کے ساتھ بیٹھا صراحی میں سے نکال کر کچھ پی رہا ہے ۔ آپ نے خیال کیا کہ شاید یہ شخص مجھ سے بہتر نہ ہو ۔ اس لیئے کہ ایک عورت کے ساتھ بے حجاب ہو اپی رہا ہے ۔ اتنے میں ایک کشتی ڈوبتی نظر آئی ۔ جس میں سات آدمی تھے ۔ چھ آدمی تو اس شخص نے بچائے ساتویں کی طرف اشارہ کر کے آپ سے کہا ۔ کہ خواجہ اسے تم بچا لو ۔ اگر مجھ سے بہتر ہو ۔ پھر کہا اے امام المسلمین یہ عورت میری ماں ہے اور صراحی میں پانی ہے ۔ صرف آپ کا امتحان مدِ نظر تھا ۔ آپ نے فرمایا اللہ تیری آنکھیں ادر روشن کرے تو نے مجھے دریائے کبر سے نکال لیا ۔

ایک مرتبہ ایک کتا آپ کی خانقاہ کے سامنے بیٹھا تھا ۔ لوگوں نے پوچھا خواجہ آپ بہتر ہیں ۔ یا یہ کتا فرمایا حسن خاتمہ پر بات ہے ۔ اگر میں عذاب سے نجات پاؤں تو میں بہتر ہوں ورنہ مجھ سے یہ کتا بہتر ہے ۔ ایک دفعہ آپ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ میں نے ایک مست کو دیکھا گرتا پڑتا جا رہا ہے ۔ میں نے کہا کہ سنبھل ہوش میں آ ۔ اس نے کہا ۔ آپ سنبھلیے ۔ آپ کی لغزش ہزاروں کو کہا دے گی ۔ میرا کیا ہے ۔ میں گر دوں گی ۔ تو کپڑے دھو ڈالوں گا ۔

آپ نے فرمایا ۔ ایک لڑکا چراغ روشن کیئے لیئے جا رہا تھا ۔ میں نے پوچھا یہ روشنی کہاں سے آئی ۔ اس نے چراغ گل کر دیا اور کہا بتا دوں گا ۔ کہاں

کہاں سے روشنی آئی - یہ تباد و کہاں گئی - آپ کا قول تھا۔ جس نے قناعت اختیار کی بے نیاز ہو گیا۔

جس نے تنہائی اختیار کی سلامت رہا۔

جس نے خواہشات پر قابو پالیا آزاد ہو گیا۔

ذرہ بھر پرہیز گاری ہزار سالہ نماز روزے سے بہتر ہے۔

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ تیرے بعد دنیا کی کیا حالت ہے۔

جو حکم دوسروں کو دو پہلے اس پر خود عمل کرو۔

پہلے لوگوں میں قرآن پاک کے احکام سے محبت تھی اب الفاظ سے ہے۔ وہ نماز جس میں حضور قلب نہ ہو۔ عذاب سے قریب تر ہے۔

آپ اپنے مکان کی چھت پر تھے۔ کہ ہمسایہ کی عورت اپنے شوہر سے لڑ رہی تھی - اور کہہ رہی تھی کہ پچاس سال ہونے کو آئے: تنگی ترشی سب برداشت کی کسی سے شکایت بھی نہیں کی۔ تیرے ننگو نامعرش کا خیال بھی رکھا۔ صرف کی کسی سے شکایت بھی اس لیئے کہ تیری بیوی ہوں۔ تو میرا ہو کر پھر دوسری عورت کی طرف مائل ہے۔ میں تجھے دوسرے نظام کی اجازت ہرگز نہیں دونگی - آپ یہ سن کر رونے لگے۔ اور یہ آیت پڑھنے لگے - ان اللہ لایغفر ان یشرک بہٖ و یغفر مادون ذالک لمن یشاء آپ تمام عمر میں نہیں ہنسے۔ مگر وقت وفات اور رہے کہنے لگے۔ کونسا گناہ گناہ اور وصال فرما گئے۔

بعد وفات کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ دم آخر کون گناہ فقرہ کیوں فرمایا تھا۔ تو فرمایا دم آخر میں نے اک آواز سنی تھی۔ کہ ملک الموت ذرا سختی سے کام لے۔ کیونکہ اک گناہ اور باقی رہ گیا ہے۔ جب میں نے پوچھا تھا۔ کون ساگناہ آپ کی وفات پر بہت سے لوگوں نے یہ آواز سنی ۔ کہ ۔

حسن بصری خدا تک پہنچ گئے۔ آپ عہد فاروقی میں پیدا ہوئے تھے۔ اور حضرت اویس قرنی کے آپ پوتے تھے۔ اور ۵ رجب سنہ ۱۱ھ کو وفات ہوئی مزار شریف میں زیارت گاہ عوام ہے۔

آپ کا ارشاد ہے۔ کہ طعام سے پُر معدوں میں حکمت کے موتی نہیں سماتے پھر فرمایا بلا پر صبر کرنا مردوں کا شیوہ نہیں ہے۔ بلکہ خوش ہونا چاہیئے۔ فرمایا صوفی وہ ہے جو وہ بات ہرگز نہ کہے جو اس میں نہ ہو۔

کسی نے آپ سے پوچھا عارف کون ہے۔ فرمایا جو مخلوق میں بیگانوں کی طرح رہے۔ اور جس درجہ کا عارف ہوتا ہے اسی قدر زیادہ حیرت ہوتی ہے کہ۔

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

آپ کا قول ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ جسے دوست بناتا ہوں اس کے کان آنکھ بن جاتا ہوں۔ کہ وہ میرے سوا کچھ نہ دیکھے۔ اور میرے سوا کسی کی بات نہ سُنے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ وہ مردہ ہے۔ جسے خدا کا خوف نہیں خوف امید سے زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ تقوی کی علامت یہ ہے کہ بظاہر گناہ سے آلودہ نہ ہو۔ اور بباطن فضولیات سے بچے خدائے تعالیٰ کے نزدیک جو چیزیں ذلیل ہوں انہیں اختیار نہ کرے۔ بسماع نفس کے ساتھ سننے والا زندیق ہے توکل ترک تدبیر کا نام ہے۔ عبادت کی کنجی فکر اور نفس کی مخالفت ہے۔ فرمایا نفس کا پہچاننے والا نوشتہ تقدیر پر راضی ہے۔ تھوڑا سا یقین بھی تمام دنیا سے زیادہ ہے۔

اپنے نفس کی دشمنی سے خدا کو دوست بناؤ۔ صوفی دنیا کے مقابل خدا کو پسند کرتا ہے۔ جس روز آپ کی وفات ہوئی۔ دنیا نے جواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں۔ کہ ذوالنون خدا تک پہنچ گیا۔ اہالیان مصر نے آپکے

مراتب بعد وفات پہچانے۔

# حضرت داتا گنج بخش لاہوری (رح)

آپ کا مبارک نام علی ہے۔ ہجویر متصل غزنی کے رہنے والے ہیں۔ عنفوان شباب ہی میں آپ قصبہ جلاب میں آ گئے تھے۔ اس لیئے آپ کے والد کا نام عثمان جلابی مشہور ہوا۔ اور آپ دلی ہجویری آپ سادات حسنی میں ہیں۔ آپ حنفی تھے۔ اور ابوالفضل کے مرید تھے وہ جنیدی سلسلے میں تھے۔ لاہور میں آپ اپنے شیخ کے حکم سے معہ اپنے دو پیر بھائیوں سید لطفی وابوسعید کے محمود غزنوی کے لشکر کے ساتھ آئے دریائے راوی کے پاس حضرت حسین زنجانی کا جنازہ ملا دیہ لاہور کے قطب تھے، آپ نے بھی تدفین میں حصہ لیا۔ اب آستانے میں جہاں اک پانی کا چھوٹا سا مدور حلقہ بنا ہوا ہے جس کا پانی لوگ تبرک سمجھتے ہیں۔

وہاں آکر آپ نے اسلامی علم نصب کیا۔ قریب ہی ہندوؤں کا ایک مندر بنا ہوا تھا۔ ایک دن ایک عورت تازہ دودھ لیئے جا رہی تھی۔ آپ نے اس سے دودھ خریدنا چاہا۔ اُس نے کہا جوگی جی کے لیئے لیجا رہی ہوں۔ دودھ وہاں نہیں جائے گا۔ تو ہمارے جانوروں کے دودھ کے بدلے خون آنے لگے گا۔ آپ متبسم ہوئے اور فرمایا کہ آؤ تم ہمیں دودھ دے۔ جاؤ خدا نے چاہا۔ تو دودھ میں برکت ہوگی۔ عورت نے سب دودھ دے دیا۔ آپ نے بقدر حاجت لے لیا۔

بقیہ دریا میں ڈلوا دیا۔ پھر تو اس عورت کے مویشیوں نے کثرت سے دودھ دینا شروع کر دیا دیکھا۔ دیکھی قرب وجوار کے دوسرے لوگ بھی دودھ کی

منگیاں لیئے حاضر ہوئے ۔ آپ نے ہر مٹکی میں تھوڑا تھوڑا لے کر دریا میں پھینکوا دیا سب کے دودھ میں اللہ تعالےٰ نے برکت ظاہر کی ۔

جوگی کو یہ خبر ملی تو اس نے اس قدر راجا گی شعبدے آپ کو دکھائے اور ہوا میں اڑنے لگا ۔ اور کہا دودھ تو بند کرا دیا ایسا کوئی کمال دکھاؤ ۔ آپ نے اپنی نعلین کو پھینک دیا اور فرمایا یہاں لاؤ ۔ اسے چنانچہ نعلینوں نے ایسی کفش کاری کی کہ وہ اتر کر حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا ۔ آپ نے اپنے فیض صحبت سے نوازا شیخ ہندی کا لقب دیا ۔ شیخ ہندی کی اولاد ہی آج کل حضرت کے آستانے کی خادم ہے ۔ جہاں آپ نے نشست فرمائی تھی ۔ وہیں اک چھوٹی سی مسجد بنوالی ۔

آپ کی تصانیف میں کشف المحجوب بڑی مشہور اور نادر کتاب ہے ۔ اور مقبول خاص وعام ہے ۔ آپ کے دیوان نایاب ہیں ۔ آپ بڑے بلند پایہ اولیا میں سے ہیں ۔ حتیٰ کہ حضرت خواجہ خواج گان سلطان الہند دربار رسالت سے حبیب ہندالولی ہو کر تشریف لائے ۔ تو آپ کے روضہ پر معتکف ہوئے چنانچہ آج تک اس مقام پر اک حجرہ بنا ہوا ہے ۔ حضرت خواجہ صاحب نے حضرت داتا صاحب کی مدح میں ایک شعر بھی کہا تھا ۔ جو بہت مشہور ہے ۔ اور داتا دربار میں لکھا ہوا بھی ہے ۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہر نورِ خدا!
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہ نما!

چار سو پینسٹھ میں ماہ صفر کی ۲۰ تاریخ کو وفات ہوئی ۔ اُن دو پیر بھائیوں نے آپ کے دہنے بائیں جگہ پائی شیخ ہندی کی قبر باہر بجانب مشرق جانب ہے ۔

# حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اکابرین صوفیہ سے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد تھے اور حضرت ابراہیم ادھم کو بھی دیکھا تھا۔ آپ کے پیر حضرت حبیب راعی تھے۔ آپ گھر میں تحملف رہتے تھے۔ بیس دینار جو آپ نے میراث میں پائے تھے۔ انہیں سے ۲۰ سال گذر کی۔ روٹی گھول کر کھاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اتنا وقت روٹی کھانے میں کون لگائے۔ اور تلاوت نہ کرے۔ پانی کا برتن جو دھوپ میں تھا۔ صرف اس لیئے نہیں اٹھایا۔ کہ جب رکھا تھا۔ تب سایہ تھا۔ جس مکان میں آپ رہتے تھے۔ بڑا خستہ تھا۔ جو آپ کے انتقال کے دن ہی گر گیا۔ آپ کا ارشاد ہے۔ لوگوں سے اسطرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔ سجدے میں آپ کی وفات ہوئی آپ کی وصیت تھی۔ مجھے زیر دیوار دفن کرنا۔ تاکہ کوئی نشان نہ پا سکے۔ تبع و تابعین میں سے تھے۔

فقرا سے محبت کے ساتھ ملتے تھے۔ خواہ وہ کتنے ہی خستہ حال ہوں۔ وطن کوفہ تھا۔ والد آپ کے نصر الطائی تھے۔ ۲۸ ربیع الاول سنہ ۱۶۲ھ میں وفات پائی۔ مزار بغداد میں ہے۔ داڑھی میں کبھی کنگھی نہیں کی۔ فرمان ہے کہ سلامتی چاہنے والے دین کو سلام اکبر فرماتے تھے۔ زیادہ دیکھنا زیادہ مکروہ ہے۔

# حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ

آپ نے بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں۔ کرامات بھی آپ سے ظاہر ہوتی تھیں مگر لوگ آپ کو زندیق سمجھتے تھے۔ آپ کی وفات تک آپ کو مخلوق نے نہیں مانا۔ آپ فرماتے ہیں ایک پہاڑ پر گیا۔ اور صومعہ کے دروازے پر اک شخص نظر آیا جس کا ایک پاؤں اندر تھا۔ ایک باہر اور کپڑے لپیٹ رہے تھے معلوم ہوا کسی عورت کو دیکھ کر اک قدم یہ باہر عابد صاحب نے کیا تھا۔ کہ توفیق حق نے دستگیری کی فوراً جو پاؤں باہر تھا۔ اسے کاٹ ڈالا اور شرم کے مارے باہر نہیں نکلا مجھ سے پوچھا کہ کیوں آئے ہو۔ حضرت ذوالنون نے کہا کہ مجھے مردان خدا سے ملنے کا شوق ہے۔ فرمایا اوپر جاؤ۔ میں پہاڑ پر نہ چڑھ سکا۔

انہیں بزرگ سے معلوم ہوا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں کھاتے۔ جس میں انسانی کسب وتحصیل کو دخل ہو۔ بالآخر شہد کی مکھیاں انہیں شہد دیتی ہیں۔ مجھے ان سے ملنے کا شوق ہوا تو میں نے ایک اندھے پرند کو دیکھا جو درخت پر بیٹھا تھا۔ نیچے اترا چونچ سے زمین کھودی۔ ایک پیالی میں دانہ پانی نکلا وہ اس نے کھایا اور پھر درخت پر جا بیٹھا۔ پیالیاں غائب ہوگئیں۔ آپ کا توکل اور پختہ ہوگیا۔ اور آپ پر حکمت کے دروازے بھی کھل گئے۔

آپ ایک مرتبہ ایک نہر پر گئے۔ کنارے پر اک محل تھا۔ ایک کنیز وہاں کھڑی تھی فرماتے ہیں۔ میں نے وضو کیا اور اس سے پوچھا تو کون ہے۔ اُس نے کہا جب آپ مجھے نظر آئے تو میں سمجھی کوئی دیوانہ ہے۔ جب پاس کو آئے تو میں سمجھی کوئی عالم ہے جب بالکل قریب آگئے تو میں سمجھی کوئی عارف ہے۔ اب کیا غور تو نہ دیوانہ نہ عالم نہ عارف

کیونکہ دیوانے ہوتے تو طہارت نہ کرتے عالم ہوتے تو نامحرم پر نظر نہ کرتے۔ عارف ہوتے تو ماسوا کو نہ دیکھتے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

آپ کی بہن کے لئے من وسلویٰ آسمان سے آتا تھا۔ ایک روز لوگوں نے آپ کو روتے دیکھ کر سبب گریہ دریافت کیا۔ فرمایا خدا کی ہیبت اور گناہوں کی کثرت کے سبب روتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیس سال میں اک ایسا شخص ملا جیسا چاہیئے اور وہ ایک شہزادہ تھا۔ اس نے پوچھا کہ خدا کا رستہ کون سا ہے۔ آپ نے فرمایا ایک چھوٹا ہے۔ ایک بڑا چھوٹا چاہتا ہے تو گناہ ترک کر دے۔ نفسانی خواہشات ترک کر دے بڑا چاہتا ہے۔ تو ماسوی اللہ کو ترک کر دے اس نے بڑا رستہ اختیار کیا اور ابدالوں کا درجہ پایا۔ خلیفہ متوکل کو آپ کی زندیقیت کی اطلاع دی گئی۔

آپ گرفتار کیئے گئے اتنے میں ایک عورت نے آپ سے کہا۔ خبردار اس مرید سے نہ ڈرنا جو تمہاری طرح ہو چالیس دن آپ قید رہے۔ حضرت بشر حافی کی بہن آپ کو ایک ٹکیہ لگا کر جیل میں دے جاتی تھی۔ چالیس دن کے بعد دیکھا گیا۔ تو چالیسوں ٹکیاں میں بشر حافی کو بہن نے کہا یہ تو حلال کی تھیں۔ فرمایا داروغہ جیل کی معرفت آئی تھیں۔ وہ پاک نہ تھا آخر خلیفہ نے قائل ہو کر آپ سے بیعت کی اور بڑا اعزاز کیا۔ آپ کا ایک مرید تھا۔ جس نے چالیس سال بعد شکایت کی کہ حج بھی کیئے۔ روزے بھی رکھے۔ مجاہدے بھی رکھے۔ مگر دل کی کلی نہ کھلی فرمایا خوب کھا۔ نماز نہ پڑھ آرام سے سو دوست لطف سے نہیں۔ تو عتاب سے ملے گا۔ اس نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ مگر نماز پڑھ لی۔ ندا آئی کہ تیری سب مرادیں بر آئیں گی۔ مگر اس رہزن ذوالنون سے کہہ دینا کہ ہم اسے خوب رسوا کریں گے۔

آپ کے مرید نے پریشان ہو کر آپ کو اطلاع دی۔ اور خواب سنایا آپ کو وجد آگیا۔ طریقت میں بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جو عام طور پر سمجھ میں نہیں آتی جیسے

حضرت خضر و حضرت موسیٰ کا واقعہ قرآن پاک میں درج ہے۔

# سیدہ حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا

عورتوں کا مردوں کی صف میں ذکر ہے تو تعجب کی بات مگر ایک شخص نے جب آپ سے کہا کہ حضرت عورتوں میں آج تک کوئی نہیں ہوا۔ اس شرف سے عورتیں محروم ہیں تو آپ نے جواب دیا۔ ہاں یہ تو سچ ہے مگر عورتوں کے پیٹ سے نبی بہت سے پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت رابعہ بصری جس کرم و فضل سے خدا کے دربار میں نوازی گئی تھیں۔ بہت سے بزرگوں کو اس شرف خصوصی کی حسرت ہی رہی۔ ایک بزرگ جب حج کو تشریف لے گئے۔ تو ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتے گئے۔ مگر کعبہ کو اپنی جگہ پر نہ پایا۔ حیران ہوئے عرض کیا۔ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اے درویش ہماری اک بندی آرہی ہے۔ کعبہ اس کے استقبال کو گیا ہوا ہے۔ انہوں نے حضرت رابعہ کو دیکھا تو کہا اے محترم اللہ کی بندی میں نے رستہ نماز میں طے کیا ہے۔ مگر اس فضیلت سے محروم رہا تو نے رستہ کیونکر طے کیا جو فضیلت تجھے ملی۔ حضرت رابعہ نے جواب دیا کہ میں تو نیاز کی بندی ہوں۔ نیاز ہی میں رستہ طے کرتی آرہی ہوں

میری دستگیری تو بے نیاز کی ہے۔ سچ ہے کہ نماز بھی وہی مقبول ہے جس میں نیاز شامل ہو۔ آپ چونکہ اپنے والدین کی چوتھی اولاد تھیں۔ اس لئے رابعہ نام تھا۔ بصرہ کی قحط سالی کے زمانے میں آپ کے والدین قضا کر چکے تھے۔ ایک ظالم نے آپ کو کنیز بنا کر قحط سالی کے زمانے میں آپ کو کنیز بنا کر فروخت کر دیا تھا۔ آپ قائم اللیل اور صائم النہار تھیں۔ اس نے آقا کی خدمت بھی انجام دیں۔

ایک رات آپ کا آقا رات کو اٹھا تو آپ کو مصروف عبادت پایا کہنے لگے

میں نے آپ کو آزاد کیا۔ اگر آپ یہاں رہنا منظور کریں۔ تو آپ کی خدمت ہم عین سعادت سمجھتے ہیں۔ ورنہ آپ مختار ہیں۔

آپ رخصت ہو کر مصروف ریاضت ہوگئیں۔ ایک ہزار رکعت روزانہ پڑھتی تھیں خواجہ حسن بصری کے وعظ میں بھی جایا کرتی تھیں۔ حج کو گئیں تو رستے میں آپ کا گدھا رہ گیا قافلے والوں نے ہر چند کوشش کی کہ آپ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ آپ نے منظور نہیں کیا اور خدا کے حضور میں عرض کیا اے میرے مالک میں تیرے بھروسے پر گھر سے نکلی ہوں کیا ایک غریب اور بیکس عورت اسی سلوک کے مستحق ہے۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ گدھا زندہ ہوگیا۔

ایک مرتبہ آپ نے اکل حلال کی دو روٹیاں پکائیں کئی وقت سے کچھ کھایا نہ تھا کہ مہمان بھی آگیا۔ آپ نے خیال کیا کہ کیا مہمان کو کھلا دے۔ یا خود کھاؤں۔ کہ سائل نے سوال کیا۔ اور دونوں روٹیاں آپ نے راہ خدا میں دے دیں۔ مہمان بڑا دل تنگ ہوا۔ کہ ۹ ایک ایک روٹی ہی کھا کر پڑ رہتے۔ مگر اس عورت کی فیاضی نے بھوکا ہی رکھا تھوڑی دیر میں ایک شخص کچھ روٹیاں لایا۔ آپ نے شمار کیں۔ اور یہ کہہ کر کہ میری نہیں ہیں۔ واپس کر دیں مہمان آپ کا اس حرکت سے اور بھی برہم ہوا۔ پھر وہی شخص دوبارہ آیا۔ اور روٹیاں لایا۔

آپ نے پھر شمار کیں۔ اور رکھ لیں۔ مہمان سے کہا آؤ بھائی کھانا کھالو مہمان نے یہ سب کیفیت دریافت کی تو۔ فرمایا میں نے دو روٹیاں پکائی تھیں۔ کہ تم آگئے یہ سوچ کر کیا تم کو کھلاؤں۔ کیا خود کھاؤں۔ میں نے دونوں روٹیاں عند اللہ دے دیں پھر یہ شخص روٹیاں لایا تو اٹھارہ لایا میں کیوں لیتی۔ جب کہ وہ در دنیا تستر در آخرت کا وعدہ ہے۔ اب یہ بیس روٹیاں لایا ہے۔ تو میں نے لے لی تو بسم اللہ کرو۔ اور کھاؤ۔

ایسے ہی ایک مرتبہ آپ نے کسی بزرگ کو تین چیزیں بھیجیں ایک ٹکڑا موم کا ایک سوئی ایک بال اور کہا۔ موم کی طرح دنیا کو روشنی دو اور اپنے آپ کو جلاؤ۔ سوئی کی طرح برباد ہوا ور کام لو اور بال کی طرح غیر معلوم طریقے پر رہو۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ جس کی عبادت کرتی ہیں۔ اسے دیکھتی بھی ہیں۔ فرمایا نہ دیکھتی تو پرستش نہ کرتی تھوتے

نیاز آتا ہے ہمیں صاحب عرفاں ہم ہیں
جس نے دیکھا ہے خدا کو وہ مسلماں ہم ہیں

## آپ کے ارشادات

جو دل بیدار ہو گیا وہ گم ہو گیا۔

جو دروازہ کھٹ کھٹاتا ہے اس کے لیے کھولا جاتا ہے۔

خدا کا اور دنیا کا غم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

دنیا خدا کی ملکیت ہے دنیا والوں سے نہ طلب کرو۔

چند آدمی آپ کے سامنے مردوں کی فضیلت بیان کر رہے تھے۔ کہ مرد نبی ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا مردوں نے خدائی کا بھی دعوے کیئے ہیں۔ عورتوں سے یہ لغزش نہیں ہوئی۔ ایک شکستہ بوریا مٹی کا لوٹا اور ایک کوزہ پرانا آپ کے پاس تھا مالک اوروں کا رزاق اور میرا رزاق الگ الگ تو نہیں ایک شخص نے آپ کے سامنے دنیا کی مذمت کی فرمایا۔ شاید تم اسے دوست رکھتے ہو جو اس کا ذکر کر رہے ہو۔

فرمایا کرتی تھیں۔ الٰہی اگر میں دوزخ کے ڈر سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈالنا۔

اور جنت کا تھا میں عبادت کرتی ہوں ۔ تو اُسے مجھ پر حرام کر دینا اگر
صرف تیرے لیئے عبادت کرتی ہوں ۔ تو اپنے جمال کا مجھ سے دریغ نہ کرنا
وقتِ وفات بہت سے مشائخ آپ کے پاس موجود تھے ۔ سب نے
یہ آواز سنی یاایہا النفس المطمئنة الرجعی الی ربک ۔

# حضرت میراں رکن الدین مصری (رح)

آپ قادری سلسلے کے روشن آفتاب ہیں ۔ مصر وطن تھا ۔ سیر و سیاحت کرتے ہندوستان آئے اور اکثر آستانوں سے فیضیاب ہوتے ۔ حضرت سلطان جی نے آپ کو موضع کھچوندڑہ ضلع میرٹھ رہنے کا حکم دیا ۔ وہیں آپ کا مزار ہے اور مسجد و حوض ہے ۔ کچھ زمین آپ کے مزار کے ساتھ ہے ۔ جس پر قوم گدی قابض ہے ۔ وہی آپ کے خدام ہیں ۔ ۱۴ ربیع الثانی ۔ تاریخ وفات و عرس پر سالانہ اجتماع ہوتا ہے شہر میرٹھ سے امرا فقرا حاضر ہوتے رہتے ہیں ۔ بڑا با فیض مزار ہے ۔ موضع مذکور میں خنزیر نہیں پالا جاتا نہ یک منزل مکان کے علاوہ دو منزلے مکان بنتے ہیں ۔ ہر قوم کے لوگ آپ کے عقیدت مند ہیں ۔

*

# حضرت سخی سرور سلطان رحمۃ اللہ علیہ

نگاہ ضلع ڈیرہ غازی خاں پنجاب کے مشہور بزرگ حضرت سید احمد المعروف سخی سرور سلطان جن کا عرس ۲۵ ذلیقعد کو ہر سال دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ اور میلہ لگتا ہے۔ لوگ جلوسوں کی شکل میں دور دور سے شریک ہوتے ہیں۔ اسوڑہ کے مہینے میں آپ کا عرس ہوتا ہے ہندو سکھ مسلمان ہر قسم کے لوگ عقیدت مند ہیں آپ حسنی حسینی سید ہیں۔ لقب آپ کا لکھ داتا بھی ہے۔ آپ کے والد سید زین العابدین یہاں عرب سے آئے تھے۔ اور یہیں شادی کی تھی۔ آپ نے حضرت غوث پاک تربت کی بھی زیارت کی ہے۔ وہاں سے آپ کو ہندوستان جانے کا حکم ہوا اور دریائے چناب کے کنارے سوہدرہ ضلع وزیرآباد میں قیام پذیر ہوئے۔ اور خلق اللہ کی ہدایت کی پھر شاہ کوٹ وغیرہ ہوتے ہوئے ڈیرہ غازی خاں پہنچ گئے۔ ایک فرزند سراج الدین نامی بھی ہوئے۔ حاسد آپ کے بہت تھے۔ انہوں نے آپ کے بیوی بچوں کو بھی شہید کر دیا۔

ڈیرہ غازی خاں کے دامن کوہ میں ۵۷۷ھ میں آپ بھی رحلت فرما گئے آپ کے مزار پر محراب میں ایک صندوق نصب ہے۔ جن میں لوگ نذرانے ڈالتے ہیں۔ ڈھول مزار پر بڑے بجتے ہیں۔

# حضرت سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

سرمد ایران کے کسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ یہودی یا عیسائی تھے۔ آپ مشرف با اسلام ہوئے۔ سرمد نام رکھا گیا۔ علم و فضل میں ماہر تھے۔ پیشہ تجارت تھا۔ اکثر تجارتی اغراض سے ہندوستان بھی آتے تھے۔ سندھ میں ایک شہر ٹھٹھہ تھا۔ جہاں کسی ہندو لڑکے سے آپ کو عشق ہو گیا۔ سندھ کے بیابانوں میں دشت نوردی کی یہ شہنشاہ عالم گیر کی حکومت کا زمانہ تھا۔ سرمد بھی چلتے پھرتے دلی آ گئے داراشکوہ جو بزرگوں سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے اپنے یہاں کی صحبت میں نوازلیا۔ عالم گیر کو یہ بات کھٹکی۔ اور اس نے کسی بہانے سے سرمد کو قتل کرانا چاہا۔ اس زمانے میں سرمد نے اک رباعی لکھی تھی۔

ہر کس کہ سر حقیقتش باور شد — او پہن تراز سپہر پہناور شد

ملا گوید کہ بر فلک شد احمدؐ — سرمد گوید فلک بہ احمد در شد

اس رباعی کا یہ مطلب لیا گیا کہ سرمد معراج جسمانی کا منکر ہے اور اک بہانہ قتل کا تلاش کر لیا گیا۔ پھر سرمد برہنہ رہا کرتا تھا۔ اس سے وجہ پوچھنے کے لئے ملا قوی کو بھیجا۔ سرمد نے کہا کہ چونکہ شیطان قوی ہے۔ اس لیئے برہنہ رہتا ہوں۔ ملا بڑے برہم ہوئے۔ مگر اب بھی قتل سرمد کے لیئے کوئی معقول مواد مہیا نہیں ہوا۔ آخر یہ طے پایا۔ کہ سرمد کو علماء کے جلسے میں طلب کیا جائے۔ چنانچہ بلایا گیا۔

سرمد گئے تو عالم گیر نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں۔ سرمد نے دارشکوہ کو مژدہ سلطنت دیا تھا۔

کیا یہ سچ ہے؟

سرمد نے کہا ہاں اور وہ مژدہ درست نکلا۔ کیونکہ وہ ابد تک تاجپوش رہے گا

مفتیوں نے کہا۔ برہنگی شریعت کے خلاف ہے۔ لباس پہننا چاہیئے۔ سرمد نے پروا نہ کی۔ پھر کہا گیا۔ کلمہ پڑھو سرمد نے حسبِ عادات صرف لاالہ کہا۔ جب کہا آگے پڑھو کہا ابھی نفی میں غرق ہوں۔ اثبات تک نہیں پہنچا آگے پڑھنا۔ جھوٹ ہوگا۔ علماء نے کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ سرمد کا قتل ۱۰۷۲ھ میں ہوا۔

آپ سے کسی عقیدت مند نے مصلحتِ وقت کے لحاظ سے کہا۔ کہ ان خیالات کو بدل دیجئے تو کہا ؎

عمر ست کہ افسانہ منصور کہن شد

من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

تمام دنیا نے یہ تماشا دیکھا۔ بعض کا خیال ہے کہ سرمد کی قبر جہاں سمجھی جاتی ہے۔ وہاں نہیں مگر دلی میں قریب جامع مسجد زیارت گاہ خاص و عام ہے کہتے ہیں۔ کہ بعد شہادت سرمد نے پورا کلمہ پڑھا۔ اس واقعہ کے بعد عالمگیر نے ایک قرن حکومت کی۔ مگر راحت نصیب نہ ہوئی۔ آپ کی رباعیات کا جو مجموعہ شائع شدہ ہے۔ اور مقبول عام ہے۔ اور سرمد شہید آج بھی زندہ ہے۔

# حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت معروف کرخی کے پیارے مرید اور خلیفہ۔ اہل تصوف کے تاجدار علم کے دریائے بیکراں علم و ثبات کے پہاڑ اور شفقت کے گنج بے بہا بہت سے مریدوں کے پیر۔ حضرت جنید بغدادی کے ماموں اور بغداد کے اک دکان روزانہ اپنی دوکان پر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت راعی کی دعا سے آپ نے دنیا

بیزار ہو کر حضرت معروف کرخی کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اٹھانوے سال تک آپ نے اپنی لیپت زمین سے نہیں لگائی اور چالیس سال تک شہد کھانیکی آرزو پوری نہیں ہونے دی۔ آپ اکثر آئینہ دیکھا کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ گناہوں کے سبب منہ تو کالا نہیں ہو گیا۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد سونیزیہ میں میری ملاقات ابلیس سے ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ تجھے طبقہ فقرا پر بھی کچھ قدرت حاصل ہے۔ تو اس نے کہا جب میں انہیں دنیا میں مبتلا کرنا چاہتا ہوں۔ وہ عقبیٰ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور جب میں عقبیٰ میں پہنچتا ہوں۔ وہ مولا کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں۔ اور وہاں میری رسائی نہیں۔ البتہ سماع میں جب وہ ہوتے ہیں"

پھر میں حضرت سری کے حضور میں آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ابلیس جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے حالات سے جبرئیل کو باخبر نہیں کرتا۔ سلام کا جواب آپ بڑی ترش سے دیتے۔ فرماتے! میں چاہتا ہوں کہ جواب دینے کی نیکیاں بھی۔ اسی طرح سلام کرنے والے کو مل جائیں۔ تو اچھا ہے۔ آپ کی مجلس وعظ میں احمدؒ بن یزید خلیفہ وقت آیا۔ آپ اسوقت فرما رہے تھے۔ کہ انسان تمام مخلوقات میں ضعیف ہے۔ مگر سب سے زیادہ نافرمان ہے۔ شاہ کے مصاحب نے سُنا تو دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے نصیحت چاہی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ راہ شریعت یہ ہے۔ نماز پڑھ۔ زکوٰۃ دے امر ونہی کا خیال رکھ راہ خواص یہ ہے۔ کہ دنیا کو اٹھ کر کسی طرف بجز حق کے مشغول نہ ہو۔ وہ یہ سن کر کپڑے پھاڑ کر جنگل کو نکل گیا۔ اس کی بڑھیا ماں آپ کے پاس روتی ہوئی آئی۔ مگر تیر کمان سے چھوٹ چکا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ جوانو! پیری آنے سے پہلے کچھ کر لو۔ دین کی سلامتی دنیا سے الگ رہنے میں ہے۔ ان پانچ چیزوں کے علاوہ دنیا عبث ہے۔ ۱۔ اسقدر رزق جس سے زندگی رہے۔

۲۔ اتنا پانی کہ پیاس بجھ جائے۔
۳۔ اتنا کپڑا کہ ستر ڈھک جائے
۴۔ اتنا علم کہ ضروری مسائل معلوم ہو جائیں۔
۵۔ گھر جس میں رہ سکے۔

پھر فرمایا۔ بندہ وہ ہے جو خواہشات نفس پر دین کو ترجیح دے
حضرت جنید فرماتے ہیں کہ وقت آخر میں مزاج پرسی کو گیا اور پنکھا جھلنے لگا۔ فرمایا پنکھا رکھ دو۔ آگ ہوا سے تیز ہوتی ہے اور فرمایا صحبت میں خالق سے غافل نہ ہونا۔ حضرت جنید رضؓ نے عرض کیا۔ پہلے سے یہ بات معلوم ہوتی تو میں آپ سے کبھی صحبت نہ رکھتا۔ آپ نے ۳ رمضان ۲۵۳ھ کو وفات پائی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔

# حضرت خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ

بلحاظ حکومت نہیں۔ بلکہ بلحاظ تصوف آپ امیر المومنین کہلاتے تھے۔ بڑے بڑے بزرگوں سے آپ ملے تھے۔ آپ کی توبہ کی ابتداء یوں ہوئی۔ کہ مسجد میں جاتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے اندر رکھا تو غیبی آواز آئی کہ سفیان ہماری بارگاہ میں یہ بل بن خدا کی شان کہ ثوری کے لقب سے ہی آپ مشہور ہو گئے۔ آپ نے ایسی کوئی حدیث نہیں تھی۔ جس پر آپ نے عمل نہ کیا ہو۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حدیثوں کی زکوٰۃ وزکوٰۃ یہ ہے کہ دو سو حدیث سنو تو کم از کم پانچ پر عمل ضرور کرو۔
آپ خلیفہ کو نصیحت کرنے کی بنا پر زیر عتاب ہو کر سولی چڑھائے جانے لگے

مگر سولی چڑھنے سے پہلے بد دُعا کی اور خلیفہ اچانک محل گر جانے سے محل کے نیچے دب گیا لوگوں نے کہا۔ حضرت اس قدر جلد بد دعا پوری ہوتی نہیں دیکھی۔ فرمایا ہم نے بھی بارگاہ حق میں گھاس نہیں کاٹی ہے۔ آپ کی کمر ایام جوانی میں ہی جھک گئی تھی۔

ایک شخص حج کے ارادہ پر کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے سرد آہیں بھرا کرتا تھا۔ آپ نے اپنے چاروں حج کا ثواب دیکر ان آہوں کا اجر لے لیا۔ خواب میں دیکھا کہ منادی غیب ندا کر رہا ہے۔ سفیان نے آج ایسی تجارت کی ہے۔ جس سے سارے عرفات کے حاجی محروم ہیں۔

آپ کا قول تھا۔ ایک بوند خدا کے لیئے آنکھوں سے بہے وہ بھی بہت ہے۔ درویش دولت مند یا بادشاہ وقت سے مرعوب ہو تو ریاکار ہے۔ انسان کے لیئے خاموشی گوشہ خلوت اس زمانہ میں بہترین ہے۔ کسی نے کہا حضرت گذارہ کیونکر کرتے ہیں۔ فرمایا خدا سے ڈرنے والے کمائی کے محتاج نہیں ہوتے۔

آپ فرماتے۔ دُنیا جسم کے لیئے دین دل کیلئے ہے۔ جس نماز میں عجز نہیں، نماز نہیں۔ وقت آخر آپ نے وضو کیا کہ حضرت عزرائیل سے باوضو ملاقات ہو۔ اور وقت آخر سرہانے سے ایک اشرفیوں کی تھیلی نکال کر مریدین کو دی۔ کہ صدقہ کر دو۔ مریدوں نے کہا۔ حضرت ہمیں تو آج آپ دنیا جمع کرنے سے منع فرماتے رہے۔ یہ کیا ہے۔ فرمایا! اس سے میں اپنے دین کی پاسبانی کرتا تھا۔ مجھے اس سے محبت نہیں

آپ کے انتقال پر لوگوں نے آوازیں سنیں۔ مات الورع۔ مات الورع۔ یعنی پرہیز گار مر گیا۔

اپنی زندگی میں آپ نے صیاد سے اک باز کو رہا کرایا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ باز آپ کے جنازے پر سر ٹیکتا تھا۔ اور غیب سے آواز آئی تھی۔ کہ وہ سفیان اس جانور پر رحم کرنے کی وجہ سے بخشا گیا۔

# حضرت سمنون محب (رح)

آپ حضرت سری سقطی کے ہمعصر تھے۔ حجاز سے واپس آ رہے تھے۔ کہ مقام قید کے باشندے سر ہو گئے کہ وعظ فرمائیے۔ وعظ کی محفل ہوئی۔ مگر لوگوں نے دل چسپی نہ لی اور توجہ نہ کی۔ آپ نے محفل کی قندیلوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ کہ میں تمہیں وعظ سنا رہا ہوں۔ سنتی ہوں۔ یہ کہتے ہی تمام قندیلیں ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں۔

آپ نے نکاح آخری عمر میں بمتابعت سنت کیا تھا۔ جس سے ایک بیٹی ہوئی مگر حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی۔ کہ سمنون تم ہم سے زیادہ بیٹی کی طرف متوجہ ہو گئے اس لئے تمہارا نام محبان الٰہی سے خارج کیا جاتا ہے۔ آپ نے بڑی گریہ وزاری کی اور خدا سے بد دعا کی کہ الٰہی جو چیز بھی تیری محبت میں رکاوٹ ہو۔ اسے مجھ سے دور فرما دے کہ اسی اثناء میں شور گریہ بلند ہوا۔ لڑکی کوٹھے سے گر کر قضا کر گئی۔ غلام خلیل نامی ایک شخص جو آپ سے مخالفت کرتا تھا۔ وہ جذام میں مبتلا ہو کر مرا۔ کسی نے پوچھا اہل محبت بلاؤں میں مبتلا کیوں ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو تو ہر کس و ناکس مدعی نہ بن جائے آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ وہ خود اپنے آپ کو سمنون الکذاب کہتے تھے اور دنیا سمنون محب پکارتی تھی۔

مقامِ وفات کا پتہ آج تک نہیں چل سکا۔

# خواجہ حضرت سہل بن عبداللہ التستری رح

جلیل القدر صوفی شب بیدار و صائم النہار اپنے وقت کے مشائخ میں برتر۔ حضرت ذوالنون مصری کے مرید۔ عہد طفلی ہی سے ہونہار۔ فرماتے ہیں۔ میں تین سال کی عمر میں رات کو اپنے ماموں کے ساتھ جاگا کرتا تھا۔ اور اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی'' پڑھا کرتا تھا۔ سات برس کی عمر میں روزہ رکھنا شروع کیا۔ پھر تین دن میں افطار کرنے لگا۔ اور کبھی کبھی چالیس دن تک کچھ نہیں کھاتا تھا۔ اگرچہ بھوک لگتی تھی مگر کیف ملتا تھا۔ آپ کے خلاف کفر کے فتوے بھی لوگوں نے لگائے آپ نے اپنی سب جائداد الٹا دی تھی۔ اور مکہ چلے گئے تھے۔ واپس آکر مرشد سے ملے۔ آپ نے پاؤں کی انگلیاں باندھ لی تھیں۔ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا۔ فرمایا کچھ نہیں۔ مگر تحقیق پر معلوم ہوا کہ حضرت ذوالنون کی انگلیوں میں درد تھا۔ انہوں نے بھی باندھ رکھی تھی۔ صاحب سماع وجد بھی تھے۔ آپ کے گھر کا نام بیت السباع اس لئے پڑ گیا تھا۔ کہ درندے اور شیر آتے تھے۔ اور آپ انہیں کچھ کھلاتے پلاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ خلوت بغیر اکل حلال کے درست نہیں۔ جہالت سے زیادہ کوئی گناہ نہیں۔ اور خدا کی نزدیکی کا رستہ عاجزی کے سوا کوئی نزدیک نہیں۔ اور اہل توکل کے لئے کسب درست نہیں توکل کی اصل یہ ہے کہ خدا کے سامنے ایسا ہو جائے۔ جیسا مردہ غسال کے سامنے جیا ہے اٹھے بیٹھے۔ فرمایا۔ زہد چار اشیاء میں ہے۔

اول کھانے میں جس کا نتیجہ پائخانہ ہے۔ دوسرے لباس میں جسے ایک دن پھٹنا ہے۔ تیسرے عزیزوں میں آخر جدا ہونا ہے۔ چوتھے دنیا میں جسے فنا ہونا ہے۔ فرمایا رات دن میں ایک دفعہ صدیق کھاتے ہیں۔ اور دو بار چارپائے۔ آپ نے

خلیفہ ایک گبر کو بنایا۔ اور اس سے کہا۔ تو میرے بعد وعظ کہنا۔ لوگ حیران تھے۔ مگر بعد وفات گبر نے منبر پر بیٹھ کر کلمہ پڑھا۔ زنار توڑی۔ اور وعظ کہا۔ آپ اپنی وفات کے وقت روزہ دار تھے۔

آپ کا قول ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ حقیقت ہے۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ شریعت یہ دونوں جدا نہیں ہو سکتے۔

آپ کا مزار آستر میں ہے۔

## حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام نامی محمد لقب بندہ نواز و گیسو دراز ہے۔ ۴ رجب ۷۲۰ھ کو دلی میں پیدا ہوئے۔ آپ سادات میں سے ہیں۔ ایک سو پانچ برس کی عمر میں ۱۶ ذیقعد ۸۲۵ھ کو وفات ہوئی۔ مزار شریف حسن آباد گلبرگہ (دکن) میں ہے۔

آپ خاص اسرارِ حقیقت کے عامل تھے۔ اور خلیفہ حضرت چراغ دہلی کے تھے۔ آپ کے والد سلطان غیاث الدین کے امراء میں سے تھے۔ چار برس کے تھے۔ کہ سر سے والد کا سایہ اٹھ گیا۔ آپ ۱۶ برس کے تھے۔ جب مرید ہوئے۔ رفتہ رفتہ حضرت چراغ دہلی نے آپ کو سنن و نوافل کا پابند بنایا۔ رجب و شعبان کے روزے رکھوائے۔ اور فرمایا ہمارے خواجگان روزہ داؤدی رکھتے تھے۔ تم نہیں رکھتے۔ "یعنی صوم دوام" تحصیل علوم ظاہری سید شرف الدین کیتھلی سے کی تھی۔ اور تا حیات حضرت چراغ دہلی کی خدمت میں رہے۔ آپ حضرت کا چوڈول اپنے کاندھوں پر اٹھاتے تھے۔ گیسو دراز لقب کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد ترک نارنول کا فیض لبسفر ٹھٹہ حضرت چراغ دہلی کو معلوم ہوا۔ تو چوڈول سے اتر پڑے۔ آپ نے دیکھا۔

کہ استغراق میں گیسو آپ کے چوڈول کے بانس کے نیچے دب گئے۔ اور اسیطرح آپ چوڈول اُٹھائے چلے گئے۔ بال کھینچنے کی وجہ سے خون نکل آیا۔ حضرت خواجہ چراغ دہلی نے دیکھا۔ تو فرمایا ؎

ہر کہ مرید سید گیسو دراز شد
واللہ راست است کہ او عشقباز شد

اس روز سے لقب گیسو دراز ہو گیا۔ بعد وفات پیر و مرشد خرقہ و مصلیٰ اور تبرکات جب ساتھ دفن کر دیے گئے۔ تو فاتحہ سوم سے فارغ ہو کر آپ گریاں حضرت شیخ کی سجادہ پر بیٹھے۔ اور ہدایت میں مشغول ہوئے۔ دہلی سے رخصت کے وقت خواجگان کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھی۔ اور اجمیر شریف کو روانہ ہوئے۔

سلطان احمد آباد نذر و نیاز لایا۔ آپ نے قبول نہ کیا۔ نہ قیام کا ارادہ کیا۔ دہلی سے چلتے وقت ایک جھلنگہ جس پر حضرت چراغ دہلی کو غسل دیا گیا تھا۔ اٹھا لائے تھے۔ کہ میرا یہی خرقہ ہے۔ اس کے بان جس کو دیتے با مراد ہوتا۔ اسیطرح سیر و سیاحت کرتے آپ لاہور آئے اور روحانیت داتا صاحب سے مستفیض ہوئے۔ پھر پاک پٹن گئے۔ افغانستان کے علاقہ کی بھی آپ نے سیر کی۔ ملتان گئے، کشمیر گئے۔ اور میر سید علی ہمدانی کے یہاں مہمان رہے۔ پھر سیالکوٹ سے کوہستان کی سیر کرتے کرتے ہردوار گئے۔ اور وہاں سے لکھنؤ ہوتے ہوئے نینیال پہنچے۔ راہ میں بڑے صوفیائے کرام سے ملے۔ پھر اُچھے ہوتے ہوئے بندیل کھنڈ پہنچے۔ راں ناتھ جوگی کو مسلمان بنایا اور دکن پہنچے۔ اور حسن آباد گلبرگہ میں جا کر قیام کیا۔ فیروز شاہ کے فرزند احمد خاں نے ارادت ظاہر کی۔ ایک خانقاہ آپ کے لیے بنوائی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بادشاہ ہوگا۔ چنانچہ اسے حکومت ملی۔ اور احمد شاہ بہمنی کے نام سے مشہور ہوا۔ تمام دکن میں آپ کا فیض صابری ہوا۔ اور آپ کے معتقد پیدا ہو گئے۔

آپ اپنے پیر کے بڑے شیدائی تھے۔ ہر طرح کی خدمت بجا لاتے۔ اور ساتھ ساتھ مجاہدے بھی کرتے۔ حضرت خود فرمایا کرتے تھے: کہ بعد ستر سال کے ایک لڑکے نے میری شورش کو تازہ کر دیا۔ آپ کے گیسو تا بہ زانو تھے۔ سماع خوب سنتے تھے۔ آپ دوسروں کا آرام اپنے آرام پر مقدم سمجھتے تھے۔ اسی لئے بندہ نواز مشہور رہے۔
اکثر کتب تصوف کی آپ کی تصنیف سے ہیں۔ مذاق شاعری بھی تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ سید اکبر اور سید یوسف۔ سید یوسف آپ کے سجادہ بھی ہوئے۔ آپ کے خلفاء بہت تھے۔ مثل حضرت شیخ علاؤالدین گوالیاری وغیرہ کے۔
آپ کا ارشاد ہے۔
"بفراغ دل زمانے نظرے بخوبروے۔ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے شود۔
اصحابہ کرام کو درجہ بدرجہ مانتے تھے۔
"حالت محدوح سماع میں یہ ہے۔ کہ اپنے سے باہر نہ ہو۔ یہ ارشاد تھا۔

# حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

---

آپ مسلک شافعی کے امام ہیں۔ بڑے کریم الطبع تھے۔ پندرہ سال کی عمر ہی میں بڑے بڑے اہم مسائل طے فرماتے تھے۔ حضرت امام احمد حنبل جنہیں تین لاکھ احادیث یاد تھیں، وہ آپ کے سامنے درس میں زانوے ادب طے کرتے تھے۔
آپ نے جو کچھ پڑھا تھا سمجھ کر پڑھا تھا۔ آپ اپنے عہد میں سب سے زیادہ عقیل وفہیم تھے۔ اور مجاہدات بھی آپ نے کیئے۔ ہر وقت روتے رہتے تھے غیر شافعی رح حضرات بھی آپ کے مداح ہیں۔ آپ کی والدہ کے پاس دو شخص کچھ

امانت رکھ گئے۔ اور ایک ان میں سے آکر لے گیا۔ چند روز کے بعد دوسرا آیا۔ اور جامہ دان جو امانت رکھا تھا۔ طلب کیا۔ آپ کی والدہ نے کہا۔ وہ تو تمہارا ہمراہی لے گیا ہے کہا۔ ہم دونوں جب آتے۔ تب آپ دیتیں۔ آپ کی والدہ پریشان ہوئیں۔ آپ آ گئے پریشانی کا سبب معلوم کیا۔ تو فرمایا۔ اس شخص سے کہہ جاؤ۔ اپنے ساتھی کو لے آؤ۔ اور اپنی امانت لے جاؤ۔ وہ خفیف ہو کر چلا گیا۔ امام مالک کے آپ شاگرد تھے۔ خلیفہ ہارون رشید کو اپنی بیوی زبیدہ سے رنجش ہوئی۔ اور اس نے خلیفہ کو دوزخی کہا۔ خلیفہ نے کہا۔ اگر میں دوزخی ہوں۔ تو تم پر طلاق۔ اسیوقت دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ اس لئے کہ کوئی کسی کو بالیقین دوزخی یا جنتی نہیں کہہ سکتا۔ تمام علمائے بغداد اس مسئلہ میں عاجز آئے۔ آپ یعنی امام شافعیؒ بچے ہی سے تھے۔ انہوں نے اُٹھ کر کہا۔ پہلے آپ یہ بتائیں۔ کہ کبھی باوجود قدرت و استطاعت کسی گناہ عظیم سے محض خوف خدا سے باز رہے ہیں۔ خلیفہ نے بقسم کہا۔ کہ ہاں ایسا ہوا ہے۔ آپ نے کہا۔ تو میں فتوا دیتا ہوں۔ کہ آپ جنتی ہیں۔ علمار نے دلیل مانگی۔ تو فرمایا۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ نَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی۔ یعنی جو گناہ کا ارادہ کرے اور خوفِ خدا سے باز رہے۔ اس کا مقام جنت ہے۔ تمام علمار آپ کے جواب با دلیل سے ساکت ہو گئے۔ آپ سادات کی بحید تعظیم کرتے تھے۔ آپ کے حفظِ قرآن کے متعلق بھی روایت یہ ہے۔ کہ آپ دن کو حفظ کرتے تھے۔ رات کو تراویح میں پڑھتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ کہ دنیا ایک روٹی کے عوض بھی ملے۔ تو مہنگی ہے۔ علم دوسروں کو سکھانا فخر ہے۔ کوئی اسباب کا فخر نہ کرے۔ کہ فلاں شخص اتنا مال چھوڑ گیا۔ بلکہ یہ دیکھ۔ کہ وہ کتنی عبادت کرے گا۔

وقت وفات آپ کی وصیت تھی۔ کہ مجھے فلاں آدمی غسل دے۔ مگر وہ

اسوقت مصر میں تھا۔ جب آپ کی وفات ہوگئی۔ تو کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص آیا۔ لوگوں نے کہا کہ آپ یہ وصیت کر گئے تھے۔ اس نے وصیت نامہ پڑھا اور آپ کا قرضہ ادا کیا۔ عمر آپ نے ۵۹ سال پائی ۲۰۴ھ میں وفات ہوئی۔ نام آپ کا محمد بن دریس تھا۔ گوشہ نشینی کے شائق تھے۔ اور کسی مسئلہ میں جواز کی رخصت طلب کرنے والے کو آپ سبک سمجھتے تھے۔ تاریخ ولادت ۱۴ رجب ۱۵۰ھ مزار شریف قرانہ جوار مصر میں ہے۔ حضرت امام محمدؒ جو حضرت امام اعظم کے شاگرد تھے ان سے بھی آپ نے استفادہ فرمایا ہے۔ لباس درویشانہ پہنتے تھے۔ محبت اہل بیت کی۔ بعض لوگوں نے اہل تشیع ہونے کا بھی الزام لگا دیا تھا۔ آپ کا قول ہے۔ تمام عالم کا علم میرے علم کو اور میرا علم صوفیوں کے علم کو اور ان کا علم ان کے پیر کے علم کو نہیں پہنچتا۔ آپ نے کبھی جھوٹی یا سچی قسم نہیں کھائی۔ آپ سے مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ خاموش رہے۔ پوچھا بتائیے کہا سوچ رہا ہوں کہ مسئلہ بتانے کی فضیلت ہے یا سکوت کی۔

# حضرت شاہ شجاع کرمانی رحؒ

آپ بہت سی کتب بے بہا کے مصنف ہیں۔ بالخصوص مراۃ الحکماء بڑی عمدہ کتاب ہے۔ نیشاپور میں آپ نے ابوحفص جیسے باکمال بزرگ سے ملاقات بھی کی آپ کا ہم الادب تھے۔ آپ کے ایک فرزند تھا۔ جس کے سینے پر اسم اللہ لکھا تھا۔ مگر وہ رباب بجانے کا شوقین ہوگیا۔ اسی کی وجہ سے ایک روز کسی بزرگ سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے اپنے فرزند سے کہا۔ ہمیں جو شے چالیس سال میں ملی وہ تمہیں چالیس دن میں مل گئی۔ آپ کی بیٹی بعد نکاح شوہر کے گئی۔ تو روٹی

پانی میں بھیگی ہوئی پائی۔ آپ نے اپنے باپ کے گھر جانا چاہا۔ شوہر نے کہا میری غریبی تو پہلے ہی روزِ روشن کی طرح ظاہر تھی۔ آپ نے کہا۔ میں غریبی سے گھبرا کر اپنے باپ کے یہاں نہیں جاتی۔ بلکہ آپ نے کل کی روٹی آج کے لئے بھگھو کر رکھ چھوڑی ہے۔ گویا آپ کو اپنے رزاق پر بھروسہ نہیں۔ شوہر آپ کا توکل دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ آپ ہی کا مقولہ ہے۔ کہ جس نے دنیا چھوڑ دی اُس نے توبہ کر لی۔ جس نے خواہشات نفسانی چھوڑ دی وہ مراد کو پہنچ گیا۔

خواجہ مہر جانی آپ کی تربت پر روٹیاں تقسیم کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ یا اللہ کوئی مہمان بھیج دے ایک کتا مسجد سے نکلا خواجہ نے للکار دیا۔ آواز آئی کہ تو تو مہمان تلاش کر رہا تھا۔ اب للکار دیا خواجہ تلاش میں کتے کی پیچھے! دیکھا ایک مہمان ایک جگہ سو رہا ہے۔ روٹیاں اور سالن اس کے آگے رکھا۔ کتے نے توجہ بھی نہیں کی۔ آخر آپ نے آواز سے کہا۔ میں نے توبہ کی۔ جب کتے نے روٹی سالن کھایا۔ حضرت شاہ شجاع شاہی خاندان سے تھے۔ تاریخ انتقال معلوم نہیں ہو سکی۔ مزار بمقام کرمان ہے۔

# حضرت شاہ پیر صاحب (رح)

آپ کا مزار سنگ سرخ کا بنا ہوا میرٹھ میں ہے۔ آپ شاہ جہانگیر کے عہد میں تھے چنانچہ آپ کے مزار کے لئے شاہی زمانے کا وقف بھی ہے جسے اب پیرزادے اپنے تصرف میں لاتے ہیں۔ ایک مسجد بھی شاندار آپ کی تعمیر کردہ موجود ہے۔ بلکہ وہ موجود ہے۔ بلکہ وہ محلہ بھی آپ کے نام سے منسوب ہے۔ یعنی شاہ پیرزادہ

پیرزادے جو آپ کے مزار کے متولی ہیں۔ وہ خود کو آپ کی اولاد بتاتے ہیں۔ ماہ رمضان میں ۲۷، ۲۸ تاریخ کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ مستورات بکثرت آپ کے مزار پر جاتی ہیں۔ مزار کی عمارت بڑی شاندار ہے۔ پرانی ہونے کی وجہ سے بارہ دریاں منہدم ہو گئی ہیں۔ مزار موجود ہے۔ جو اوپر سے کھلا ہوا ہے۔ خاص کرامت جو آپ کی مشہور ہے۔ کہ آپ کے مزار کے چاروں کونوں پر مجال کے چار چھتے لگے ہوئے ہیں۔ مگر شہد کوئی نہیں نکال سکتا اور اگر کوئی شخص ناپاک مزار میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہ مکھیاں اڑ کر اسے باہر نکال دیتی ہیں۔ ورنہ کاٹ کر سجا دیتی ہیں۔ بڑے سکون کی جگہ ہے اللہ اللہ کرنے کے لئے بڑی عمدہ جگہ ہے۔ مگر برخلاف اس کے مسجد کے زیر سایہ خرابات جا بیٹے۔ چرسیوں اور بھنگڑوں کا اجتماع رہتا ہے۔ جس میں پیرزادے بھی شامل رہتے ہیں۔ حضرت شاہ پیر کے احاطے قبرستان میں میرٹھ کے مشہور رئیس شیخ الہی بخش کا بھی مزار بنا ہوا ہے۔ مگر کوئی نہیں پوچھتا۔

---

# حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ وقت تھے۔ اور صاحب تصانیف چنانچہ حضرت ابراہیم ادھم آپ ہی کے شاگرد تھے۔ تجارت پیشہ تھے۔ آپ نے ایک بت پرست کو بت پرستی سے منع کیا۔ اس نے جواب میں کہا کہ اگر تمہارا خدا سچا ہے۔ تو تمہیں روزی کے لئے شہر در شہر مارے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کو تنبیہ ہوئی اور بلخ کی ضرورت روانہ

ہو گئے۔ قحط سالی کے زمانے میں اک غلام کو آپ نے نہایت شاد و خرم دیکھا۔ اس کا قول تھا۔ مجھے کیا غم میرے مالک کے پاس ہزاروں من غلہ ہے۔ آپ نے سوچا کہ اس کے اپنے مالک پر اتنا بھروسہ ہے۔ اور توکل اختیار کیا۔ ایک شخص حج کو جا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا تیرے پاس زاد راہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے روزی دینے والے سے زیادہ نزدیک کسی کو نہیں پاتا۔ وہ جس جگہ میں ہوں۔ وہاں میرے ساتھ ہے۔ اور میرا حال مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر اس کے سوا کوئی روزی دینے والا ہے۔ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا زاد راہ بہترین ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ مصیبت میں فریاد کرنے والا خدا سے جنگ کرتا ہے۔ پھر فرمایا میں نے سات سو علماء سے تین سوال کیے اور سب نے ایک ہی جواب دیا۔

## تین سوال۔

۱۔ عقلمند کون ہے۔؟ وہ جو دنیا کو دوست نہ رکھے۔

۲۔ دوست مند کون ہو۔ وہ جو خدا کی تقسیم پر راضی ہو۔

۳۔ درویش کسے کہتے ہیں۔ وہ جس کے دل میں ضرورت سے زائد طلب نہ ہو۔

آپ کی وفات ۱۷۴ھ ہجری میں ہوئی مزار شریف خلان میں ہے۔ حنفی المذہب تھے۔ امام زفر کے شاگرد تھے۔ حضرت ابراہیم ادھم آپ کے پیر بھی ہوئے ہیں آپ کا وعظ اکثر توکل پر ہوتا تھا۔ یا تو آپ کے پاس تین سو گاؤں تھے۔ یا مرتے وقت کفن کے پیسے بھی پاس نہیں نکلے۔

(اللہ اکبر)

# حضرت خواجہ شمس الدین تُرک رحمتہ اللہ علیہ

آپ سادات میں سے ہیں۔ آپ کو حضرت بابا صاحب سے بھی اور حضور صابری سے بھی ۱۹ شعبان ۷۱۵ھ تاریخ وفات ہے۔ مزار شریف پانی پت میں ہے۔

آپ نہایت زبردست زاہد تھے۔ علوم ظاہر و باطن دونوں حاصل تھے۔ آپ ترکستان سے تلاش حق کرتے ہندوستان آئے اور حضور بابا صاحب میں مقیم ہوئے آپ نے مرید تو کر لیا مگر فرمایا کہ حصول کمال دوسرے مرشد پر موقوف ہے۔ آپ نے سلطان غیاث الدین بلبن کی خوبی میں بھی ملازمت کا مشہور ہے۔ کہ ایک رات آندھی چلی اور آپ کے خیمہ کا چراغ نہ بجھا۔ سردی بے انتہا تھی۔ سقہ آپ کے چراغ سے آگ روشن کر کرے گیا۔ مگر وہ متعجب تھا۔ کہ ایسی آندھی میں یہ چراغ سے آگ روشن کر کرے گیا۔ صبح کو سقہ نے آپ کو تالاب پر وضو کرتے پایا۔

حالانکہ تالاب کا پانی یخ بستہ تھا۔ مگر جس جگہ آپ نے وضو کیا تھا۔ وہاں کا پانی گرم تھا۔ سقہ نے یہ کیفیت سلطان سے عرض کی دوسرے روز سلطان نے تجربہ اور مشاہدہ کیا۔ تو صحیح پایا تو آپ سے عرض کیا کہ زہے طالع آپ میرے لشکر میں موجود ہیں مگر قلعہ نہیں فتح ہوتا۔

آپ نے دعا کی قلعہ تو فتح ہو گیا۔ آپ لشکر سے کنارہ کش ہو گئے۔ حضرت صابر نے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعد تم یہاں نہ رہنا پانی پت چلے جانا۔ آپ نے عرض کی وہاں کو قلندر صاحب ہیں۔

فرمایا تم فکر نہ کرو۔ ان کا زمانہ ختم ہو چکا۔ چنانچہ آپ پانی پت پہنچے تو قلندر صاحب اک مزار پر بیٹھے ہوئے تھے۔

آپ نے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ قلندر صاحب نے ایک پھول اس میں ڈال دیا اور کہا واپس لے جاؤ۔ مطلب یہ کہ مجھے تمہاری ولایت سے سروکار نہیں۔ پھول کی طرح یہاں رہوں گا۔ چنانچہ نہایت رالبطہ واتحاد سے رہے۔ مخلوق آپ کی طرف رجوع ہوئی۔ جب وقت وفات آیا تو حضرت جلال الدین کبیر الاولیا کو اپنا جانشین بنایا آپ متاہل نہ تھے۔

ایک صاحب ناقل ہیں۔ کہ ایک شریر کو مجھ سے عداوت تھی۔ وہ میرے قتل کو آیا تو میں بیدار ہو گیا۔ اور میرے منہ سے نکلا یا شمس الدین ترک میں نے دیکھا۔ ایک ہاتھ جس میں انگوٹھی بھی تھی۔ نمودار ہوا۔ اور اس شریر کی گردن پکڑ کر نکال دیا۔ میں وضو کر کے مزار شریف پر گیا اور مزار بوس ہوا تو دیکھا۔ کہ ایک ہاتھ مرقد سے برآمد ہوا جس میں وہی انگشتری تھی۔ جو میں نے دیکھی تھی۔ جب میں سمجھا۔ کہ آپ نے میری دستگیری فرمائی تھی۔

# حضرت شیخ الدلائل محمد بن سلیمان رح

ملک فارس کے رہنے والے تھے۔ دلائل الخیرات تصنیف کی مشائخ کبار میں سے تھے۔ شاذلی طریقہ تھا۔ مریدین ہزاروں سے متجاوز تھے۔ نماز صبح کے فرضوں کی سجدہ میں انتقال ہوا۔ ۱۶ ربیع الاول کو انتقال ہوا۔ ستر برس کے بعد ایک مراکش کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ تو بجنسہ لاش نکلی۔ کفن بھی بدستور تھا۔ خون زندوں کی طرح تھا۔ خوشبو آتی تھی۔ سن وفات ۸۶۳ھ ہے آٹھ برس پہلے دلائل ترتیب دی تھی۔ جسکی مقبولیت ظاہر ہے۔ کہ ہر سلسلہ کے مشائخ کا معمول ہے۔ شیخ عبداللہ صغیر خلیفہ اکبر تھے۔

# حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ

آپ کا روضہ حضور غوث الاعظمؓ سے تقریباً دس بارہ فرلانگ کے فاصلہ پر بغداد کی مشہور سڑک شارع عمر پر ایک قدیم وضع کا شاندار روضہ ہے۔ جو ایک احاطہ کی شکل میں ہے۔ داخلہ کا دروازہ فراخ اور بلند ہے۔ پاس ہی نہایت وسیع مسجد ہے روضہ کا گنبد اور مسجد کے مینار کافی دور سے نظر آتے ہیں۔

آپ کے والدین کے ہاں اولاد نہ تھی۔ اور اسی آرزو میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ گذار چکے تھے۔ ایک دن دونوں میاں بیوی حضرت غوث الاعظم کے دربار پر حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ حضور رحمتِ جوش میں آئے اور اسی وقت باری تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں دست بدعا ہوئے۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو خوشخبری دی۔ کہ ہم نے انہیں ایسی اولاد سے بہرہ ور کیا۔ جس کا چرچا قیامت تک رہے گا۔ یہ مژدہ سن کر آپ کے والدین گھر آئے اور اسی رات مائی صاحبہ حاملہ ہوئیں۔ ۹ ماہ گزرنے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔

والدین خوش تھے۔ کہ حضرت کی دعا سے اللہ نے یہ نعمت عطا کی۔ اسی دن بچی کو لے کر جناب غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ماں نے مسرت آمیز لہجہ میں عرض کی۔

حضور والا کی دعا سے رب تعالیٰ نے ہمیں یہ بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور بچی کے لئے دعا کریں اور اس کا نام بھی تجویز فرمائیں۔

ارشاد ہوا! اے نیک بخت خاتون یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ میرے سامنے تو لاؤ

بچی پیش کی گئی ۔ تو حضور نے متبسم ہو کر فرمایا ۔ کہ بچی نہیں لڑکا ہے ۔ اور ہم نے اس کا نام شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رکھا ہے ۔

اے بچہ کے والدین ! تم کو مبارک ہو کہ یہ بچہ زمرہ اولیاء اللہ میں مراتب عالیہ پر فائز ہوگا ۔ اس کا علم وسیع ، عمر دراز ہوگی ۔ اس کے موئے ابرو اور پرلیتان دراز ہوں گے ۔" والدین ! تم کو مبارک ہو ۔ کہ جس دختر کو وہ خدمت غوث پاک میں لے کر آئے تھے ۔ وہ لڑکی نہیں ۔ بلکہ لڑکا ہے ۔

کرامت ہیں کرم میں ہے بشر داں کا تو وارث
شعر: کیا عورت کو تو نے مرد یا محبوب سبحانی

بانی سلسلۂ عالیہ سہروردیہ حضرت شیخ الشیوخ سیدنا شہاب الدین عمر سہروردی کا سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رض تک پہنچتا ہے ۔ آپ کے حقیقی چچا سلسلہ سہروردیہ میں قطب الاقطاب تھے جن کے زیر سایہ آپ نے تعلیم و تربیت پائی

نیز حضرت غوث الاعظم کی مہر و محبت نے بھی فیضیاب کیا ۔ آپ صرف ۱۶ سال کی عمر میں ہی فارغ التحصیل ہو گئے اور علوم باطنی چچا صاحب نے دینا شروع کیا مگر آپ نے توجہ نہ کی ۔

تو چچا آپ کو حضرت غوث پاک کے حضور میں لے گئے ۔ اور شکایتاً کہا کہ حضرت صاحبزادہ لفضلہ تعالیٰ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں ۔

میری خواہش تھی کہ بطریق اکابر و اسلاف ، علم طریقت کی طرف مائل ہوتے مگر انہوں نے میری نصائح کیخلاف سارا زور دماغ علم کلام کیلئے وقف کر دیا ہے ۔

حضور پاک آپ کو بچوں کی طرح جانتے ۔ پیار سے پاس بلایا ۔ اور محبت سے سینہ پر ہاتھ پھیرا ۔

پھر فرمایا۔ فرزند آج کل علم کلام کی کن کتابوں کا مطالعہ کر رہے ہے۔ کوئی اہم مقام پڑھ کر سناؤ۔ حضرت شہاب الدین نے بے ساختگی کے ساتھ جواب کی سعی کی۔

لیکن دل ودماغ پر بس نہ چلا۔ ہر چند زور دیا۔ مگر ایک لفظ بھی زبان سے ادا ہو سکا۔ قوت حافظہ زائل پائی رنج وندامت سے خاموش تھے۔ مگر آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔

حضور غوث پاک آپ کی ازدرگی وملال کو نہ دیکھ سکے۔ فوراً تبسم آمیز لہجہ میں فرمایا بیٹا۔ ہم نے تمہارے سینہ پر ہاتھ رکھ کر تمام علوی دینوی اور علم کلام کو تمہاری قلب ودماغ سے محو کر دیا ہے۔ تمہارا غمگین رہنا ہمیں گوارا نہیں۔ اس لئے علوم ظاہری کی بجائے۔ علوم معرفت حق تم کو دیدیئے۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی شہاب الدین کا سینہ علوم معرفت سے معمور ہو گیا۔

جس قدر عمر گرامی مائل بہ شباب ہوتی گئی۔ آپ کی بھوؤں کے بال برابر بڑھنے لگے۔ اور آپ کی دونوں پستان مستورات کی پستانوں سے متجاوز ہو گئیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ کہیں راستہ چلتے ہوتے تھے۔ ابروؤں کے بالوں کو سر پر ڈال لیتے تھے اور آپ کی پستان حرکت سے آپ کے دوش تک پہنچ جاتی تھیں۔

اسی طرح حضور پاک رح کی پیشینگوئی کی عام تصدیق ہوتی تھی۔ حضرت شیخ الشیوخ کے خوارق وعادات وکرامات کا بیان ایک ضخیم کتاب کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے مختصراً ایک واقعہ سنیئے آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت شیخ نجم الدین سہروردی اپنا مشاہدہ کرتے ہیں۔

کہ میں حضرت شیخ کی خانقاہ کے قریب چلہ کش تھا۔ میں نے عالم دربار میں دیکھا۔ کہ حضرت ایک پہاڑ پر تشریف فرما ہیں۔۔

آپ کے ارد گرد جواہرات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ دامن کوہ میں مخلوق

الہی کا اژدھام ہے۔ اور حضرت دونوں ہاتھوں سے وہ جواہرات مخلوق پر نچھاور کر رہے ہیں۔ لوٹنے والے لوگ دامنوں اور جھولیوں میں جواہرات بھر رہے ہیں۔

لیکن جواہرات کے انباروں میں بجائے کمی کے برابر اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ جب میں اعتکاف سے فارغ ہوا تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہتا ہی تھا۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ نجم الدین جو واقعہ تم دیکھا ہے وہ بالکل حقیقت ہے اور یہ حقیقت اس شفقت بے نہایت کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رح کی ہمارے حال پر ہے۔ حضرت کا ارشاد ہے۔ کہ تمام نعمتیں جو انسان کیلئے ممکن ہو سکتی ہیں۔

رب تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دی ہیں: بجز ذوق سماع کے، حضرت شیخ اوحد الدین نے سماع کی فرمائش کی۔ حضرت شیخ نے قوالوں کو طلب فرمایا۔ مجلس سماع گرم ہوئی۔ مشائخ و اولیاء بغداد رات بھر سماع سننے اور وجد و کیف میں مشغول رہے۔ اور آپ خانقاہ کے دوسرے حجرہ میں تنہا۔ عبادت و تلاوتِ قرآن پاک میں محو رہے۔ صبح کی نماز کے بعد خادم نے حاضر ہو کر عرض کی، حضور رات بھر مشائخ کرام کی آمد رہی۔

پوری رات مجلس گرم رہی۔ حال و قال کے نعروں سے مجلس گونجتی رہی۔ اب مشائخ کی نہاری کا انتظام ہونا چاہئیے۔ آپ نے تعجب سے فرمایا۔ ہماری خانقاہ میں اتنا ہنگامۂ عظیم برپا رہا اور ہمیں خبر نہ ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت شیخ کی فنائیت و محویت اور شان استغراق کا کیا حال تھا۔

ایک طرف حضرت شیخ کی سماع سے عدم موالست کا عالم دیکھیئے اور دوسری طرف آپ کے خلیفہ اعظم حضرت شیخ اولیا، قاضی حمید الدین ناگوری رح ہندوستان میں مجالس سماع کے بانی اور موجد مشہور ہیں۔ جسطرح شہید محبت حضرت سیدنا قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین

صاحب کے محبوب شاگرد بھی تھے اور میر مجلس بھی قاضی صاحب کی موجودگی میں بحالت سماع واصل بحق ہوئے۔ اسی طرح قاضی صاحبؒ کے خلیفہ اعظم حضرت سلطان جی حسن شیخ شاہی رسن تاب سہروردی بدایونی بھی مجلس سماع ہی میں واصل بحق ہوئے۔

حضرت شیخ الشیوخ کو سلطان مدینہ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ عشق کامل تھا۔ ہر سال بغداد شریف سے حج کو جاتے۔ بعد فراغت مدینہ طیبہ حاضر ہوتے اور واپسی کی اجازت لے کر بغداد واپس آجاتے۔

حضرت شیخ صاحب کا سال ولادت ۵۴۲ھ اور سال وصال ۶۳۲ھ ہے آپ کی نوے سال عمر ہوئی۔

# اعلیحضرت حاجی محمد شیر شاہ صاحبؒ

آپ کو لوگ شاہ جی میاں بھی کہتے تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام محبت شاہ خان تھا۔ آپ کی والدہ پیلی بھیت کی تھی۔ مزار شریف بھی آپ کا پیلی بھیت میں ہے یہاں بریلی سے گاڑی جاتی ہے۔ ندی کنارے اک دلکشا مقام پر آپ کا مزار ہے۔ آپ نے ۵ ذالحجہ ۱۳۲۴ھ کو وصال فرمایا۔ آپ ایک نیلا تہبند اور نیم آستین پہنا کرتے تھے۔ سر اکثر کھلا رہتا۔ اور کھڑاؤں چوبی زیادہ استعمال کرتے۔ آپ واصل الی اللہ تھے۔ ابتدائے شباب میں آپ کشتی بھی لڑتے تھے۔ حضرت بلال و حضرت منصور کے قصے پڑھنے کا شوق تھا۔ مگر آپ پڑھے ہوئے نہ تھے۔ حفظ یاد کر لیے تھے۔ مگر کوئی بتانے والا نہیں ملا۔ آپ نے خدا سے دعا کی اللہ تعالیٰ آپ پر علوم کے دروازے کھول دیئے پھر تو تفسیر وحدت کی وہ باریکیاں بیان کیں۔

کہ سبحان اللہ۔ مثنوی شریف از بر تھی۔ حضرت احمد علی شاہ صاحب

کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ اور انھیں سے مرید تھے۔ آپ لوگ مہاشیر بھی کہا کرتے تھے۔ آتش قلبی ہر وقت بھڑکتی رہتی تھی۔ کنگھی بناکر ابتداء میں اوقات بسر ی کیا کرتے تھے۔ پیر و مرشد سے رابطہ ہو جانے پر تمام تعلقات منقطع کر دیئے تھے اور فرمایا کرتے کہ آدمی سکون سے رہے جوش و خروش بندہ کو مناسب نہیں۔ تقویٰ بھی آپ کا بڑھا ہوا تھا۔ نظر توجہ چشم زدن میں آدمی کو کچھ سے کچھ بنا دیتی۔ مصنف کتاب نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک عورت آسیب زدہ لائی گئی۔ فرمایا! میاں سر میں خشکی ہے تیل لو کانوں میں تیل ڈالو ٹھیک ہو جائے گی۔ لاؤ تیل میں دم بھی کر دوں۔ حالانکہ عورت آسیب زدہ تھی۔ مگر آپ نے اپنی کرامت کا اخفا کیا اور تیل پڑھ کر جب کان میں ڈالا گیا۔ تو وہ تندرست ہوئی۔

آپ کی بیعت کے بعد آدمی کو خود رجوع الی اللہ کا خیال ہوتا تھا۔ ریاضت اور چلہ کشی بھی آپ نے بہت کی تھی۔ فریضہ حج سے بھی فارغ ہو چکے تھے۔ رجوعات بڑی وسیع تھی۔ ایک مسجد اور کئی خانقاہیں بھی آپ نے بنوائیں۔ اپنے شیخ کا عرس بھی آپ بڑی شان سے کرتے تھے۔ وفات کے وقت ایک کھٹولے پر لیٹے تھے۔ رات کے بارہ بجے خفیف سا بخار ہوا اور جان جان آفریں کو سونپ دی۔ آپ کی خلافت حافظ انور علی شاہ کو ملی اور مریدین میں ناظرہ محمد یحییٰ صاحب بھی محبوب مریدوں میں سے تھے۔ آپ تہجد کے بڑے دلدادہ تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ جو کچھ جسے ملا وہ تہجد کی بدولت ملا۔ اکثر کرامات بھی آپ سے ظاہر ہوئیں۔

# اعلیٰ حضرت خواجہ میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رح

آپ مجدد عصر تھے۔ اور لقب شیر ربانی آپ کا آبائی وطن افغانستان تھا۔ جہاں سے لوگ آ کر مختلف مقامات پر آباد ہو گئے۔ کچھ قصور میں آ گئے تھے۔ آپ کے والد کا نام غلام رسول تھا آپ شرقپور آ گئے تھے۔ اور یہاں خوشنویسی کرنے لگے۔ ایک مسجد بھی بنوائی۔ جس پر یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ لکھوایا۔ آپ ناخدا تھے۔ شادی اک زمیندار کے ہاں کی۔ حضرت کے تین بیٹے تھے۔ بڑے بیٹے حضرت عزیز الدین کے لخت جگر حضرت میاں شیر محمد تھے آپ ۱۲۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ مادر زاد ولی تھے۔ اور اللہ کے شیدائی آپ کی ذات اسم ذات سے وابستہ تھی۔ بچپن میں آپ کی حرکات سے لوگ آپ کو دیوانہ سمجھتے تھے مگر حقیقت سے سب بے خبر تھے۔ جوان ہوئے تو شیخ غلام محمد کتاریہ اک حسین لڑکے کی محبت میں ایک گاؤں پہنچے۔ وہاں رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ لاحول پڑھ کر پلٹ آئے اور ایک وجدانی کیفیت میں رہنے لگے۔ حاجتمندوں کی حاجتیں گھر والوں سے چھپ کر پوری کر دیتے تھے۔ آپ کو گھوڑ سواری کا بہت شوق تھا۔ جسطرح آپ منہ زور گھوڑوں کو ٹھیک کر لیتے۔ نفس سرکش کو بھی آپ نے رام کر لیا تھا۔ بالآخر حضرت بابا امیر الدین صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔

اور بہ یک نظر نعمت کونین سے مالامال ہوئے۔ بہت سی کرامتیں لوگوں نے آپکی دیکھیں حالت جذب و سکر دونوں کا مزہ لوٹا۔ آپ کا قول تھا۔ ہر جگہ اللہ ہی اللہ ہے۔ زمین پر چلنا حوائج ضروری سے فراغت پانی مشکل ہے۔

شیخ نے خلافت دی تو آپ نے فرمایا۔ میں کیا کروں گا۔ شیخ نے فرمایا میرے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ آپ انگریزی وضع قطع سے نفرت کرتے تھے۔ شریعت

کی پابندی سے بہت خوش ہوتے تھے اور اس ضمن میں کسی بڑی سے بڑی ہستی سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب آپ کی خدمت میں آئے۔ کھانے کا وقت ہوا تو بولے ملازم نیچے بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا آپ نیچے جایئے وہیں کھانا پہنچ جائے گا اور ملازم کو بلا کر دستر خوان پر بٹھا لیا۔ مطلب یہ کہ وہ خاکساران جہاں را بحقارت منگر۔

آپ کا ارشاد ہے کہ نماز کے وقت مسلمان کاش یہ دعا کیا کریں۔ کہ الٰہی میں نے اپنا منہ تو تیری طرف کر لیا۔ میرے دلکو بھی تو اپنی طرف کر لے جو میرے اختیار سے باہر ہے آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیکر بشری رکھتے ہیں۔ مگر حاظر و ناظر ہیں آپ کا ارشاد ہے۔ جسم کو باشریعت بنا دل کو طریقت سے سنوار پھر اللہ کہہ اور مزہ لوٹ آپ ایک نظر مرض بھی سلب فرما لیتے تھے۔ اخلاق محمدی آپ کا شیوہ تھا۔ سادگی پسند خاطر تھی۔ علامہ اقبال آپ کے یہاں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے انکو نصیحتیں کیں۔ سیاہ جوتے سے آپ کو نفرت تھی۔ دو صاحبزادے تھے۔ جو انتقال کر گئے تھے۔ صاحبزادی کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ پاجامہ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ پہنا تھا۔ نسوار بھی سونگھتے تھے مسجد بھی شاندار تعمیر کرائی۔ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ سے خاص لگاؤ تھا۔ آپ اردو فارسی شعر بھی کہتے تھے۔ یہ شعر بھی آپ کا ہے۔

ع

آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم
اب ہوئے خاک انتہا یہ ہے۔

۳ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ بروز پیر انتقال فرمایا۔ ۶۵ سال کی عمر پائی۔ قبرستان

دو ہراں والا میں مزار مبارک بنا۔

آپ کے چھوٹے بھائی آپ کے جانشین ہیں۔

میاں غلام اللہ صاحب آپ کے سجادہ نشین ہیں۔ اور دیگر خلفا بھی ہیں

آپ کی ایک کرامت بہت مشہور ہے۔ کہ ایک صبح جب آپ نماز فجر ادا کرنے مسجد میں جا رہے تھے۔ تو راستے میں ایک کتیا کو مرا پڑا دیکھا۔ جس کے ایک دن کے نوزائیدہ بچے مردہ ماں کا دودھ پی رہے تھے۔ آپ نے اسی وقت دعا کی اور وہ زندہ ہو گئی۔ آپ جانوروں پر بہت رحم و شفقت کرتے تھے۔

# تاج الاولیاء حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حسینی سید ہیں۔ آپ مرید و خلیفہ اور داماد اپنے ماموں حضرت بابا صاحب کے تھے۔ مزار پیران کلیر شریف ضلع سہارن پور میں ہے۔ ۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ روز پنج شنبہ تاریخ وفات ہے۔ یہ سلطان جلال الدین کا زمانہ تھا۔

نہایت خوش الحان نحیف الجثہ سینہ تھے۔ سر کے بال بچپن سے نہ کبھی ترشے گئے تھے نہ ان میں کنگھا ہوا تھا۔

درمیان سینہ وناف اک خط سیاہ بالوں کا تھا۔ آپ عارف کامل صاحب کشف وکرامات اور قطب زماں تھے۔ ہیبت وجلالیت کی وجہ سے کوئی آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا۔

آپ کے تصرفات اس قدر ہیں کہ چشتیہ سلسلے میں کسی سے ظہور میں نہ آئے اور تک مزار سے ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ تسیف زبان تھے۔ حضرت بابا صاحب کا ارشاد تھا۔ کہ صابر ہمیشہ خوش رہے گا۔ دنیا و مافیہا کا خیال بھی آپ کے پاس نہیں پھٹکا حضرت بابا صاحب کا یہ بھی ارشاد تھا۔

کہ میرے علوم ظاہری و باطنی نے علاؤ الدین و نظام الدین میں سرایت کیا ہے علم سینہ نظام الدین اور علم قلبی علاؤ الدین نے پایا ہے۔

آپ اپنے نانا کے یہاں قصبہ جاولی میں پیدا ہوئے تھے۔ ابھی خرد سال ہی تھے کہ آپ کی والدہ قصبہ اجودھن حضرت بابا صاحب کے یہاں لے آئیں۔ آپ نے لنگر تقسیم کرنے کی خدمت سپرد فرمادی بارہ برس تک آپ نے یہ خدمت انجام دی۔ اور اسی عرصہ میں علم ظاہری و باطنی کی تکمیل کرتے رہے۔ چونکہ لنگر تقسیم کرنے کا حکم تھا۔ کھانے کا صریحی حکم نہیں ملا تھا۔

اس لئے اس عرصہ میں جنگلی پھولات کھاکر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ بوجہ کثرت ریاضت اور صوم دائمی کے آپ بہت دبلے ہوگئے تھے۔

حضرت شیخ الشیوخ نے کھانا نہ کھانے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ بلا اجازت ایک دانہ کھانے کی بھی مجال اپنے میں نہیں پاتا۔ آپ اس صبر عظیم سے بڑے خوش ہوئے اور وہ نعمت بخشی کہ مہرِ نبوت و موسیٰ تجلی انوار ظاہر ہوئے اور فرمایا علی احمد صابر ہے اسم اعظم اور خلافت سے مشرف ہونے پر فرمان قطبیت دہلی۔ آپ کو ملا آپ ہانسی بہر شیخ جمال کی کرانے کے لئے پہنچے۔ حضرت شیخ جمال نے فرمایا۔ نماز پڑھ لیجئے۔ نماز کے بعد چراغ آیا۔ تو ہوا سے گل ہوگیا۔ آپ نے فوراً پھونک سے چراغ روشن کر دیا۔

حضرت شیخ جمال الدین نے فرمان چاک کر دیا۔ اور کہا کہ دہلی جلد بازی اور آتش مزاجی کی تاب نہیں رکھتی۔ آپ نے غیظ و غضب میں فرمایا۔ تم نے اس فرمان کو پھاڑا میں نے تمہارے سلسلے کو توڑ دیا۔ حضرت شیخ جمال نے پوچھا۔ اول سے یا آخر سے فرمایا۔ اول سے اور آپ پھر اجودھن کو چلے۔

حضرت بابا صاحب سے سب کیفیت بیان کی۔ آپ نے فرمایا ''دریدہ جمال را فرید نتواں دوخت''، پھر فرمایا۔ خیر گزری کہ تم نے اول سے کہا۔ آخر تو سلامت رہا۔ تمہارے سلسلے میں ہی سے ایک جوان دعا کرے گا۔ اور ان کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

یہ اشارہ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء کی طرف تھا۔ تبا ثیر کلام صابری بڑے صاحبزادے حضرت شیخ جمال کے دیوانے ہوگئے۔ اور حضرت بابا صاحب نے فرمان ولایت کلیر لکھ کر حضرت صابر صاحب کر دیا۔ اور بعد عطائے خرقہ روانہ فرمایا۔

وہاں جاکر آپ نے چاہا کہ لوگ متوجہ ہوں مگر کوئی پرسان حال نہ ہوا۔ آپ نے یہ شکایت حضرت باباصاحب کو بھیج دی۔ وہاں سے حکم آیا کہ وہ ولایت تمہارے تابع ہے۔ جیسا مناسب سمجھو کرو۔ پھر آپ جمعہ کے دن مسجد میں گئے تو پہلے سے بھی زیادہ لوگوں کی عدم توجہی دیکھی۔ دریائے جلال جوش میں آیا اور مسجد کو آپ نے سجدہ کا حکم دیا مسجد شہید ہوگئی۔ اور سب دب کر مر گئے۔ اور شہر میں آگ لگ گئی۔

ایک ضعیفہ جو آپ کی معتقد تھی۔ اس کا لڑکا بھی دب گیا۔ اس نے عاجز ہو کر عرض کیا۔ فرمایا جس آدمی پر تیری نظر پڑے پاؤں پکڑ کر کھینچ لے چنانچہ اس نے اپنے لڑکے کو سلامت نکال لیا۔

پھر کچھ لوگ حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ ریاضت میں مشغول ہوگئے۔ اور اس قدر جلال بڑھا۔ کہ کوئی آپ کے سامنے نہیں جاسکتا۔ جس طرف دیکھتے آگ لگ اٹھتی۔ صرف شیر اور وحوش وطیور آپ کے حضور میں رہتے۔ حضرت باباصاحب جی کو جب یہ خبر پہنچی۔ آپ ایک گولر کی شاخ پکڑے کھڑے ہیں۔ تو فرمایا کوئی ہے جو میرے صابر کو بٹھا دے۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی نے اجازت چاہی اور آپ کے حضور میں آکر گانا شروع کیا آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور بیٹھ گئے اور حکم دیا شمس الدین سامنے سے نہ آیا کرو۔ عقب سے آیا کرو۔ چنانچہ آپ وضو کرانے یا گولر کھلانے آتے۔ تو عقب سے آتے اکثر ایسا بھی ہوا۔ کہ آپ نے فرمایا۔ خدا کھانے پینے سے پاک ہے۔ پھر فرماتے۔ ہاں ہاں لاؤ۔ خدا خدا ہے۔ آدمی آدمی۔ اگر کبھی تعمیل حکم میں وقفہ ہوتا۔ تو فرماتے۔ شمس الدین اندھا ہے۔ آپ اندھے ہو جاتے۔ پھر حضرت خود ہی فرماتے الٰہی میرا تو اک شمس ہے۔ تو آپ اصلی حالت پر آتے۔ بعد وفات بھی مدت تک کلیر برباد رہا۔ اور روضہ کے قریب کوئی نہیں آسکتا تھا۔ یہ تو حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمت اللہ علیہ نے انعام مبذول کرایا ہے۔ آپ جب آئے تو بجلی چمکی آندھی آئی۔

آپ نے عرض کیا۔ عبد القدوس آپ ہی کا ہے۔ بجلی غائب ہو گئی۔ اور قریب آئے تو پھر بجلی چمکی۔ عرض کیا بحضور زیارت کا شوق لایا ہے۔ پھر بجلی غائب ہو گئی۔ اسی طرح عرض کرتے گئے آگے۔ آگے بڑھتے گئے۔ آخر روح مبارک نے مجسم ہو کر نوازش فرمائی اور جلالت کو کرم سے بدلوایا۔

جب سے ہر لوگ حاضر ہونے لگے۔ حضرت شاہ عبد القدوس نے باشندگان کلیر کے لیے جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے۔ تو خشک ہو گئے۔ بعجز۔ پھر آپ سے رجوع ہوئے تو درست ہوئے۔ بعد ایک مدت کے مزار تقدس تعمیر ہوا ہے۔ اور عمارتیں بنی ہیں مگر فیض صابری اب تک عام ہے۔

آپ لباس کل ارمنی کار لگا ہوا پہنتے تھے۔ بلا رنگ کا کپڑا نہیں پہنا۔ جب کبھی حضرت سلطان جی آپ سے ملنے جاتے تو فرماتے آج گولروں میں نمک ڈالو۔ کسی کو آپ کی خدمت میں بھیجتے تو ادب و احترام کی تاکید فرما دیتے۔ اجودھن میں آپ عمامہ بھی باندھتے تھے۔ برہنہ پائے آپ کا شعار تھا۔ ریاضت و مجاہدے بے انتہا کیئے۔ ہمیشہ استغراق کا عالم رہتا تھا۔ آپ کا اک شعر ہے۔ ؎

اس طرح ڈوب اس میں اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ رہے۔

فارسی میں آپ احمد تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی یہ غزل بہت مشہور ہے۔

؎ امروز شاہ شاہاں مہمان شد است!
جبرئیل با ملائک درباں شد است مارا

آپ کے خلیفہ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی فرماتے ہیں۔ کہ وقت وصال مجھے کچھ ہدایات ہوئیں۔ میں تعمیل کو گیا۔ آکر دیکھا تو آپ کا جنازہ تیار رکھا ہوا ہے۔ میں نے نماز کے لیے انتظار کیا۔ کہ کوئی آجائے تو نماز پڑھوں ایک سوار آیا اور امام بنا۔ میں نے

نماز پڑھی جب وہ سواری پر سوار ہو کر جانے لگا۔ تو میں نے اصرار کیا۔ کہ آپ نقاب پوش ہیں۔ صورت تو دکھا جائیے۔ نقاب الٹی تو حضرت خود تھے۔ فرماتے تھے۔ کہ شمس الدین پر لقا ہے۔ اور جنازے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ فنا ہے الاالله:۔

---

# حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرزند و خلیفہ اپنے والد حضرت بہاؤالدین زکریا رحمت اللہ تھے۔ ۲۳ ذوالحجہ سنہ ۶۸۴ھ سہ شنبہ کو وفات پائی۔ مزار پاک والد ماجد کے پہلو ہی میں بمقام ملتان ہے آپ مشائخ کبار میں ممتاز تھے۔ اور علم معرفت کے حقیقت آگاہ اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ عارف اس لیئے مشہور تھے۔ کہ کلام پاک کے معنوں پر غور فرماتے تھے۔ آپ نے ایک مرتبہ اپنے والد سے عرض کیا کہ ہر مرتبہ فاتحہ کے نئے معنے سمجھ میں آتے ہیں۔ ارشاد ہو تو لکھوں فرمایا۔ نہیں عالم لوگ نہ سمجھیں گے اور انکار کریں گے۔ آپ علم و فضل میں یگانہ تھے۔ سات بھائی تھے۔ اول آپ۔ دوم برہان الدین سوم ضیاالدین علاؤالدین۔ پنجم شہاب الدین ششم قدوۃ الدین ہفتم شمس الدین آپ سجادہ نشین تھے۔ ہزاروں نے آپ سے ہدایت پائی

آپ دنیا سے متنفر تھے۔ پہلے ہی دن جو میراث میں پایا سب خیرات کر دیا آپ نے وقتِ وفات تبرکاتِ خاندانی اپنے لختِ جگر شیخ رکن الدین ابوالفتح کو دیئے اور جانشیں فرمایا۔

حضرت مولنا حسام الدین فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن آپ غوث العالم کے روضہ کی زیارت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے چاہا کہ اپنی قبر کے لیئے زمین مانگوں کہ آپ نے فرمایا جگہ دینی تو مشکل نہیں۔ لیکن آپ کے واسطے خطہ بدایوں تجویز ہوا ہے آپ کا مدفن وہاں ہوگا۔

اور ایسا ہی ہوا کہ وہ بدایوں میں وفات پا گئے۔

آپ کا ارشاد ہے کہ صحت ایمان کی نشانی یہ ہے۔ نیکی سے خوشی حاصل ہو۔ اور بدی بری معلوم ہو۔ استقامت ایمان یہ ہے کہ خدا و رسول سارے جہان سے پیارے ہوں

# اعلیٰ حضرت شاہ عبدالرزاق سید تاج الدین (رح)

آپ پانچویں صاحبزادے حضور غوث پاک رح کے تھے۔ ۱۸ ذلیقعد ۵۲۸ھ کو ولادت ہوئی۔ آپ خلیفہ اول حضرت غوث پاک کے تھے۔ ۶ شوال ۵۹۸ھ کو وفات ہوئی مزار شریف بغداد میں ہے۔ آپ حافظ عالم فقیہ اور مفتی ہوتے ہوئے عالم باطن کے بھی رازدار و ولی کامل تھے۔ نہایت منکسر المزاج تھے۔ زہد و خموشی شیوہ خاص تھا۔ سوائے ضروریات دینی کے گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ ملفوظات غوث پاک کے مصنف آپ ہی ہیں۔ آپ ہی ہیں۔ آپ کے جنازے کی نماز کئی مرتبہ ہوئی۔ اس لیے کہ مجمع کثیر تھا۔ شہر کے باہر نمازیں ہوئیں۔ آپ حضرت غوث پاک رح کے بعد مدرسہ کے ناظم بھی تھے۔ وعظ نصیحت اور درس و تدریس بھی دیا کرتے تھے۔ آپ نے ۷۰ سال عمر پائی۔ مزار شریف بغداد میں ہے:۔

# شاہ عبدالقادر جیلانی
# محبوب سبحانی حضرت غوث الاعظم دستگیر
## قدس اللہ سرہٗ العزیز

نام نامی شیخ عبدالقادر کنیت محی الدین محبوب سبحانی اور غوث الاعظم ہے۔ آپ شب اول رمضان ۴۷۱ھ کو پیدا ہوئے۔ مولد قصبہ جیلان ہے۔ جسے گیلان بھی کہتے ہیں۔ آپ سید حسنی و حسینی ہیں۔ اٹھارہ برس تک، تو وطن میں ہی رہے۔ چالیس سال بغداد میں درس و تدریسی ریاضت و مجاہدات میں بسر کی اور مواعظ حسنہ سے مستفیض فرمایا۔ اکیانوے سال کی عمر میں اور ربیع الثانی ۵۶۱ھ بعد عشا وفات پائی اور اپنے مدرسہ باب الازج میں دفن کئے گئے۔ قد میانہ تھا۔ رنگ گندمی نحیف و نازک بدن چہرہ شگفتہ۔ ریش مبارک گھنی آواز پر اعجاز کلام پر تاثیر۔ دل میں خشوع خضوع اور درد تھا۔ آپ مادرزاد ولی تھے آپ کی والدہ بھی صاحب کشف تھیں۔ رمضان میں بچپن ہی میں دن کو ماں کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ اور یہ بات عام طور پر مشہور تھی۔ جب مکتب میں جانے لگے۔ اُمّی یا مبارک کی آوازیں آتی تھیں۔

اور افسحو الولی اللہ کی آواز بھی لوگ سنتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں! مجھے اپنے ولی ہونے کی تصدیق اسی زمانے میں ہوگئی تھی۔ میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا۔ کہ آپ مجھے خدا کو سونپ دیجئے۔ وہ روئیں اور چالیس دینار میری صدری میں سی دئیے

اور فرمایا۔ کبھی جھوٹ نہ بولنا۔ اور خدا کو سونپ کر سفر بغداد کی اجازت دی۔ راہ میں قافلہ لوٹا گیا۔ مجھ سے بھی قزاقوں نے پوچھا۔ کہ تمہارے پاس کیا ہے۔؟ میں نے بتایا کہ چالیس دینار ہیں۔ وہ متعجب ہوئے۔ کہ اس لڑکے نے سچ بول کر اپنا نقد سرمایہ خود کھانا چاہا۔ سردار کے پاس لے گئے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی والدہ سے چلتے وقت عہد کر کے آیا ہوں۔ کہ ہمیشہ سچ بولونگا۔ سردار کو یہ سن کر خیال ہوا کہ افسوس ہم چلتے وقت ازل میں اپنے رب سے کیا عہد کر کے آئے تھے۔ اور اب کیا کر رہے ہیں۔ انہیں عبرت پکڑی اور آپ سے بیعت ہوا۔ ساتھیوں نے بھی توبہ کی اور آپ کی بڑی مدارات کی۔ پھر آپ بغداد پہنچے۔ اور تھوڑی سی مدت میں علوم دینیہ تمام حاصل کر لیئے۔ اس زمانے میں آپ پر بڑی بڑی سختیاں آئیں۔ بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑے۔ فاقونکی زحمت اٹھائی۔ مگر خدا کی مدد شامل حال رہی اور آپ نہایت مستقل مزاجی سے اپنے کام میں لگے رہے۔ مدت تک آپ نے کاہو کی پتیاں اُبال اُبال کر کھائیں۔ فرماتے ہیں۔ انہیں دنوں میں ہی۔ ایک مسجد میں پہنچا۔ وہاں ایک شخص حلوا پوری کھا رہا تھا۔ اس نے میری مہمان نوازی کے لیئے صلاح پوچھی۔ میں نے گوارا نہ کیا۔ اس نے میرا نام و نشان پوچھا اور گھبرا کر کہنے لگا۔ بھائی تمہاری والدہ نے کچھ دینار دیئے تھے۔ میں تمہاری تلاش کرتا رہا۔ حتی کہ اپنا زاد سفر بھی ختم کر چکا۔ آج تمہارے ہی پیسوں سے یہ کھانا کھا رہا ہوں تو تم اپنی امانت لو اور اپنا کھانا بھی کھالو۔ تم نے میری غائبانہ دعوت بھی کر دی شکر ہے کہ تم مل گئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے اس رقم میں اُسے اور کچھ زاد سفر دیا پھر میرا ارادہ بغداد چھوڑ دینے کا ہوا۔ کہ مجھے ہدایت ہوئی۔ کہ عبدالقادر اہل بغداد کو فیض پہنچاؤ اس زمانے میں رجال الغیب بھی مجھ سے ملتے تھے۔ اور درس لیتے تھے۔ میں نے ایک سال بغیر کھائے پیئے گزار دیا۔ دیوانوں کی مثل بن گیا۔ مگر فتوحات و عزت روحانی کے دروازے کھل گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے میرے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر مجھے شیخ ابوسعید مبارک مخزمی سے ملے

اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے بیعت کیا اور اپنا مدرسہ میری سپردگی میں دیا۔ یہاں میں وعظ کہتا۔ رفتہ رفتہ میری شہرت ہو گئی اور نذرانے آنے لگے۔ مدرسہ کی عمارت بھی وسیع ہو گئی اور صلحا کی اک جماعت میرے پاس رہنے لگی۔ جو مرید بھی تھی۔

اکثر اولیاء کبار نے آپ کی ولادت کی آپ سے پہلے پیشین گوئیاں بھی کی تھیں اور یہ کہا تھا۔ کہ آپ کا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ اور آپ کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہو گا۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خواب میں حضرت عائشہ کا دودھ بھی پیا ہے۔ اور سیر ہو کر پیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جبہ شریف بھی مجھے پہنایا ہے۔ آپ اُن اولیاء میں سے ہیں۔ جن کو حیات مماث دونوں زمانوں میں قدرت و تصرف حاصل ہے۔ قدمی هذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ آپ کا ارشاد ہے۔ جس کو سن کر روئے زمین کے ولی اللہ آپ کے آگے سرنگوں ہو چکے ہیں۔

حضرت خواجہ ہند الولی آپ کی خدمت میں پانچ مہینے سات دن رہے۔ حضرت شاہ مراد رحمت اللہ کا قول ہے۔ کہ بعد صحابہ کبار و آئمہ اطہار کے حضرت غوث الاعظم خواجہ اویس قرنی حضرت جنیدؒ اور حضرت بہلول داناؒ کے کوئی بزرگ رتبہ ورا الورا کو نہیں پہنچا اور یہ مرتبہ سب سے بالاتر ہے۔ حضرت داتا گنج بخش صاحبؒ بھی آپ کی عظمت کے معترف ہیں۔ ہر وقت آپ سے کرامتوں کا ظہور ہوتا تھا۔ حضرت مولنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ کہ حضور کے معجزات و کرامات کا شمار نہیں اور آپ کی کرامتوں کی حد نہیں۔ حضور جسطرح انبیاء علیہم السلام کے بھی نبی تھے۔ اسی طرح آپ بھی شیخ الکل تھے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ میرے وسیلے سے مانگی ہوئی۔ دعا انشاء اللہ کبھی رد نہ ہو گی۔

آپ کا ارشاد ہے۔ کہ منصور میرے زمانے میں ہوتے تو میں اُن کی ضرور دستگیری کرتا۔ آپ نے چوروں کو ابدال بنایا۔ ڈاکوؤں کو ولی۔ بیماروں کو شفا بخشی۔ حضرت محی الدین

ابن عربی آپ ہی کی دعا سے پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی آپ ہی کی نظر سے لڑکی سے لڑکا بنے۔ جبھی آپ دراز پستان تھے۔ آپ جس درخت کے نیچے سے گزرتی سرسبز ہو جاتا۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند حضرت خواجہ امیر کلال کے ارشاد سے آپ سے فیض کرنے آئے۔ ہر سند ولایت پر فائز ہونے والا۔ فیوض غوثیت مآب سے فیض پاتا ہے۔ آپ بڑے صاحب خلق تھے۔ فقراء سے بھی تواضع پیش آتے تھے۔ شریعت کی پابندی کا احترام خاص طور پر مدنظر تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے میری ترقیوں کی بنار است۔ گوئی ہے۔ آپ مریدین کو شجرہ اپنے دست مبارک سے لکھ کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ مسجد میں آپ کو چھینک آئی۔ تو آپ نے الحمد اللہ کہا جواب یرحمک اللہ کا اس قدر غل مچا کہ خلیفہ مستنجد باللہ لرز گیا۔ اہل دل سے تم آپ ہمیشہ کھنچ کر ملتے تھے کبھی کسی صاحب اقتدار سے کوئی سفارش کرنی ہوتی تو یہ لکھتے کہ عبد القادر تجھے حکم دیتا ہے۔ کہ ایسا کر دے کبھی تمام عمر آپ اہل دنیا سے نہیں۔ ملتے۔ مکاشفہ بھی آپ کا بہت بڑھا ہوا تھا۔ آپ کے وعظ میں مردان غیب شریک ہوتے تھے۔ کسی محفل وعظ میں ایسا نہیں ہوا تھا۔ کہ جنازے نہ اٹھے ہوں یا غیر مسلم ایمان نہ لائے ہوں۔ چار سو آدمی آپ کے وعظ لکھتے تھے۔ نہایت قلیل الخوراک تھے۔ مگر خوش پوشاکی کا خیال رکھتے تھے عطر کا بھی شوق تھا۔ چالیس سال آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ ہر شب دو سو رکعتیں پڑھتے تھے۔ جن میں سورہ رحمٰن اور سورہ مزمل پڑھتے تھے اور دوسرے معمولات الگ تھے۔ بلا غسل کبھی نماز نہیں پڑھتے تھے آپ کے ارشادات یہ ہیں۔

## ارشادات دستگیر رح

۱۔ غافل کو نصیحت کر دآزار سے۔ ہنوز محرمات سے بچو۔

۲۔ غریبوں کی مدد کرو۔ چہرہ مسرور رکھو۔ دل مغموم۔

۳۔ کسی کا راز ظاہر نہ کرو۔ ایذا پر صبر کرو۔

۴۔ مساکین کو کھانا کھلاؤ۔ یتیموں کی حفاظت کرو۔

۵۔ نمازیں زیادہ پڑھو۔ اغیار کو چھوڑ کر خدا پر بھروسہ کرو۔

۶۔ اسباب ظاہری پر نہ بھولو۔

۷۔ رضائے الٰہی پر راضی رہو۔ خدا کی رضا سخاوت میں ہے۔

۸۔ نعمت پر شکر کرو۔ بلاؤں پر صبر۔ نفس اور خواہش کی چیزوں سے دور رہو۔

۹۔ صوفی وہ ہے۔ جو اپنی نا کافی کو مقصد الٰہی سمجھے۔

۱۰۔ صوفی حسن خلق یہ ہے کہ جفائے خلق سے موثر نہ ہو۔

۱۱۔ دل سنوارو سب حالات سنور جائیں گے۔

۱۲۔ قول بے عمل قبول نہیں۔ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے

۱۳ زاہد مقسوم غیر مقسوم دونوں کی طلب چھوڑ دیتے ہیں۔

۱۴۔ توبہ دوا ہے۔ گناہ بیماری

۱۵ مولیٰ کا طالب ہے۔ تو آخرت و دنیا دل سے نکال

۱۶ خیال بہترین واعظ ہے۔ صوفی بخیل نہیں ہوتا۔

۱۷۔ دل سے خلقت کو نکال جو خالق آباد ہو۔

۱۸۔ تعریف و مذمت۔ چاندی و پتھر سب ایک ہیں۔ مگر لا الہ اللہ کہنے والے کیلئے

۱۹۔ دوستوں میں زیادہ نہ بیٹھ۔

۲۰ کوشش کر کہ کلام کی ابتداء تجھ سے نہ ہو۔

۲۱۔ توحید تقویٰ توبہ ترقی درجات کا باعث ہیں۔

آپ کی اولاد کی تعداد انچاس ہے۔ جن میں ستائیس لڑکے تھے حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور اور صاحب سلسلہ

ہوئے ہیں ۔

ایک مرتبہ آپ پر کچھ قرض ہوگیا ۔ ایک اجنبی نے آکر کچھ نذر کیا ۔ جب وہ چلا گیا ۔ تو آپ نے خادم کو نقدی دی کہ لو حساب والوں کا حساب صاف کردو ۔ اس نے دریافت کیا حضرت یہ کون تھا ۔ فرمایا صیرفی القدر اک فرشتہ تھا ۔ جو اللہ کے دوستوں کا قرضہ ادا کرتا ہے ۔ آپ ایک ایک آیت کو کئی کئی طرح سمجھاتے تھے ۔ ایک مرتبہ ایک آیت کو گیارہ طریق پر سمجھا کر فرمایا ۔ کہ لو چھوڑتا ہوں ۔ میں قال سے آتا ہوں حال کی طرف یہ فرماتے ہی ۔ حاضرین کا رنگ متحیر ہوگیا ۔ اور شور برپا ہوگیا ۔ مجمع تڑپنے لگا ۔

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کو اسم ذات کے شغل پر آپ نے فرمایا خواب میں کہ دیکھو ہمارا داہنا ہاتھ دیکھو جو بصورت اسم ذات ہیں ۔

# حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت امام مالک رح کی اولاد میں سے تھے ۔ نام مبارک عبدالجمیل تھا شاہان روم آپ ہی کے خاندان سے ہیں ۔ غجدوان میں سکونت اختیار کرلی تھی جو بخارا سے چھ کوس کو سس ہے ۔ آپ کو حضرت خضر نے اپنی فرزندی میں لے لیا تھا ۔ ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو وفات پائی ۔ مزار بھی غجدوان میں ہے ۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی آپ کے پیر تھے ۔ نقشبندیہ خاندان کے ممتاز حضرات میں سے تھے ۔ کسی نے آپ سے پوچھا ۔ اتقوا فراست المومنین فانہ ینظر بنور اللہ ۔ کے معنی کیا ہیں ۔ فرمایا زنار توڑ اور ایمان لا ۔ چنانچہ وہ بت پرست ایمان لایا ۔ آپ ا ۔ کہ ے ۔

خواہی کہ شود دل تو چو آئینہ
دہ چیز برون کن ز درون سینہ
حرص و امل و غضب و دروغ و غیبت
بخل و حسد و کبر و ریا و کینہ

اور یہ آٹھ کلمے آپ کے ملفوظات میں سے خاندان نقشبندیہ میں رائج ہیں۔ ہوش دردم (۲) نظر بر قدم ۳۔ سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن ۵۔ یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگاہ داشت (۸) یادداشت۔

اور تین کلمے وقوف عددی۔ وقوف زمانی۔ وقوف قلبی۔ خواجہ بہاؤالدین نقش بند رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات میں سے ہیں۔ گویا ان گیارہ کلمات سے تعلیم نقشبندی سلسلہ کی وابستہ ہے۔ مفہوم ذیل میں درج ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ ہوش دردم | ہر سانس پر لفظ اللہ کا خیال رکھنا |
| ۲۔ نظر بر قدم | نظر ہمیشہ پاؤں پر رہے۔ |
| ۳۔ سفر در وطن | تصور کی نگہ داشت |
| ۴۔ خلوت در انجمن | از درون شو آشنا واز برون بیگانہ باش |
| ۵۔ یاد کرد | زبان تالو سے لگا کر ذکر نفی و اثبات کرنا لب بستہ |
| ۶۔ بازگشت | ذکر کے وقت یہ خیال کہ الٰہی جو کچھ ہے تیرے ہی لیے ہے۔ |
| ۷۔ نگاہ داشت | وقت خیر میں صرف کرنا۔ |
| ۸۔ یادداشت | حضوری دل۔ یعنی دل کو غافل نہ ہونے دینا |
| ۹۔ وقوف زمانی | محاسبہ اوقات۔ |

۱۰ و ۱۱ ۔ وقوف قلبی ۔ حضورِ قلب مع ذکر کے

# واصل الی اللہ حضرت شاہ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

آپ قطب عالم تھے ۔ حضرت امام اعظم کی اولاد میں سے تھے ۔ نسبت اویسی آپ کو حضرت شاہ احمد عبد الحق ردولوی سے تھی ۔ لیکن شیخ محمد بن حضرت شیخ عارف سے آپ بظاہر مرید تھے ۔ سلسلہ قادریہ میں بھی آپ بیعت تھے اور اکثر خانوادوں سے آپ نے فیض پایا تھا ۔ ولادت باسعادت ۸۶۱ھ میں اور وفات ۲۲ جمادی الثانی ۹۴۴ھ میں بعہد ہمایوں ہوئی ۔ مزار شریف قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور میں ہے ۔

آپ پیشوائے اصحاب تصوف تھے ۔ ریاضت و عبادت میں مشہور وجد و سماع میں ذوق رکھتے تھے ۔ اصلاح طالبین میں کمال بغایت درجہ حاصل تھا ۔ آپ کے یہاں کے دھوبی اور سائیس تک اہل باطن تھے ۔ چشتیہ میں صابری نسبت بدرجہ اتم تھی ۔ حضرت شاہ عبد الحق ردولوی نے آپ کی خوشخبری پہلے ہی آپ کے ظہور سے سنا دی تھی ۔ تمام دن آپ علم ظاہر حاصل کرتے اور تمام شب ذکر و عبادت میں مصروف رہتے ۔ کافیہ پڑھنے کے بعد آپ نے خرقہ درویشی پہنا ۔ آپ کی والدہ حیات تھیں ۔

انہیں یہ بات شاق گذری آپ نے قصبہ ردولی سے ایک طرف کو راہ لی ۔ کسی بزرگ نے ہدایت کی کہ تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ۔ درگاہ مبارک پر حاضر رہو ۔ آپ واپس ہوئے آپ نے دیکھا ۔ کہ حضرت شیخ احمد عارف دیوان مسعود پڑھ رہے ہیں انہوں نے آپ کو دیکھ کر دیوان رکھ دیا ۔

آپ نے اُن سے کہا ۔ کہ میں توحید کا طالب بن کر آیا ہوں ۔ آپ نے ہمت بندھائی اور خدمت میں رکھا ۔

مگر تعلیم باطنی روح حضرت شیخ العالم سے ہوتی رہی۔ حضرت شیخ احمد کے ہمعصر ہونے کی وجہ سے آپ یہ چاہتے تھے۔ کہ کسی دوسرے سے بیعت کریں۔ مگر روح مبارک حضرت کی یہ کہتی کہ تو میرا ہے۔ حتیٰ کہ ایک دن مزار مبارک شق ہوا اور مجمع عام کے سامنے حضرت شیخ احمد عبدالحق نے آکر آپ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا مجھے خدا تک پہنچایا۔ حضرت شیخ محمدؒ اگرچہ آپ کے پیر تھے۔ مگر آپ کی تعظیم کیا کرتے تھے۔ رسم نکاح ہوتے وقت گانے والیوں کے گانے پر آپ کو وجد ہوا۔

ہر چند آپ نے علم ظاہر نہیں پڑھا تھا۔ مگر علم لدنی کے ہر اصول سے بہ تمام و کمال واقف تھے۔ اور کتب درسی اس طرح پڑھاتے تھے۔ کہ عالم آپ کے درس میں شریک ہوتے اور علما دنگ رہ جاتے۔ علم قرات میں بھی کمال حاصل تھا۔ کتاب انوار العیون آپ ہی کی تصنیف ہے۔

اتباع سنت کا خاص لحاظ فرماتے مسجد میں آپ اول صف میں بیٹھے تھے اور نمازیوں کے لیے جگہ چھوڑتے چھوڑتے آخری صف میں آجاتے آپ خلوت پسند تھے۔ مگر مشائخ کے اصرار پر آپ نے سند رشد وہدایات اختیار کی۔ آپ کے لباس کے چیتھڑے لگے رہتے تھے۔ اور خورش خود کاشت کے غلے سے تھی۔ شبہ کی چیزوں سے بڑا احتراز تھا۔ پانی بھی دور شہر سے تالاب کا آتا تھا۔ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے۔

ے

راہ وصال دولت کے رائگاں نہ دید

آنکس کہ دید ہر دو جہاں درمیاں نہ دید

آپ صائم الدہر تھے۔ آپ کے نزدیک کھانا یا نہ کھانا دونوں یکساں تھا۔ ایک دفعہ پانی پینا چھوڑ دیا کہ تمام جسم زرد پڑگیا۔ بالآخر افشائے راز کے خوف سے آپ نے پانی نوش فرمایا۔ آپ کی تہجد کبھی قضا نہیں ہوئی۔ دوسری نمازوں کا تو۔

ذکر ہی کیا۔ آپ نے بھی نماز معکوس پڑھی ہے۔ اکثر بعد نماز عشاء کے آپ ذکر جہر فرماتے تین برس قبل از وفات آپ نے سکوت اختیار کر لیا تھا۔ بیخودی طاری رہتی تھی۔

# خواجہ خواجگانِ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

مولد و مسکن ہارون بنواح نیشاپور ہے۔ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ شریف زندنی کے ہیں۔ ۱۶۔ شوال ۶۱۷ھ کو وفات پائی۔ مزار مبارک مکہ مکرمہ میں اس مقام پر ہے۔ جہاں اب شاہی محل بنا ہوا ہے۔ آپ حضرت سلطان الہند خواجہ اجمیری کے مرشد ہیں۔ صاحب حال و صاحب ارشاد تھے۔ کلاہ چار ترک آپ استعمال فرماتے تھے۔ چار ترک سے مراد ترک دنیا۔ ترک عقبےٰ ترک خورد خواب اور ترک خواہشات نفس ہے۔

آپ نے بڑی ریاضتیں کرنے کے بعد اسم اعظم اور خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ آپ حضرت سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں ہندوستان بھی تشریف لائے تھے۔ اور خواجہ غریب نواز آپ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سلطان غلامی میں داخل ہوا۔ اسی سفر میں آتشکدہ گجرات سے گزرے جس میں نو من لکڑیاں روزانہ جلتی تھیں۔ تو آگ کی ضرورت پیش آنے پر آتشکدہ سے آگ لینی چاہی۔ آتش پرست مانع ہوئے۔ آپ وضو کر کے ایک سات سالہ لڑکا آتش پرست کا گود میں لے کر آتش کدہ میں داخل ہو گئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر آتش پرست مسلمان ہو گئے۔

اور ڈھائی برس آپ نے وہاں قیام کیا۔ چنانچہ آپ کا عبادت کدہ وہاں آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔ وہاں اک غار بھی ہے۔ شیخ یحییٰ سیوستانی

عبادت میں مصروف ہیں۔
حضرت خواجہ بڑے بزرگ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کے خلیفہ اول تو حضرت خواجہ اجمیری تھے۔ دوسرے حضرت سید محمد ترک نارنولی۔ تیسرے حضرت شیخ نجم الدین صغریٰ جن کا مزار پرانی دلی میں ہے۔ اور چوتھے شیخ سعدی لنگوجی حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں میں نے حضرت خواجہ بزرگ کی بہت سی کرامتیں دیکھی۔ آپ کا قول ہے۔ ایمان زیادہ یا کم نہیں ہوا کرتا۔ شریعت میں شراب پینی حرام ہے۔ اور طریقت میں پانی بھی سیر ہو کر پینا جائز نہیں

ؒ

# اعلیٰحضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کے خلیفہ ہیں اور داماد بھی تھے۔ ۲۰ رجب سنہ ۱۸۰۲ ہجری کو وفات پائی۔ مزار پاک تو حقیانیاں ہیں۔ آپ کی تعلیم حضرت خواجہ بزرگ نے اپنی حیات مقدسہ میں مکمل کر دی تھی۔ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بانیستانیم دعشقت آتش است
منتظر کاں آتش اندر نے رسد

آپ نے عارضہ دردسر و درد کمر میں وفات پائی۔ آپ فرماتے ہیں۔ زیارت کرنے والا ہر مزار سے اسی قدر فیض حاصل کر لیتا ہے۔ جس قدر اوصاف اس بزرگ کے دل نشیں ہوں۔ گویا اسطرح آپ نے مزارات سے فیض پانے کا کلیہ اور طریقہ بیان کر دیا۔

# اعلیٰحضرت شیخ علاؤالدین قریشی گوالیاری رح

آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ گیسو دراز کے تھے۔ اور جامع علوم ظاہر و باطن تمام عمر گوشہ نشینی میں بسر کی سوائے یاد خدا کے کوئی کام نہیں کیا۔ خادم کو ہدایت تھی کہ گھر کا تمام کوڑا کرکٹ گھر کے آگے جمع رکھا کرو۔ تاکہ لوگوں کو ادھر آبادی کا گمان نہ ہو اور اندر نہ آئیں۔ آپ نے ۸۵۴ھ کو وفات پائی۔ مزار شریف کالپی میں ہے۔ عجیب شان کے مقبول بزرگ تھے۔

---

# حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

رامیتنی ایک قصبہ جوار بخارا میں ہے۔ آپ نے ۷، ارذلیعقد ۷۲۱ھ کو وفات پائی مزار خوارزم میں ہے۔ آپ نورباف تھے۔ اور آپ کے چار خلیفہ تھے۔ جن میں حضرت بابا سماسی بھی ہیں۔ آپ باشارہ غیبی جب خوارزم پہنچے تو شاہ خوارزم کو کہلا بھیجا کہ اگر اجازت تحریری ملے تو شہر میں آباد ہو جاؤں۔ بادشاہ نے تمسخر کے طور پر اک اجازت نامہ مہری بھجوا دیا۔ جو مزدور شہر میں مزدوری کرنے آتے آپ انہیں لاتے وضو کراتے نماز سکھاتے اور مزدوری دے کر رخصت کر دیتے تھے۔ اس لیئے لوگ شوق سے آپ کے پاس آنے لگے۔

اور آپ نے تصرفات ظاہری کے ساتھ باطنی اثرات بھی پھیلانے شروع کیے پھر تو آپ کے پاس ہجوم رہنے لگا۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو سیاسی اندیشہ ہوا اور

آپ کو شہر سے اخراج کا حکم ہوا۔ آپ نے فرمایا ہم اجازت سے رہتے ہیں۔ اگر وہ اجازت آپ رد کرتے ہیں۔ تو ہم چلے جائیں گے۔ بادشاہ نادم ہوا۔ اور آپ کے جاں نثاروں میں شامل ہو گیا۔ بہت سی کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئیں۔

آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ جن سے فیض جاری ہوا۔ آپ کا ارشاد ہے۔ کہ سالک کو منزل مقصود پر پہنچنے کے لیئے اہل دل کے دل میں جگہ بنانی چاہیئے۔ آپ ذکر جلی کیا کرتے تھے۔

---

## قلندر وقت

# حضرت مولٰنا غوث علیشاہ صاحب پانی پتی

### تاریخ ولادت۔

۱۴ رمضان ۱۲۱۹ھ روز جمعہ نام سید غوث علی تھا۔ چونکہ والدہ صاحبہ کو جنون تھا۔ اس لیئے ایک پنڈت کی بیوی کا دودھ پیا۔ تعلیم عربی حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز سے حاصل کی۔ اپنے والد احمد علی صاحب سے بیعت کی۔ قادری سلسلے میں بڑے

سیاح تھے ۔خوب سیاحت کی رسول شاہی خاندان کے بھی فیض یافتہ تھے ۔ اور میر اعظم علی شاہ سے بھی بیعت کی بڑے بڑے بزرگوں سے ملے ۔ مزاج میں بڑی ظرافت تھی ۔ کئی حج بھی کیئے آپ کا ارشاد ہے کہ ہم شاہ عبدالعزیز صاحب سے درس لے رہے تھے ۔ کہ ایک شخص آیا ۔ اور اپنی سرگذشت سنائی کہ میں لکھنؤ سے اودے پور گیا تھا ۔ رستے میں ریواڑی کی سرائے میں ٹھہرا ۔ خرچ پاس نہ تھا ۔ ایک کسبی آئی اور کہنے لگی ۔ میاں جوان ! نہ گھوڑے کو گھاس ہے ۔ نہ تم نے روٹی پکوائی ۔ کیا بات ہے ۔ لو یہ دس روپیہ قرض حسنہ لے لو ۔ میں نے حلال سے جمع کر رکھے ۔ کفن دفن کو جب خدا دے ادا کر دینا ۔ میں نے لے لیئے ۔ اودے پور پہنچ کر ملازمت کی اور پانچ سال میں ہی خوب روپیہ کمایا ۔ اور رخصت لے کر لڑکی کی شادی کرنے وطن کو پلٹا ۔ پھر سرائے میں آیا تو معلوم ہوا کہ کسبی کا انتقال بھی آج ہی ہوا ہے ۔ میں نے اسی کے روپیہ سے کفن دفن کیا اور اپنے ہاتھوں خود اسے قبر میں اتارا ۔ جیب میں پانچ ہزار کی ہنڈی تھی وہ گر گئی ۔

دفن کر کے سرائے میں آیا تو ہنڈی غائب آخر یاد آیا کہ قبر میں گر گئی ہو گی ۔ رات کو جا کر قبر کھودی ۔ اس کسبی کو بڑی شان سے جنت کے محل میں بیٹھا پایا ۔ دیکھتے ہی بولی میاں سپاہی یہ ہنڈی لو ۔ تمہاری امداد کی تھی ۔ اس کا بدلا ملا کہ میں آج خوش ہوں ۔ جاؤ جلد جاؤ ۔ خدا جانے دنیا میں کیا ہو گا ۔ میں نکلا تو نہ قبر تھی ۔ نہ تکیہ نہ سرائے ملی ۔ بلکہ اک شہر آباد پایا ۔ جس سے حال پوچھا ۔ اسی نے دیوانہ خیال کیا ۔ آخر ایک آدمی کسی بزرگ کے پاس لے گیا ۔ انہوں نے کہا ۔ ہاں میرے دادا کہا کرتے تھے اگلے زمانے میں یہاں اک سرائے تھی ۔ اور اک کسبی کے مرنے پر سپاہی نے اسے اتارا تھا پھر وہ رات کو غائب ہو گیا تھا ۔ کوئی تین سو برس اس واقعہ کو ہوئے ۔ اب میں حیران ہوں ۔ کہ کیا کروں ۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسے خرچ دے

کر مکہ بھیج دیا۔ کہ جاؤ بقیہ عمر وہیں گذارو

۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ بعمر ۸۷ سال ۶ ماہ۔ مزار شریف پانی پت میں ہے۔ آپ حضرت غوث پاک کی اولاد میں سے تھے۔

# حکایت

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد کا رسالہ لکھنؤ سے تبدیل ہو کر نصر آباد آیا۔ تو کرنیل نے سب کو بلا کر کہا۔ کہ یہاں اک بڑا موذی سانپ رہتا ہے۔ سب لوگ ہوشیار رہیں۔ ہمارے بھائی میر عباس علی جو سواروں میں ملازم تھے۔ جرنیل صاحب سے کہا۔ میں اس سانپ کو پکڑ دوں گا۔ جرنیل صاحب نے حکم دے دیا۔ آپ نے پانچ من دودھ دو من کھانڈ منگوا کر سو کونڈوں میں بھر دایا۔ پلیٹ کے گرد رستے چھوڑ کر لشکر چھوڑ دیا اور لشکر کھڑا ہو گیا۔ ایک طرف انگریز آفیسر بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک چوکی بچھوائی اور چینی کے پیالے میں دودھ بھر کر رکھوایا۔ میر عباس علی صاحب نے بانسری بجانی شروع کی اور سانپوں کی آمد ہوئی دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں قسم کے سانپ جمع ہو گئے اور قرینہ بقرینہ کھڑے ہو گئے۔ سب کے بعد ایک بالشت کا سانپ ایک بڑے سانپ پر سوار آیا۔ جس کے جلو میں بڑے بڑے اژدرے تھے۔ سب سانپوں نے اُسے سلام کیا۔ اور اس نے بھائی عباس علی کو سلامی دی۔

اور چوکی پر بیٹھ گیا۔ بھائی صاحب نے بتایا یہ بادشاہ ہے۔ اور کل ناگ اس کی قسم ہے۔ بھائی صاحب نے دودھ کا پیالہ اس کے آگے رکھا۔ وہ جسکی لے لیکر پینے لگا۔ اور سب سانپ کونڈوں پر ڈٹ گئے۔ جب سب دودھ پی چکے تو بھائی صاحب نے ریشمی رومال سے بادشاہ کا منہ صاف کیا۔ اور کہا میں نے آپ کو اس لئے

تکلیف دی ہے۔ کہ یہاں جو سانپ رہتا ہے۔ وہ ہمارے کئی آدمی مار چکا ہے۔ اسے گرفتار کرا دیں اس نے اردلی کے سانپوں کی طرف دیکھا۔ وہ اک سبز رنگ کے سانپ کو بچہ لائے سجائی صاحب نے جیب سے رومال نکال کر چاک کیا۔ سانپ بھی چیر گیا اور سانپوں کا گرم وہ بھی دم بھر میں غائب ہو گیا۔ جرنیل صاحب اور سب یہ تماشہ دیکھ کر حیران رہ گئے جرنیل صاحب نے سجائی صاحب سے کہا۔ آپ ہمارے ساتھ لندن چلیئے۔ ہم انعام اور خطاب دلوائیں گے آپ نے کہا کہ جی نہیں یہ کوئی فخر کی بات نہیں آپ کو بہت طعنے دیں گے۔ کہ انگریزی فوج میں سپیرے ملازم ہیں۔ حضرت مولانا غوث علی فرماتے ہیں۔ کہ پیران کلیر شریف میں جب قیام تھا۔ تو ہماری روٹی اک خادم کے یہاں پکی تھی۔ اس کی عورت کے سر پر اللہ بخش آ چڑھا۔ خادم ہمارے پاس آیا۔ ہم گئے تو بولا خیر جب تک آپ ہیں۔ ہم نہیں آئیں گے مولانا کہتے ہیں۔ ہم نے پوچھا ہمارے سر پر کیوں نہیں آتے جواب دیا میں مغضوب الٰہی ہوں۔ جس پر غضب ہوتا ہے۔ اسی پر آتا ہوں۔ آپ تو مقبول ہیں پھر ہم نے پوچھا صاحب لوگوں کی میموں پر کیوں نہیں آتے۔ ان کا اقبال زبردست ہے۔

---

# بابا مہر وڑھی شاہ صاحب قادری چشتی رح فیصل آباد

تاریخ انتقال ۷ رمارچ ۱۹۳۲ء بابا جمع شاہ کے بائیں عمر ستر سال کے قریب جھنگ بازار میں آپکا مزار سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ مسجد بھی شاندار ہے۔ آج کل جو سجادہ ہیں۔ وہ نہایت خوش خلق ہیں۔ سالانہ عرس بھی ہوتا ہے۔

# عالم حقیقت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج

(مرادآبادی)

آپ کا وطن ملانواں گنج مرادآباد سے تین کوس فاصلے پر تھا۔ گنج مرادآباد اور ہے۔ اور صرف مرادآباد اور ہے۔ آپ کا تاریخی نام فضل رحمٰن ہے آپ شیخ صدیقی تھے۔ آپ کا سلسلہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔ حضرت شاہ محمد آفاق صاحب کے آپ مرید تھے۔ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۳ھ کو وصال فرمایا۔ مزار شریف گنج مرادآباد میں مسجد کے صحن میں ہے۔ آپ کا قد میانہ رنگ گندمی کان اک کٹا ہوا تھا۔ ریش متوسط جسم لاغر آواز بھاری قوت بصارت آخر تک رہی کپڑا ابرت سستا پہنتے تھے۔ ڈھیلا پائجامہ انگ رکھا اور دلی کی ٹوپی آپ کا لباس تھا۔ دور آخر میں آپ کی ذات معتنمات سے تھی کان بچپن میں اک گاڑی کے نیچے دبنے سے کٹ گیا تھا۔ ابتداء سے شریعت کے پابند تھے۔ سند حدیث حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی سے حاصل کی تھی۔ آپ کے مرشد آپ کی مریدی پر فخر کیا کرتے تھے۔ پہلی شادی سے دو لڑکے تھے۔ دوسری بی بی بڑی صالحہ تھیں مسجد کا کنواں کھاری تھا۔ محض آپ کی برکت سے شیریں ہوگیا۔ آپ کے مریدین ہندوستان و پاکستان کے ہر گوشے میں ہیں کشف آئندہ اور تصرفات کے متعلق واقفیت رکھنے والے ابھی خال خال زندہ ہیں۔ اہل سنت والجماعت طبقے میں سے آپ ہی سے علمائے غیر مقلدین اکثر سند حدیث کی لیتے تھے۔

انگریز اور ہنود بھی حاضر ہوتے تھے۔ آپ ایک گنبد میں رہتے

تھے۔ جو اک بزرگ کا مزار تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ روزانہ غسل کرنا دافع قبض ہے۔ گوشت آپ شاذو نادر کھاتے تھے۔ دلی میں ایک دفعہ آپ نے مزدوری کا بھی کی تھی۔ مگر سختی اس درجہ تھے کہ کبھی کوئی پیسہ پاس نہیں رکھا۔ حقہ بھی آپ پیا کرتے تھے۔ مگر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ چھوٹ جائے تو اچھا ہے۔

بعد مغرب مراقبہ کیا کرتے تھے۔ تہجد کے وقت اکثر تصوف کے مضامین بیان فرماتے تھے۔ تشہد میں رفع سبابہ نہیں کرتے تھے۔ سہ روزہ ایکبھرنی خاص شیوہ تھا۔ اللہ کے معنی آپ من موہن کیا کرتے تھے۔ تصور شیخ کی مخالفت کرتے تھے۔ اور ذکر جہر کو بھی ناپسند کرتے تھے۔ ایک سو پانچ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ مریدین آپ کے بہت ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔ صاحب مقام ہونا۔ آسان ہے۔ صاحب نسبت ہونا مشکل ہے۔ صاحب نسبت سے بیعت کرنی باعث نجات ہے۔ صاحب نسبت اُسے کہتے ہیں جو سوتے جاگتے غافل نہ ہو۔ مثنوی مولینا روم پڑھنے سے تین سو آدمی قطبیت کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ یہ بھی آپ کا قول تھا۔

## حضرت شیخ الشیوخ شاہ کلیم اللہ صاحب جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ

مزار شریف دلی میں بمیدان بریٹ روبروے قلعہ بنا ہوا ہے۔ جہاں آباد وطن تھا۔ عہد اورنگ زیب میں آئے تھے۔ والد آپ کے خوشنویس تھے۔ آپ کی تصنیف سے کتاب تلک عشرہ کاملہ کشکول کلیمی مرقعہ کلیمی بہت مشہور نہیں۔ ہر چہار سلاسل میں صاحب مجاز تھے۔ آپ کے خلیفہ شاہ نظام الدین اورنگ آبادی تھے۔ پیر و مرشد کا نام نامی تھے۔ صاحب سسہ بزرگ تھے۔ دراصل الی اللہ تھے۔ ۲۴ ربیع الاول

سنہ ۱۱۴۲ھ تاریخ وفات ہے۔

## محبوب صابر نواز حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

آپ فاروقی ہیں۔ آپ خلیفہ و مرید حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے ہیں آپ سنہ ۵۲۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۵ محرم سنہ ۶۷۰ھ میں وفات پائی مزار آپ کا پاک پٹن میں ہے۔ جہاں ہر سال عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ آپ قطب الکاملین تھے اور بڑا سخت مجاہدہ کرتے تھے۔ اور کئی سو برس پہلے آپ کی ولادت کا مژدہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنایا تھا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میرے مرید کو دوزخ سے کچھ خطرہ نہیں۔

اصل نام آپ کا محمود تھا۔ اور نام فریدالدین حضرت فریدالدین عطار کا دیا ہوا ہے۔ آپ کے اسمائے گرامی ایک سو ایک ہیں۔ جو بطور وظیفے کے بھی پڑھے جاتے تھے۔ آپ کے دادا صاحب کنبہ کے سب افراد کو لے کر لاہور آئے۔ اور پھر حضور میں نازل ہوئے اور آپ کو منصب قضا حکومت سے تفویض ہوا۔ قصبہ کھتوال ضلع ملتان میں آپ کے والد کی شادی بی بی قرسم خاتون سے ہوئی اور ان سے تین صاحبزادے پیدا ہوئے بڑے اعزالدین محمود۔ فریدالدین محمود چھوٹے۔ نجیب الدین متوکل اور ایک صاحبزادی بی بی جمیلہ خاتون والدہ حضرت مخدوم صابر آپ ولی اللہ مادرزاد تھے۔ غرۃ رمضان کی شب کو پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے دودھ نہ پینے پر سب نے روزہ رکھ لیا۔ آپ شیرینی کے بہت شوقین تھے۔ آپ کی والدہ شکر کی ڈلیاں مصلے کے نیچے رکھ دیا کرتی تھیں۔ آپ نماز کے بعد ان کو تناول کر لیا کرتے تھے۔ ایک روز والدہ شکر

رکھنی بھول گئیں۔ آپ نے دیکھا تو شکر موجود تھی۔ پھر روزمرہ آپ کو شکر ملتی رہی۔ آپ کی والدہ کو جب یہ علم ہوا تو خوش ہوئیں اور آپ کو لوگ گنج شکر کہنے لگے اور بھی بعض روایات بیان کی جاتی ہیں۔ ذہانت آپ کی ایسی تھی کہ بہت تھوڑی مدت میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ اور علوم دینی میں مہارت حاصل کر لی۔ پھر آپ دورہ حدیث کے لیے ملتان آئے جہاں مشاہیر علما کا مجمع تھا۔ اور مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی رحمت اللہ علیہ جو آپ کے خالہ زاد بھائی بھی تھے۔ طلب علم کے لئے رہتے تھے۔ مولنا منہاج الدین کے عہد میں قیام کیا۔ اور تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ علاوہ درس تدریس کے ایک قرآن شریف روزانہ ختم کر لیتے تھے۔ اور تمام علائق دنیوی سے بیگانہ رہتے تھے تما جلنا سب سے ترک کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کے تجرد و مجاہدات کی شہرت ہونے لگی۔ ایک روز مسجد میں بیٹھے۔ کتاب نافع پڑھ رہے تھے۔ کہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا پڑھ رہے ہو۔ عرض کیا۔ نافع اور تعظیم بجالائے فرمایا۔ انشاءاللہ نفع دے گی۔ انہی فرمانے سے کچھ ایسا آپ کے دل پر اثر ہوا کہ سر نیاز حضرت خواجہ کے قدموں پر جھکا دیا۔ اور کمر خدمت باندھی پھر حضرت مخدوم بہاءالدین زکریا بھی زیارت کرنے آئے اور حضرت خواجہ بزرگ کی نعلین مبارک سیدھی کیں آپ بمعیت خواجہ بزرگ دلی کی طرف روانہ ہوئے۔ جس جلسے میں آپ نے بیعت کی۔ اس میں حضرت قاضی حمید الدین و مولانا علاؤالدین کرمانی اور خواجہ محمود وغیرہ حضرات تھے۔ الغرض بیعت کے بعد دلی میں آپ ریاضت میں مشغول رہے اور ہر دو ہفتہ کے بعد خدمت میں حاضر آتے جو کچھ حضرت خواجہ بزرگ سے سنتے لکھ لیتے اس مجموعہ کو فوائد السالکین کے نام سے ترتیب دیا۔

ایک مرتبہ سفر ایک زہریلے سانپ نے حضرت مخدوم بہاءالدین زکریا کو کاٹ لیا کہ شدت درد سے بیتاب ہو گئے۔ آپ نے کہا کہیں تریاق مل جاتا مخدوم

جی نے فرمایا۔ جہاں آپ ہوں۔ وہاں تریاق کی کیا ضرورت ہے۔ بس آپ نے قدرے خاک اٹھا کر تین بار حضرت قطب الاقطاب کا نام لے کر کاٹی ہوئی جگہ دم کر دیا معاً صحت ہوگئی۔ پھر خراسان تشریف لے گئے بغداد گئے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملے مخدوم صاحب نے بیعت حاصل کی اور سترہ دن رہ کر یہ اجازت ہندوستان آئے آپ بدستور سیر و سیاحت میں رہے حضرت شیخ شہاب الدین نے مخدوم جی کو بیعت کرتے وقت فرمایا۔ میاں فرید تمہاری بیعت تو حضرت قطب الاقطاب سے ہے اور نعمت بھی تیار ہے۔ عرض کیا دعا فرمائیے شیطان سے امن میں ہوں فرمایا تمہیں اس ملعون سے کیا واسطہ پھر کتاب عوارف المعارف اپنی مصنفہ دی کہ اسے مطالعہ میں رکھو۔ مغرب کے وقت وضو کے لیئے طشت حاضر ہوا حضرت شیخ الشیوخ مسواک کی اور کلی کی اس وقت آپ کو حضرت شیخ الشیوخ کے درد دنداں کا حال معلوم ہوا۔ آپ نے دعا کی کہ الٰہی یہ درد میرے منتقل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی شیخ الشیوخ سے معلوم کر کے فرمایا میاں تم نے کیوں زحمت مول لے لی عرض کیا درویشی سے بعید ہے کہ دوسرے کو رنج و تکلیف میں دیکھیے۔ حضرت شیخ الشیوخ نے آپ کے لیئے دعا کی اور آپ کو بھی صحت ہوگئی۔ آپ کو حضرت شیخ الشیوخ سے بڑا ارتباط تھا۔ جب عوارف کا سبق دیتے تو اس کے مطالب نہایت شرح و بسط سے بیان فرماتے کہ دونوں پر وجد طاری ہو جاتا حضرت شیخ الشیوخ سے رخصت ہو کر آپ ایران توران ملکوں کی سیر کرتے حرمین کی زیارت سے مشرف ہوئے اور مدت تک رہے۔ پھر بشارت پا کر بغداد آئے اور حضرت غوث اعظم کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور جو امانت روضہ مقدسہ میں رکھی تھی عازم ہند ہوئے امانت میں دو علم اور ایک دستار زعفرانی اور ایک کاسہ چوبی تھا۔ جس میں آقائے دوعالم خورد و نوش فرماتے تھے۔ یہ امانت اب تک ۔

درگاہ فریدیہ میں موجود ہے۔ عیدین کو ان کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ آپ وقت تعمیر روضہ حضرت غوث پاک بھی بغداد میں تھے۔ ہر روز مزدوری کرتے۔ مگر تقسیم مزدوری کے وقت چلے آتے ایک روز حضرت سید عبدالرزاق صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عجب مزدور ہے کہ تمام دن کام کرتا ہے۔ مزدوری لینے نہیں آتا۔ بشارت ہوئی کہ وہ مزدور نہیں ہے۔ فریدالدین محمود ہیں واسطے حصول سعادت کے یئے آئے ہیں ان کا اکرام کرو۔ اور بہ اعزاز رخصت کرو۔ جب میں ملتان واپس آیا تو بھائی بہاؤالدین زکریا سے ملا۔ انہوں نے پوچھا کہ بھائی اب تک کیا حاصل کیا۔ میں نے کہا جس کرسی پر آپ بیٹھے ہیں۔ اگر میں کہوں تو ہوا میں اڑانے لگے۔ بمگا کرسی اڑنے لگی بھائی بہاؤالدین نے کرسی پر ہاتھ مارا وہ فوراً اپنی جگہ قائم ہو گئی اور فرمایا بھائی بہاؤالدین نے کرسی پر ہاتھ مارا وہ فوراً اپنی جگہ قائم ہو گئی اور فرمایا بھائی خوب ترقی کی پھر میں دلی آیا اور حضرت قطب الاقطاب کے دربار سے وہ نعمت پائی کہ شکریہ نہیں ادا ہو سکتا۔ حضرت خواجہ بزرگ نے غزنین دروازہ کے نیچے برج میں مجھے رہنے کی اجازت دی کہ حضرت خواجہ خواجگان اجمیر سے تشریف لائے تو حضرت خواجہ بزرگ نے اپنے خلفاء کو پیش کیا۔ سب نے اپنے اپنے ظرف کے موافق نعمت پائی۔ بعد ازاں خواجہ خواجگاں نے دریافت کیا کہ بابا قطب الدین تمہارے مریدوں میں کوئی اور باقی ہے۔ عرض کیا۔ مسعود نام اک فقیر چلے میں ہے۔ یہ سن کر حضرت خواجہ خواجگان اٹھے اور معیت حضرات خواجہ بزرگ حجرہ تک تشریف لائے میں بوجہ ضعف کے تعظیم کو اٹھ نہ سکا۔ رونے لگا۔ حضرت خواجہ خواجگاں نے فرمایا بابا بختیار کب تک اس جوان کو مجاہدہ کی آگ میں جلائے گا۔ کچھ بخشش کر حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا میری کیا مجال ہے۔ حضور کے روبرو فرمایا تعلق تجھ سے ہے۔ کھڑا ہو جا ہم دونوں بخشش کریں۔ درمیان میں مجھے کھڑا کیا اور اسم

اعظم جو سینہ بسینہ آتا تھا تلقین کیا اور نعمت بے پایاں بخشی پھر فرمایا بابا بختیار تیرے بڑے بخت یاور ہیں کہ ایسے شہباز کو تو دام میں لایا۔ جس سے درویشی کا خانوادہ روشن ہوگا۔ اس کے بعد حضرت بابا صاحب بہ اجازت پیر و مرشد ہانسی تشریف لے گئے۔ اور بعد وفات حضرت قطب الاقطاب خرقہ خلافت لے کر ہانسی ہی میں قیام پذیر رہے۔ مگر وہاں بھی مخلوق نے تنگ کیا۔ تو اجودھن میں جہاں کے لوگ بدعقیدہ تھے۔ قیام کیا وہاں ایک درخت کریر کے نیچے مصلے بچھا دیا۔ بعد چندے وہاں بھی ہجوم ہونے لگا۔ تو آپ نے وہاں سے بھی اٹھنے کا ارادہ فرمایا۔ ندا آئی فرید جفائے خلق برتحمل کرد۔ پھر آپ نے کسی کو منع کیا وہیں نکاح کیا۔ پھر تو آپ کی ہدایت کا خوب آفتاب چمکا اور مقام غیر مشہور نزدیک و دور ہو گیا۔

آپ نام و نمود سے دور بھاگتے تھے۔ ایک بار دلی میں حضرت مولٰنا بدرالدین نے آپ کا برسر منبر تعریف کی۔ بعد نماز آپ چپکے سے اٹھ کر چلے آئے۔ آپ عزلت پسند تھے۔ پوشش بھی آپ کی بڑی روی رہتی تھی۔ جب حضرت شیخ جلال الدین تبریزی آپ سے ملنے گئے تو انار کھاتے ہوئے آپ روزے سے تھے۔ آپ کو دیا تھا۔ تو آپ نے کھایا ایک دانہ زمین پر گیا تھا۔ وہ اٹھا کر رکھ لیا اور شام کو افطار میں کھایا۔ تو آپ کو دل میں روشنی محسوس ہوئی۔ افسوس ہوا کہ انار کھا لیا۔ کیوں نہیں حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

فرید بس اسی ایک دانے میں تھا۔ جو کچھ تھا۔ جو تم نے کھایا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کا پاؤں پھسل گیا تھا۔ سنگ ریزے منھ میں جو آئے شکر بن کر گئے۔ اس روز سے آپ گنج شکر مشہور ہو گئے۔

آپ نے چلہ معکوس بھی کیا ہے۔ کنوئیں میں الٹا لٹکنا پڑتا ہے۔ تمام شب کنوئیں میں لٹکے رہتے تھے۔ مسجد اوچہ میں آپ نے چلہ کیا۔

آپ ایک رات میں دو قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ اور یہ مجاہدہ تیس برس قائم رہا اور بیس برس تک عالم تفکر میں کھڑے رہے۔ پیر و مرشد کو وضو کرانے کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ ایک مرتبہ پانی گرم کرنے کے لئے آگ لینے جو گئے۔ عورت نے اپنی نفسانی خواہش کا اظہار کیا۔ آپ نہ مانے اس نے کہا۔ تو پھر آنکھ نکال دو۔ جب آگ ملے گی آپ نے آنکھ نکال کر حوالہ کر دی اور وضو کا پانی گرم کیا۔ حضرت نے وضو کرتے کرتے پوچھا آنکھ پر کپڑا کیوں باندھ رکھا ہے۔ عرض کیا آنکھ آئی ہے۔ آپ نے فرمایا آئی ہے تو سوائی ہے۔ کھول دو جب کھولی گئی۔ تو دوسری آنکھ سے قدرے بڑی تھی۔ چنانچہ آپ کی نسل میں اب تک بھی اک آنکھ بڑی ہوتی ہے۔ وہ عورت بھی حاضر ہو کر تائب ہو گئی آپ نے برسوں زنبیل گردانی بھی کی ہے۔ اور جب آپ پر فتوحات کا دروازہ کھل گیا جب بھی آپ جنگلی پھلوں سے ہی روزہ افطار فرماتے تھے۔ حضرت سلطان جی فرماتے ہیں۔ کہ اک زمانہ ایسا بھی گزرا ہے۔ کہ حضرت شیخ العالم کے یہاں سیر ہو کر کھانا عید سے کم نہ تھا۔ مگر باوجود اس عسرت کے بھی مہمان جب آتا تو سیر ہو کر جاتا۔ حضرت قطب الاقطاب کا عصا آپ اپنے سرہانے رکھ دیا کرتے تھے۔

اخلاق آپ کا بڑا وسیع تھا۔ حلم و بردباری بھی حد درجہ تھی۔ آپ کی نظروں میں متاع دنیا کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ سلطان ناصر الدین نے زر نقد اور چار موضعوں کا فرمان آپ کے حضور میں بھیجا فرمایا لے جاؤ۔ مجھے ضرورت نہیں میرے پیروں کی یہ سنت نہیں اکثر حالت ذوق و شوق میں کئی کئی دن محو رہتے تھے۔

قریب وقت وفات قرآن مجید ختم کیا۔ اور ذکر میں مشغول ہوئے۔ ہر بن مو سے خون جاری ہو گیا۔ حاضرین سے فرمایا۔ ہم بھیجو آپ کو آنتوں کی بیماری تھی۔ نماز پڑھی اور سجدہ میں ہی جاں بحق ہوئے۔ یا حی یا قیوم آخری الفاظ تھے۔ جو زبان پر تھے وقت وفات حضرت بدر الدین اسحاق کے کان میں کہا۔ کہ یہ تبرک پیران نظام کے درویش

میں کہا کہ یہ تبرک پیرانِ نظام کے درویش نظام کو دے دینا۔ چنانچہ حضرت سلطان جی بعد وفات جب پہنچے تو انہیں یہ تبرک حاصل ہوا۔

آپ کے روضہ پر جو جنتی دروازہ بنا ہوا ہے۔ اور ہر سال ۵ محرم کو کھلتا ہے جس میں لاکھوں آدمی پولیس کے زیر انتظام گزرتے ہیں۔ اللہ محمدؐ قطب فرید کے نعرے لگاتے ہوئے زائرین گزرتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ جب سلطان جی بعد وفات پاک پٹن گئے۔ تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دروازہ میں جلوہ گر دیکھا۔ آپ فرما رہے ہیں۔ کہ جو اس دروازہ میں داخل ہوگا۔ وہ امن میں رہے گا۔ آپ کے خلفائے کرام بہت ہیں۔

حضرت سلطان جی فرماتے ہیں کہ آپ کی ریش مبارک کا ایک میں نے اٹھالیا تھا اس کا تعویذ بنا کر میں بیماروں کو دیتا تھا۔ جس سے صحت ہوتی تھی۔ حسن اقوال نے آپ سے حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا کی حاضری کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ بے ادبی نہ کرنا وہ پہنچا تو بڑے تکلف کے سامان میں ان کی رہائش پائی خیال کیا یہ کیا شیخی ہے کہ دنیا بھر کے عیش ہیں فقیری تو گنج شکر کے گھر ہے۔ مخدوم جی نے فرمایا بھائی فرید کے منع کرنے پر بھی ادب باز نہ آیا۔ آپ نے چاہا اٹھا کر پھینک دیں۔ کہ ایک ہاتھ درمیان میں آگیا۔ آپ نے حسن سے کہا۔ پہچان یہ ہاتھ کس کا ہے۔ حسن بولا قربان اس ہاتھ کے جس نے آڑے آکر مجھے بچالیا۔

اور ہزاروں کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ آپ کا ارشاد ہے۔ جو شخص ایک سلوک کا لباس پہنے اُسے لقمہ چرب سے گریز کرنا چاہئیے۔ فقرا اہل عشق ہیں اور علما اہل عقل۔

رحمت تین وقت نازل ہوتی ہے۔ سماع کے وقت درویشوں کے حالات لکھتے پڑھتے وقت تجلیات کے ضبط کرتے وقت۔ اگر بندہ سو برس رزق کے لیئے دوڑے

تو ایک ذرہ زیادہ نہ پائے۔ مقدر سے آپ فرماتے ہیں۔ سات سو پیروں نے ذیل کی باتوں کا ایک ہے۔ جواب دیا۔

داناترین کون ہے۔؟ تارک الدنیا۔

بزرگ ترین کون ہے۔؟ ہر جو کسی بات سے متغیر نہ ہو۔

بے نیاز ترین کون ہے۔ قانع محتاج ترین کون ہے؟ جو قانع نہ ہو۔ فقیر کو چاہیے کہ نئے کپڑے کو کفن سمجھ کر پہنے۔ آپ نے فرمایا۔ احسان مان مگر۔ احسان نہ رکھ اپنے نیک و بد کو مخفی رکھ دشمن کی تلخ کلامی سے متغیر نہ ہو۔ بلندی کی طلب ہے تو عاجز بن آپ کی چار بیبیاں تھیں۔ چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں بعد وفات آپ کے حضرت شیخ بدرالدین آپ کے سجادہ نشین تھے۔

# حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

آپ اگرچہ لوٹ مار کرتے تھے۔ مگر نماز روزہ کے بڑے پابند تھے۔ تارک رہتے تھے۔ صاحب سلسلہ ہوئے ہیں۔ کثیر الاحباب تھے۔ ایک مسافر جو آپ کے جنگل کی طرف سے گزرا۔ تو اس نے یہاں کے جنگل میں لوٹ مار کی کثرت سنی۔ اس نے اپنا زر نقد چاہا۔ کہ کہیں چھپادوں ایک خیمے میں ایک بزرگ صورت بیٹھے نظر آئے ان کے پاس امانت رکھ دیا۔ ادھر قافلے پر قزاقوں نے حملہ کر دیا۔ اور سب نقد و جنس لوٹ کر ڈاکو لے گئے۔ پھر اس مسافر نے اپنا زر نقد واپس لے کر سفر کرنا چاہا۔ تو ان بزرگ کی خدمت میں پہنچا۔ دیاں تمام ڈاکو بیٹھے مال غنیمت تقسیم کر رہے تھے۔

بزرگ نے دیکھتے ہی مسافر سے کہا۔ کہ بھائی تو اپنی امانت لے جاؤ۔ ڈاکوؤں نے کہا۔ حضرت یہ کیا فرمایا۔ اس شخص نے میری بزرگی پر اعتماد کیا تھا۔ میں اس کے اعتماد کو غلط کرنا نہیں چاہتا۔ اس کے علاوہ آپ کسی عورت کو بھی نہیں لوٹتے تھے۔ مسافر نے مال لے کر الم یان للذین آیت مقدسہ پڑھی آپ لوٹنے لگے اور غارتگری سے تائب ہو گئے ایک یہودی نے یہ کیفیت دیکھی تو کہا میرا سونا جو آپ نے لوٹا ہے وہ تو دے دیجئے آپ نے تکیہ کے نیچے سے چند ڈھیلے مٹی کے اٹھا دے دیئے۔ جو سونا بن گئے۔ یہودی فوراً ایمان لے آیا۔ اور کہنے لگا کہ توریت میں توبہ قبول ہونے کی یہی شناخت لکھی ہے۔ کہ سچے دل سے توبہ کر کے کنکر بھی اٹھائے گا۔ تو سونا ہو جائے گی۔ بے شک آپ بھی سچے ہیں۔ اور دین اسلام بھی سچا ہے۔ اس کے بعد آپ معہ اپنی اہلیہ کے بیت اللہ جا کر رہے۔ حضرت امام اعظمؒ کی صحبت میں علم سیکھا۔ اور لوگوں میں وعظ کہنا شروع کیا۔ آپ کے رشتہ دار آپ سے ملنے آئے مگر آپ ان سے نہیں ملے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک مرتبہ اپنے وزیر سے کہا کہ کسی مرد خدا سے ملنے کو دل چاہتا ہے۔ وزیر نے آپ کا نام لیا کہ حضرت فضیل سے ملتے خلیفہ آپ کی یہاں حاضر ہوا۔ آپ کے آتے ہی چراغ گل کر دیا۔ تاکہ چہرہ نہ دیکھیں اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ خلیفہ نے کچھ نصیحت چاہی تو فرمایا۔

بوڑھوں کو باپ سمجھو جوانوں کو بھائی بچوں کو اولاد اور جوابدہی کے لیے تیار رہو خلیفہ نے پوچھا۔ آپ کو کسی کا کچھ دینا ہے۔ فرمایا خدا کا قرضدار ہوں اور قرض اسکی عبادت ہے۔ خلیفہ نے دیناروں کی تھیلی پیش کی اور کہا یہ مال حلال ہے۔ جو ورثہ میں ملا ہے۔ فرمایا مجھے ہلاکت میں ڈالتے ہو میری سب نصیحتیں اکارت کر دیں۔ پھر آپ نے

اٹھ کر دروازہ بند کر لیا۔ اور نماز کی نیت باندھ لی۔ خلیفہ نے کہا۔ بے شک فضیل مردان خدا میں سے ہیں۔ حضرت امام احمد حنبل فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت فضیل سے سنا ہے۔ کہ دنیا کے اقتدار و امارت کا متلاشی ہمیشہ خوار ہوتا ہے۔ حضرت بشر حافی نے آپ سے پوچھا کہ رضا بہتر ہے۔ یا قضا فرمایا رضا۔ آپ کا قول تھا۔ کہ اس شخص کا مجھ پر بڑا احسان ہے جو میرے پاس سے گزرے اور مجھے سلام نہ کرے فرمایا حق تعالےٰ جب کسی کو دوست بناتا ہے۔ تکلیف دیتا ہے۔ اور دشمن پر دنیا فراخ کر دیتا ہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ دین شیرین سے زیادہ خوف خدا سے رونے والا میری نظروں سے نہیں گزرا

آپ کی ہدایت تھی نرم کپڑوں اور مزہ دار کھانوں کی عادت نہ ڈالو۔ تین چیزیں تلاش کے بعد بھی نہیں ملیں گی۔ عالم باعمل عامل مخلص بے عیب بھائی فرمایا۔ اک وقت تھا۔ کہ عار ریا میں داخل تھا۔ اب نہ کرنا ریا میں داخل ہے۔ عمل خلق کے لیے کرنا شرک ہے توکل یہ ہے۔ کہ سوائے خدا کے کسی سے امید اور آرزو نہ کرے اگر تجھ سے کوئی پوچھے کہ تو خدا کو دوست رکھتا ہے۔ تو جواب میں خاموشی سے کام لے اس لیے کہ اگر دوستی کا مدعی ہو گا تو ویسے عمل نہ ہوں گے۔ اگر انکار کرے گا۔ کافر ہو جائے گا۔ بہت کھانا بہت سونا دل کو فاسد بنایا ہے۔ بتیس سال تک آپ کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔ مگر بیٹے کے انتقال پر وجہ پوچھنے پر فرمایا۔ کہ میں خدا کی رضا میں راضی ہوں۔ وقت انتقال دو بیٹیاں تھیں آپ کی وصیت تھی۔ کہ دونوں کو کوہ ابو قیس پر لے جانا اور کہنا الٰہی فضیل نے وصیت کی ہے

کہ اب تو نے مجھے قید کر دیا۔۔۔ اب ان کا تو کفیت ہے۔ آپ کی بیوی نے ایسا ہی کیا۔ امیر یمن معہ اپنے دونوں بیٹوں کے آیا۔ اور لڑکیوں کو نکاح پڑھا کر لے گیا۔

من کان للّٰہ دکان اللّٰہ لہٗ۔

آپ بخاری الاصل تھے۔ اور حضرت امام اعظم کی شاگردی کی تھی۔ مرید

حضرت خواجہ عبدالواحد کے تھے۔ آپ حضرت ابراہیم ادھم کے ہمعصر تھے۔ بعہد خلافت ہارون الرشید وفات پائی مزار مبارک جنت المعلی مکہ معظمہ میں ہے

# حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

نام محمد ابن بکر کنیت فریدالدین تخلص عطار ولادت وفات نیشاپور مزار بھی وہیں ہے۔ سن ولادت ۵۱۳ھ تا تاریوں کے ہاتھ سے جام شہادت پیا۔

حضرت اک بڑے دواخانے کے کاروبار میں مشغول و محو تھے۔ کہ ایک فقیر نے کہا خدا جانے جان کیونکر دوگے۔ فرمایا جیسے تم جان دوگے۔ فقیر سر کے نیچے کپڑا رکھ کر لیٹ گیا اور کلمہ پڑھ کر چل بسا۔ آپ اس واقعہ سے بڑے متاثر ہوئے۔ تمام دوکان کا سامان لٹا کر درویشی اختیار کر لی۔ حضرت رکن الدین آکاف سے ملے پھر سیاحت اختیار کی۔ حج کیا بڑے بڑے مشائخ سے فیض پایا۔ شیخ مجدالدین بغدادی کے مرید ہوئے۔ تاتاریوں کے ہنگامے میں پکڑے گئے۔ اور شہادت پائی۔

حضرت مولنائے روم نے آپ کے پندنامہ کے اشعار مثنوی میں درج کئے ہیں۔ اور بڑے احترام سے آپ کا نام لیا ہے۔ آپ کی تصانیف تذکرۃ الاولیا پندنامہ منطق الطیر وغیرہ مشہور ہیں

مولنا روم نے بھی آپ کے اشعار کا مثنوی میں تذکرہ کیا ہے۔ نعت گوئی اور خلفائے راشدین کی منقبتیں بھی لکھی ہیں۔ اور خوب لکھی ہیں۔

# حضرت خواجہ فخر الدین فخر جہاں رحمۃ اللہ علیہ

اپنے والد حضرت نظام الدین صاحب کے خلیفہ تھے۔ خاندان چشت کے باعث فخر بزرگ صاحب سلسلہ تھے۔ ولادت سنہ ۱۱۲۶ھ میں ہوئی۔ وفات سنہ ۱۱۹۵ھ میں آپ کو مدینہ منورہ سے ۵ دانہ قہوہ کا اگر ماہ رسالت سے عطا ہوئے تھے۔ مزار شریف درگاہ حضرت قطب صاحب رحمت اللہ علیہ میں زیارت گاہ عوام ہے۔ جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ صاحب کشف و کرامت بھی تھے۔ اہل سلسلہ اکابر میں سے ہیں

# حضرت مخدوم شاہ فخر الدین صاحبؒ زاہدی شاہ ولایت (رح)

آپ شاہ ولایت کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت سلطان جی کے بھیجے ہوئے میرٹھ میں مامور تھے۔ بڑا با فیض مزار ہے۔ ذالحج کے مہینہ میں انتقال کیا۔ اسی میں عرس ہوتا ہے۔ آپ کی نسل میں زاہدی کہلاتے ہیں۔ آپ کا لقب زاہد بوجہ کثرت عبادت و زہد تھا۔ مزار شریف پر اب بھی نور کا سماں طاری رہتا ہے۔ پہلے مشہور ہے۔ کہ آپ کے مزار پر شب کو کوئی نہیں رہتا تھا۔ اب بھی کافی جلال رہتا ہے مشہور ہے کہ سات جمعرات آپ کے یہاں حاضری دینے والا کامیاب ہوتا ہے۔

# حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ پرہیزگاری میں اہمیت رکھتے تھے۔ حزن وملال میں ڈوبے ہوئے رہتے تھے کسی نے پوچھا آپ فتح موصلی کو جانتے ہیں۔ آپ نے کہا اس نے دنیا ترک کر دی ہے لوگوں نے آپ سے پوچھا۔ صدق کسے کہتے ہیں۔ آپ نے لوہا کی بھٹی میں ہاتھ ڈال دیا۔ آپ کا قول ہے۔ کہ آدمی اس طرح جئے کہ ہمیشہ زندہ رہے۔ کسی نے آپ سے حق کی راہ پوچھی فرمایا۔ جس طرف منہ کرو اسی کی راہ ہے۔ حق تعالےٰ کی طرف منہ کرنے والے خلق سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ فرمایا بندہ جب تک پشیمان نہ ہو تائب نہیں ہوتا۔ آپ دنیا کی خوشنودی کی بجائے حق تعالےٰ کی خوشنودی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ایک شخص پچاس روپیہ لایا۔ کہ قبول کریں۔ آپ نے نہیں لئے۔ کہا بے طلب ملے تو رد نعمت نہ کرئیے۔ آپ نے ایک لیلیا اور سب واپس کر دئیے۔ آپ موصل کے تھے۔ تاریخ ولادت و وفات کسی جگہ نہیں ملی۔

## قطب الاسلام

# حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

قطب الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس اللہ سرہ العزیز حسینی سید ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بن خواجہ کمال الدین۔ احمد بن سید محمد بن سید اسحٰق بن سید معروف بن سید احمد بن سید رضی الدین۔ بن سید حسام الدین بن سید رشید الدین بن امام محمد جواد بن امام علی موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام محمد جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین۔ بن امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی سلام اللہ علیہم اجمعین۔

آپ کی دیگر خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ شکم مادر ہی ولی اللہ تھے۔ اور یہ وہ مرتبہ ہے۔ کہ بزرگان دین میں سے بہت لوگوں کو نصیب ہوا ہے۔ مولانا تاج الدین منور نے اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے۔ کہ حالات کے تجسس و تفحص سے یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ حضرت خواجہ قطب صاحب کی صدق لسانی کا عہدِ طفولیت میں یہ عالم تھا۔ کہ آپ جو کچھ اپنی زبان سے فرماتے تھے ویسا ہی ظہور میں آتا تھا۔ اور یہ کشف کا وہ درجہ ہے۔ جو صاحب ریاضت و عبادت کو مسلسل محنت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ انبیائے کرام کشف کو ایک ولی اللہ کی حیات ولایت کے آثار بلوغ قرار دیتے ہیں۔ اور یہ خصوصیت حضرت خواجہ

قطب صاحب شکم مادر ہی سے ولی پیدا ہوئے تھے۔

آپ کی عمر ڈھائی سال کی تھی - یہ سایہ پدری سے محروم ہو گئے - آپ کے والد کی رحلت کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ آپ کی تعلیم و تربیت میں منہمک ہوئیں۔

اور اس دور کے بزرگانِ دین کے مشورہ سے آپ کو مولانا ابو حفص رح کی خدمت میں جو اپنے وقت کے متبحر عالم جید فاضل اور آسمانِ تصوف کے مہر تاباں تھے۔

تعلیم و تربیت کی غرض سے پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا کے فیضِ صحبت و تعلیم سے آپ کو بہت زبردست ظاہری و باطنی کمالات حاصل ہوئے۔

جب آپ کو حضرت مولانا کی خدمت میں کئی برس گزر گئے۔ تو اتفاقاً ایک روز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سیر کرتے ہوئے اوش میں وارد ہوئے اور پہلی ملاقات میں آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز رح کے ہاتھ بیعت کی۔ اور مرتبہ بمرتبہ اور درجہ بدرجہ ترقی فرماتے ہوئے خلافتِ پیرانِ چشت کا خرقہ حاصل کر لیا۔ آپ نے مدتوں اپنے شیخ کی خدمت میں رہ کر ریاضتِ شاقہ کی یہ ریاضت اس زمانہ میں ہوئی جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح کا قیام بغداد میں تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز اجمیر رح تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہ قطب صاحب رح بھی بغداد سے چل کر ہندوستان آ پہنچے۔

ملتان میں جب حضرت شیخ بہاء الدین زکریا اور شیخ جلال الدین تبریزی رح سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ اور آپ چند روز وہاں رہے۔ ملتان سے روانہ ہو کر آپ دہلی تشریف لائے اور حضرت خواجہ غریب نواز رح کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ اور اس عریضہ میں شوقِ قدم بوسی کا اظہار فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز رح نے جواب میں آپ کو ہدایت آپ دہلی ہی میں قیام کریں۔ کیونکہ روحانی نزدیکی کا مکانی فاصلہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ چنانچہ بہ تعمیل حکم آپ نے دہلی میں سکونت اختیار فرمائی۔

جب حضرت قطب الاسلام بغداد سے دہلی تشریف لے آئے۔ تو سلطان شمس الدین کا عہد حکومت تھا۔ سلطان آپ کی تشریف آوری پر شکر خدا بجا لایا۔ خود آپ کی پیشوائی کے لیئے گیا۔ اور چاہا کہ آپ شہر میں سکونت اختیار فرمائیں۔ مگر اصرار بجد کے باوجود آپ نے ان کا فرمادیا۔ اور موضع کیلوکھڑی میں دریائے جمنا کے کنارے قیام فرمایا۔

سلطان کو آپ سے بجد عقیدت تھی۔ اس لیئے سلطان خود ہفتہ میں دو بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ مگر کچھ عرصہ بعد سلطان خود آپ کی منت سماجت کر کے شہر میں قیام فرمانے پر رضامند کر لیا۔ اور مسجد اعزاز الدین کے قریب ایک پر فضا مقام پر آپ نے قیام فرمایا اور خلق اللہ پر باب ہدایت وارشاد وکشادہ فرما دیا۔ شہر کے ادنیٰ داعلیٰ عوام خواص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علمی ورروحانی کمالات سے بہرہ اندوز ہو کر لوٹتے۔

کچھ عرصہ کے بعد سلطان شمس الدین التمش نے چاہا۔ کہ آپ کو شیخ الاسلام کا منصب پیش کرے۔ مگر آپ نے سختی سے انکار کر دیا۔ اور یہ منصب شیخ نجم الدین صغری کے سپرد کر دیا۔ جن سے حضرت قطب صاحب رح کی بغداد میں گہری دوستی ہو گئی تھی۔ لیکن لوگوں نے اُن کی جانب رجوع نہیں کیا۔ اور دن رات حضرت خواجہ قطب صاحب رح ہی کی خدمت میں بدستور عوام وخواص کا جمگھٹا رہا تو شیخ نجم الدین کو حضرت قطب صاحب رح سے حسد ہونے لگا۔ ایک روز خواجہ قطب صاحب نجم الدین صغری سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ اس وقت مکان کے صحن میں چبوترہ بنوا رہے تھے۔ آپ کی طرف مطلق توجہ نہیں کی۔ آخر حضرت قطب صاحب نے فرمایا۔ شاید تمہارا دماغ شیخ الاسلام کے عہدہ سے گھمنڈ میں آگیا ہے۔ کہ اپنے پرانے دوستوں کو بھول گئے ہو۔

شیخ الاسلام نے کہا "وہ بھولا نہیں ہوں۔ بلکہ ویسا ہی نیاز مند ہوں۔ مگر مجھے آپ سے شکایت ہے کہ لوگ آپ کے مقابلہ میں میری پرواہ نہیں کرتے"، یہ حسد رقابت بہت طول کھینچ گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیر سے دہلی تشریف لائے اور شیخ الاسلام نے شکایت کی تو آپ نے فرمایا۔ آپ نے یہاں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ لوگ آپ پر مائل ہیں۔ اور حاسدوں کو اس کی تاب نہیں ہے۔ آپ میرے ساتھ اجمیر چلیئے۔

آپ بہ تعمیل حکم ہمرکاب ہو گئے۔ مگر دہلی میں صحیح معنوں میں قیامت آپ کی روانگی کے وقت برپا ہوئی۔ شہر کے تمام لوگ آپ کے پیچھے پیچھے زار و قطار روتے ہوئے چلے آتے تھے۔ اور قدموں کی خاک، اٹھا کر آنکھوں سے لگاتے تھے۔ اس سے متاثر ہو کر حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ نے آپ کو دہلی میں چھوڑ دیا اور دہلی کی روحانی حکومت آپ کے سپرد فرمائی۔

# حافظ کریم الدین شاہ صاحب مجذوبؒ

ایچولی ایک موضع قریب مریٹھ کے ہے ۔ وہاں شیخ حضرت رہتے ہیں ۔ آپ ان میں سے ہے ۔ اب آپ کا مزار بھی رہیں ہے ۔ بڑے سیف زبان تھے ۔ کسی سے بولتے چالتے نہ تھے ۔ اور گفتگو سمجھ میں بھی نہ آتی تھی ۔ جس کا کھانا کھا لیتے تھے مشہور تھا ۔ کہ اس کا کام ہو جاتا ہے ۔ لوگ روغنی پراٹھے اور گوشت پکا کر لے جاتے تھے ۔ اگر دس آدمی کھانا لیجاتے اور دسوں کا کام ہونا ہوتا تو آپ دسوں کا کھانا کھا لیتے تھے ۔ وہیں ایچولی میں آپ کا مزار ہے ۔ سالانہ عرس ہوتا ہے ۔ قوالیاں ہوتی ہیں ۔ امام الدین شاہ آپ کا خادم تھا ۔ اسی نے مزار بنوایا اور وہی اب مزار کا مجاور ہے ۔

مصنف کتاب ہذا بھی اکثر خدمت میں حاضر ہوتا تھا ۔ اور بڑی شفقت فرماتے تھے ۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی چشتی کے عرس میں تشریف لے گئے ۔ تو تمام شب وجد طاری رہا ۔ اس شعر پر نشان شان بچولی بیان سر ملکوتی

## سیرت مثل پیغمبر بصورت مرتفع ثانی

نماز کے وقت ہوش ہو جاتا تھا ۔ پھر بدستور وجدانی کیفیت ہو جاتی تھی ۔

آپ حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب دہلوی

سید واجد علی شاہ صاحب فیروز آبادی

صوفی محمد حسین صاحب الٰہ آبادی ۔

میاں سید امیر حسین شاہ صابری دہلوی
پیر میلا مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے معاصرین میں سے تھے

# حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھے کشتی والوں نے کرایہ طلب کیا آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ انہوں نے مارا اور کہا۔ ہم دریا میں پھینک دیں گے۔ نہیں کرایہ دو۔ دریا سے مچھلیاں موہنہ میں دینار لیئے نمودار ہوئیں۔ آپ نے ان سے دینار لے کر کرایہ دے دیا۔ کشتی والے آپ سے عذر معذرت کرنے لگے۔ تو آپ دریا میں کود کر روانہ ہو گئے۔ اس وجہ سے آپ مالک دینار مشہور ہو گئے۔ آپ بڑے مالدار تھے۔ دمشق کی جامعہ مسجد میں جو حضرت امیر معاویہ کی تعمیر کرائی تھی۔ اس میں آپ ایک سال تک معتکف رہے۔ بعد سال بھر کے سنا کہ اے مالک تو توبہ کر نفاق کی عبادت سے آخر آپ نے توبہ کی اور خلوص سے کی دوسرے دن لوگوں نے مسجد کی تولیت کے لیئے آپ کا انتخاب کیا۔ آپ نے منظور نہ کیا۔ ایک دہریہ نے آپ سے مناظرہ کیا۔ اور یہ طے پایا کہ دونوں کے ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالے جائیں جس کا ہاتھ جل جائے وہ جھوٹا ہے۔ مگر دونوں نہ جلے۔ لوگ سمجھے دونوں حق پر ہیں آپ نے کہا الٰہی ستر سال عبادت کرنے پر اس دہریہ کی برابری میسر ہوئی ہے۔ ندا آئی اے مالک تیرے ہاتھ کی وجہ سے دہریہ کا ہاتھ نہیں جلا۔ اگر یہ تنہا ہاتھ ڈالتا تو جل جاتا۔

آپ جس مکان میں رہتے تھے۔ اس کے پڑوس میں یہودی رہتا تھا۔ آپ کے گھر کا محراب یہودی کے مکان کے دروازہ پہ تھا۔ اور اس نے وہاں پائخانہ بنا رکھا تھا۔ جس سے آپ کو تکلیف تھی۔ مگر آپ کسی سے ذکر نہ کرتے تھے۔ ایک دن وہ یہودی خود آیا۔ اور پوچھا۔ کہ پائخانہ سے آپ کو تکلیف تو نہیں آپ نے کہا ہے تو سہی۔ لیکن میں سہہ لیتا ہوں۔ یہودی بڑا نادم ہوا۔

آپ کا قول ہے۔ جس دوست کی دوستی سے فائدہ نہ ہو وہ دوستی قابلِ ترک ہے۔

آپ کا ارشاد ہے۔ کہ اُمّتِ محمدیہ کو دو چیزیں ایسی ملی ہیں۔ جو فرشتوں کو بھی نہیں ملیں۔ ایک تو اُدعونی اَستجِب لکم کہ دعا کرو میں قبول کرتا ہوں۔ دوسری فاذکرونی اذکرکم ذکر کرو میرا میں ذکر کروں تمہارا۔

آپ کا حضرت حسن بصری بڑا ادب کرتے تھے۔ مگر تھے آپ ان کے مرید آپ کے مزار اور تاریخ وفات کی اکثر تذکرے دیکھے۔ مگر تحقیق نہ ہو سکی۔ کہ کب وفات ہوئی اور مزار کہاں ہے۔

# حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ دوسرے امام ائمہ اربعہ میں سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام ابتنع تھا۔ آپ کی کینت ابو عبداللہ تھی۔ ۹۵ھ ولادت ہوئی۔ اور ۷ ربیع الثانی ۱۷۱ھ کو وفات ہوئی۔ مزار شریف مدینے میں ہے۔

آپ حضرت امام شافعی کے استاد تھے۔ آپ کا علم مشہور ہونے کا واقعہ یہ ہے۔ کہ ایک عورت مدینے میں مری۔ غسّالہ نے ستر عورت پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ کہ مرنے والی بدکار تھی۔ یہ کہتے ہی ہاتھ اس کا وہیں چپک گیا، بڑی کوشش کی۔ مگر ہاتھ الگ نہیں ہوا۔ آخر قرار پایا کہ تہمت جھوٹی تھی۔ غسّالہ کو شرعی سزا دی گئی۔ ہاتھ الگ ہو گیا۔ یہ فتویٰ آپ نے دیا تھا۔ اس لیے شہرت ہو گئی موطا جو حدیث کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کی ہی تصنیف ہے۔ آپ لباس فاخرہ پہنتے تھے۔ اور آپ کا قول تھا۔ کہ خدا کے عطیہ کا اثر لباس سے ظاہر ہونا چاہیئے۔ مگر بغیر مرض کے سرمہ لگانا مکروہ سمجھتے تھے۔ اور فتویٰ دینے بڑے اہتمام سے نہا دھو کر بیٹھتے تھے۔ حدیث کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گئی بار بچھونے کاٹا۔ مگر پہلو نہ بدلا۔ حدیث کا درس دے رہے تھے۔ احترام مدِ نظر رکھا۔ زہد کا یہ عالم تھا۔ کہ مکان بھی مسکونہ نہ بنایا آپ نے خلیفہ ہارون کے اصرار پر بھی مدینے کی سکونت نہیں چھوڑی۔ اور مدینہ کی سکونت کے باوجود شہر کے اندر حوائجِ ضروریہ سے فراغت نہیں پائی۔ الایا دمجبوری۔ نہ سواری پر سوار ہوئے۔ ایک بار خلیفہ نے مامون و امین کو حدیث پڑھانے کے لئے کہا۔ فرمایا میاں علم تمہارے ہی گھر سے نکلا ہے تم عزت دو گے۔ تو عزیز ہو گا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ شہزادے امام کی خدمت میں خود جایا کریں۔ آپ قرآن کو مخلوق کہنے والے کو زندیق کہتے تھے۔ خلیفہ منصور نے بعیت خلافت قلوب نہ کرنے پر ننگے بدن پر تازیانے لگوائے۔

# حضرت محمد سماک رحمۃ اللہ علیہ

واعظ حافظ عابد اور امام وقت تھے۔ حضرت معروف کرخی اکثر آپ کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ ہارون الرشید آپ کا عقیدت مند تھا۔ آپ کے زمانے میں واعظ تھوڑے تھے۔ اب عامل تھوڑے ہیں۔ مجبور رہے اور کہتے تھے دو شیطانوں کا مشکل ہوگا۔ چور آپ کے یہاں آئے۔ آپ بیدار ہو گئے تو گٹھڑی چور کو اٹھوا دی۔ کہ لیجا بالآخر چور نے آپ کے ہاتھوں پر توبہ کی اور مقبولین سے ہو گیا۔ ہارون رشید کا لڑکا آپ کا معتقد تھا۔

# حضرت محمد واسع رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اکثر تابعین کی خدمت انجام دی ہے۔ آپ روٹی پانی میں ڈبو کر کھایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس پر قانع شخص سب سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ آپ انتہائی بھوک کی حالت میں حضرت خواجہ حسن بصری کے یہاں تشریف لے جاتے۔ وہ انہیں دیکھ کر خوش ہوتے اور مدارت کرتے جو حرص و طمع سے خالی ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ ایک شخص نے پوچھا۔ کہیئے کیا حال ہے۔ فرمایا عمر گھٹ رہی ہے۔ گناہ زیادہ ہو رہے ہیں۔

# حضرت میاں میر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار لاہور چھاؤنی قریب میاں میر ریلوے اسٹیشن سے ذرا آگے کو ہے۔ پانچ میلے مزار شریف پر لگتے ہیں۔ ہر سال عرس شریف ۷، ربیع الاول کو ہوتا ہے۔ آپ ۹۵۷ھ میں بمقام سندھ میں پیدا ہوئے۔ شاہ بندہ آپ کے والد کا نام تھا جو قاضی بھی تھے۔ آپ اپنے چاروں بھائیوں اور دونوں بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ سات برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ ماں نے ہی تعلیم دلائی۔ بارہ برس کی عمر میں سلوک و عرفاں کی منازل طے کرنے کے لئے آپ نے سفر کیا۔ سولہ برس تک ہندوستان کی پہاڑی پر مرشد کی خدمت میں رہے۔ اور بڑھاپے کو پہنچے۔ تو لاہور آئے۔ بعہد اکبر بادشاہ دارا شکوہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شاہ جہاں بھی دوبارہ آپ کی زیارت کو لاہور آیا۔ امرت سرور بار صاحب کا سنگ بنیاد گرد ارجن دیو کی درخواست ہے۔ امرت سر جا کر آپ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے رکھا۔ آپ شب بیدار رہتے۔ شطحیات مصنفہ دارا شکوہ میں سوالات کے جوابات جو دارا شکوہ کو دیئے ہیں۔ وہ عالم لوگوں کی قابلیت میں سمانے والے نہیں ہیں۔ آپ نہایت پابند اوقات بزرگ تھے۔ ۱۰۴۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

# خواجہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مقتدائے وقت و ہمت تھے۔ عارف نہ ہوتے تو معروف نہ ہوتے

آپ کے والدین آتش پرست تھے. مگر آپ نے بچپن ہی سے ھو اللہ احد کہا حضرت علی بن موسیٰ رضا کے ہاتھوں پر آپ نے اسلام قبول کیا۔ پھر آپ کے والدین بھی مسلمان ہو گئے پھر آپ حضرت داؤد طائی کی خدمت میں رہے۔ آپ عید کے دن ایک یتیم بچے کو کھجوریں توڑ کر دے رہے تھے۔ کہ حضرت سری سقطی نے یہ خدمت انجام دی۔ آپ کا وضو ٹوٹا تو تیمم کر لیا۔ اور دریا پر جا کر وضو کیا۔ لوگوں نے کہا حضرت اتنی سی دیر کے لیے تیمم کی کیا ضرورت تھی۔ فرمایا ممکن ہے۔ اسی دیر میں میرا دم نکل جاتا آپ کا قول ہے۔ کہ تکالیف کا علاج ان کے چھپانے میں ہے۔

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی مہم پیش آئے۔ تو وہ آپ کا صدقہ دے کر دعا مانگے۔ انشاء اللہ مشکل حل ہو گی۔ حضرت امام رضا کے آستانے پر شیعوں نے آپ کی مزاحمت کی۔ اور آپ کی ہڈی توڑ دی یہ ہی سبب باعث موت بنا۔ بعد وفات ہر مذہب کے لوگ مدعی ہوئے۔ کہ ہم آپ کی میت اٹھائیں گے۔ آپ کے خادم نے کہا۔ کہ حضرت کی وصیت ہے۔ جو اٹھالے۔ لیجائے۔ چنانچہ ہر قوم عاجز رہی۔ مسلمان آئے۔ اور اٹھا کر لے گئے۔ آپ کا نام ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی تھا۔ حضرت علی بن موسیٰ رضا سے تربیت پائی تھی۔ اور حضرت داؤد طائی سے بھی بیعت تھی۔ آپ عطائے بے سوال کو پسند فرماتے تھے۔ کرخ کے رہنے والے تھے۔ جو قریب بغداد کے ہے۔ بعض بغداد کا محلہ بتاتے ہیں۔ ۲ محرم ۲۰۰ھ روز جمعہ وفات پائی۔ مزار شریف بغداد میں ہے۔

آپ کا قول تھا۔ درویش کو کسی کام میں دخل دینے کا کیا کام۔ ایسی باتوں کا جن کا کوئی نتیجہ نہ ہو۔ کرنا دلیل گمراہی ہے۔ محبت کے متعلق فرمایا۔ یہ

سیکھنے سکھانے کی چیز نہیں۔

تمام شکائیتیں خدا سے کر۔ کیونکہ مخلوق نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان

آخری قول ہے کہ۔

بچے اس سے کہ خدا دیکھے۔ اور تو مساکین کے زمرے میں نہ ہو۔

# حضرت ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے تھے۔ جب کوئی آتا تو پوچھتے مسافر ہو یا مقیم اگر مقیم ہو تو آجاؤ۔ ایک شخص نے درخواست دعا کی۔ فرمایا خدا سے مانگو تاکہ ممشاد کی حاجت ہی نہ رہے۔ اس نے کہا خدا کا دروازہ کہاں ہے فرمایا جہاں تم نہ ہو۔ وہ شخص مطلب کو پہنچ گیا۔ آپ کا ارشاد ہے۔ تصوف تونگری کا اظہار ہے۔ طمع چھوڑنا توکل ہے۔ وقت آخر جب حکم پڑھنے کو کہا گیا۔ تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا میں سمجھ میں فانی ہو گیا۔ لوگوں نے حال پوچھا۔ جو اسے دوست رکھے اس کی یہی سزا ہے۔

نام آپ کا علو لقب ممتاز مولد دینور مگر زیادہ تر بغداد میں رہے خواجہ ہبیرۃ البصری سے چشتیہ سلسلے میں اور سہروردیہ میں حضرت جنید سے بیعت حاصل تھی۔

۱۴ محرم ۲۹۹ھ تاریخ وفات ہے۔ مدفن بمقام عکہ ہے۔ علو دینوری اور ممشاد دینوری دو نہیں۔ بلکہ ایک ہی ہیں۔ گہوارہ سے لے کر لحد تک صائم رہے خواجہ خضر سے بھی ملاقی رہے۔ سماع سنتے تھے۔ اعراس کرتے تھے اور فرمایا کرتے

تھے کہ اسرار سماع ظاہر ہو جائیں تو لوگ اک لحظہ بے سنے نہ رہیں۔ لباس آپ کا باوجود استطاعت کہنہ ہوتا تھا۔ ہمیشہ خانقاہ کا دروازہ بند رکھتے آپ کے خلفاء حضرت خواجہ ابی اسحاق شامی چشتی حضرت شیخ البوعامر حضرت شیخ احمدؒ اسود دنیوری صاحب سلسلہ سہروردی آپ کا ارشاد ہے بت کئی قسم کے ہیں تجارت نماز و روزہ مال و زر زن و فرزند وغیرہ ہے کوئی ان میں سے کسی نہ کسی بت کا دلدادہ ہے۔ ان بتوں کو دل میں رکھتے ہوئے کسی بزرگ کی خدمت میں جانا عبث ہے۔ توکل یہ ہے۔ کہ جن چیزوں پر دل مائل ہو۔ انہیں رخصت کر دے۔ بھوکا ہو تو نماز پڑھے۔ قوت نہ ہو تو سو جائے۔

# حضرت میاں مظہر علی شاہ صاحب میرٹھی رح

آپ مصنف کتاب کے بڑے مہربان تھے۔ صابری سلسلے کے مقتدا تھے دربار صابر میں گولر کے نیچے آپ کا بستر رہا کرتا تھا۔ احمد آباد کے کھاتے پیتے خاندان کے ایک فرد تھے۔ حضرت شاہ خاموش صاحب صدر آبادی سے نسبت بیعت حاصل کرنے کے بعد سیاحت اختیار کی۔ اور پھر شہر میرٹھ پاڑابل بازار کی ایک مسجد میں عمر کا بقیہ حصہ گزار دیا باوضع درویش تھے۔ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ تاریخ وفات ۱۶ ر رمضان ہے۔ سن وفات غالباً ۱۹۱۲ء تھا۔ حال و قال تھے۔ اور صاحب صاحب سلسلہ بھی آپ کے جانشین اور خلیفہ آپ کے مخلص مرید میاں وے اللہ دے شاہ بھی انتقال کر گئے۔ مزار شریف شہر میرٹھ میں ہے

بیرون سادھی دروازہ پیش مسجد شیخ ولایت علی وکیل میرٹھ زیارت گاہ خاص و عام ہے عرس شریف جہلم کی تاریخوں میں شوال کے مہینے میں ہوتا ہے۔ وضع کی پابندی کا اس درجہ لحاظ تھا۔ کہ پیش برس شہر کی جامع مسجد کے سید ھے در میں جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی کرامتیں بھی عام طور پر دیکھی گئی ہیں۔

ندارم ذوق رندی نے خیال پاک دامانی
مرا دیوانۂ خود کن بہر رنگے کہ میدانی۔

وقت آخر پڑھوا کر کمال شوق سے سنا مصنف کتاب کو ہیضہ ہو گیا تھا۔ آپ تشریف لائے تو دوا پیسی جا رہی تھی۔ دوا پسوا کر تو خود لے گئے اور فرما گئے۔ صوفی تو اچھا ہو گیا۔ بیمار نہیں چنانچہ صحت کلی حاصل ہو گئی۔

آپ کی مسجد کے پیش امام حاجی صاحب سے آپ بے تکلفی کہا کرتے تھے۔ آپ بجواب کہہ دیا کرتے کہ ہم تو بدعتی ہیں۔ تمہاری تو قبر بھی کہیں نہیں ہو گی۔ چنانچہ حاجی صاحب کا سفر حج میں انتقال ہوا۔ اور جہاز میں سے لاش دریا برد کی گئی۔

# حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری

## قدس اللہ سرہ العزیز

حضرت نے نشو و نما خراسان میں پائی۔ اور ولادت سنجر میں ۵۳۷ھ میں ولادت ہوئی۔ عمر آپ کی نوے سال کی ہوئی۔ آپ سادات حسنی وحسینی ہیں۔ آپ کے والد سید غیاث الدین تھے۔ اور والدہ آپ کی بی بی ماہ نور

آپ خالہ زاد بھائی حضرت غوث اعظم کے تھے اور مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے بہت سے مشائخ کبار کی صحبت بھی رہی۔ تاریخ ۶ ر رجب ۶۳۳ھ ہے۔ مزار شریف اجمیر میں ہے۔

آپ سلطان وہند سلطان العارفین قطب دوراں امام شریعت وطریقت تھے۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے اسلام ہندوستان میں چمکا۔ آپ کے مرشد آپ کی ذات پر نازاں تھے۔ آپ کے بعد انتقال والد ایک مجذوب ملا۔ اور روز ایک ٹکڑا کھل کا کھانے کے لئے آپ کو دیا۔ جسے کھاتے ہی آپ کا دل نورِ الٰہی سے معمور ہو گیا۔ اور دنیا سے ہٹ گیا۔ جائداد وغیرہ چھوڑ کر آپ نے سمرقند وبخارا میں کسبِ علم ظاہر وحفظ قرآن کیا۔ پھر مرشدِ کامل کی تلاش ہوئی۔ تو ہارون میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنی بعیت کا خود ارقام فرماتے ہیں۔ کہ یہ دعاگو معین الدین حسن بحزی بغداد میں مسجد حضرت خواجہ جنید میں دوست پائے بوسی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کو پہنچا۔ اس وقت مشائخ کبار حاضر تھے۔ جیسے ہی یہ درویش زمین بوس ہوا فرمایا دو رکعت نماز ادا کر۔ پھر قبلہ رو ہو کر فرمایا۔ سورۂ بقر پڑھ۔ پھر اکیس مرتبہ درود شریف پڑھوائے اور کھڑے ہو کر میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف کیا۔ اور فرمایا میں نے تجھے حق تعالے تک پہنچایا۔ اور مقراض میرے سر پر چلائی۔ کلاہ چار ترکی اور گلیم خاص عطا فرمائی۔ پھر فرمایا بیٹھ میں بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا ایک رات دن کا مجاہدہ کر۔ چنانچہ فقیر حکم بجا لایا۔ دوسرے روز حاضر ہوا تو فرمایا آسمان کی طرف دیکھ۔ میں نے دیکھا۔ دریافت کیا۔ کہاں تک دیکھتا ہے۔ میں نے کہا، عرش اعظم تک۔ فرمایا زمین کی طرف دیکھ

میں نے دیکھا۔ فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ تحت الثریٰ تک فرمایا ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھو۔ اور پھر آسمان کی طرف دیکھنے کا حکم دیا فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے۔ عرض کیا حجابِ عظمت تک۔ پھر دو انگلیاں پھیلائیں فرمایا کیا دیکھتا ہے۔ عرض کیا۔ ہژدہ ہزار عالم ارشاد فرمایا جا تیرا کام تمام کو پہنچا۔ اور ایک اینٹ سامنے اٹھا کر ایک مشت دینار نکالے فرمایا لے فقرا کو صدقہ کر دے پھر چند روز صحبت میں رہنے کا حکم ہوا۔ اور مجھے لے کر سفر خانہ کعبہ فرمایا اور وہاں پہنچ کر میرا ہاتھ پکڑ کر خدا کو سونپا۔ پھر مدینہ منورہ پہنچے۔ اور مناجات کی دونوں جگہ سے آواز آئی۔ کہ معین الدین کو ہم نے قبول کیا۔ مجھ سے فرمایا۔ کہ سرکار مصطفوی کے حضور میں سلام گزران ہیں کے تعمیل حکم کے جواب ملا وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بحر و بر آپ نے فرمایا۔ جا تو درجہ کمال تک پہنچ گیا۔ پھر وہاں سے واپس ہوا۔ بعد ازاں عصا و خرقہ و نعلین چوبی اور مصلا فقیر کو دیا کہ لے یہ پیرانِ طریقہ ... امانت و یادگاران کو بآداب رکھنا اور جس کو لائق سمجھے سپرد کر دینا۔ باون برس کی عمر میں آپ نے یہ دولت پائی۔ اس کے بعد بیس برس تک آپ نے مجاہدہ کیا۔ اور پیر کی خدمت کی۔ جو کچھ سنتے لکھ لیتے میری خدمت دیکھ کر بڑے بڑے کرم فرمائے۔ اور رخصت کیا۔ آپ جہاں جاتے وہیں آپ کی شہرت ہو جاتی۔ حضرت شیخ نجم الدین کبرےؒ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی جو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے پیر تھے۔ وغیرہ حضرات سے ملے۔ جیلان میں تو آپ کا چلّہ بھی بنا ہوا ہے۔

اصفہان میں حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بھی آپ کے قدم بوس ہوئے۔ پھر خرقان پہنچے۔ حضرت خواجہ ابوالحسن

سے ملنے گئے مگر ان کا وصال ہو چکا تھا۔ اسی طرح پھرتے سیر کرتے سبزوار آئے وہاں کے حاکم یادگار محمد نے آپ کے باغ میں قیام کرنے پر برہمی ظاہر کی۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اور ہوش ہوتے ہیں رفض سے توبہ کی۔ اور مرید ہوا۔ اور سروسامان دنیوی خیرات کر کر آپ ہر خدمت میں رہنے کا ارادہ کیا۔ بالآخر واصلان حق سے ہوا۔ آپ نے اس کو اسی نواح میں مقیم کر کر پھر عزم بیت اللہ کیا۔ اور جب مدینہ حاضر ہوئے تو بشارت ہوئی۔ کہ معین الدین اجمیر جاؤ تم کو ہندوستان کی ولایت دی جاتی ہے۔ وہاں کی ظلمت دور کرو آپ مع چالیس ہمراہیوں کے ہندوستان آئے۔ اور دو مہینے تک حضرت مخدوم علی ہجویری داتا گنج بخش کے مزار پر معتکف رہے۔ پھر دہلی تشریف لے گئے۔ اور متوطن خطہ اجمیر ہوئے۔ ۱۰ محرم ۵۶۱ھ کو آپ اجمیر پہنچے۔ وہاں رائے پتھورا کی حکومت تھی۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ اجمیر شریف کی طرف رُخ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا کہ اب میرا سفر اس طرف ہے جہاں میرا مدفن ہوگا۔ ہر ایک کو رخصت کیا۔ مگر خواجہ قطب الاقطاب ہم رکاب رہے۔ انہیں دنوں میں فخرالدین نے دلّی فتح کی تھی۔ جب آپ اجمیر پہنچے تو ملازمان راجہ نے مزاحمت کی۔ راجہ کو خبر ملی تو اسے بھی شاق گزرا تو اس نے رام دیو اور سحر و ساحری میں طاق لوگوں کو بلا کر آپ کی طرف بھیجا۔ اور جیپال جوگی بھی آیا۔ مگر مشہور ہے۔ کہ آنا ساگر تالاب کا پانی میں آپ کے ایک خادم نے ایک پیالے میں بھر لیا۔ اور جادو گر کو کھڑاؤں سے نیچے اتارا گیا۔ آخر جے پال جوگی نے اسلام قبول کیا۔ جو عبداللہ بیابانی کے نام سے گم ہوں۔ کو اب تک رستہ بتاتے ہیں۔ اور ہر جمعہ کو

آستانہ پر آکر نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی دعا سے زندۂ جاوید ہو گئے۔ غرض آپ کے مزاحمت رُک گئی۔ اور آپ رہنے لگے۔ اور آپ کی برکت سے اسلام دن دُگنا بڑھنے لگا۔ ہمارے خیال میں آپ کی تاریخ پیدائش کوئی اور ہوگی۔ ورنہ واقعات کی چول ٹھیک نہیں بیٹھے گی۔

ستر برس تک آپ شب کو نہیں سوئے۔ عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی سات سات دن تک آپ نے کچھ نہ کھایا۔ روزہ رکھا آپ دعا مانگا کرتے کہ الٰہی جہاں کہیں درد و محنت ہو۔ اپنے بندہ معین الدین کو دے۔ اکثر استغراق رہتا تھا۔ تین روز تک آپ کی صحبت میں رہنے والا ولی کامل ہو جاتا تھا۔ نماز کے بعد جس پتھر پر نظر پڑ جاتی۔ وہ خاک ہو جاتا۔ حضرت خواجہ قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی حضرت کے آستانے سے کسی سائل کو محروم جاتے نہیں دیکھا۔ جتنے خرچ کی ضرورت ہوتی۔ مصلے کا گوشہ اٹھا کر نکال دیتے تھے۔

سماع کا بے حد شوق تھا۔ آپ کے سماع پر کبھی کوئی معترض نہیں ہوا حضرت غوث پاک نے بھی آپ کی خاطر سے آپ کو سماع سنوایا۔ مگر خود شرکت نہیں فرمائی۔ باہر دروازہ کے عصا پر زور دیئے کھڑے رہے خادم نے پوچھا تو فرمایا بھائی معین الدین کو وجد آرہا تھا۔ میں در و دیوار کو سنبھالے کھڑا تھا۔ کہ زمین جنبش نہ کرے آپ ہر سال اجمیر سے بھی مکّہ جاتے تھے۔ آپ کے تصانیف بھی ہیں۔ اک دیوان بھی فارسی کا آپ کی تصنیف سے ہے۔ خواجہ الاقطاب کو خرقہ خلافت و تبرکات بزرگان عطا فرما کر دلّی کو رخصت فرمایا۔ اور دعا کی کہ جہاں رہو مرد رہو۔ بیس دن کے بعد واصل الی اللہ ہوئے وقت وفات بعد عشا حجرہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور آنے کی ممانعت کی رات بھر

صدائے وجد کانوں میں آئی ۔ آخر شب میں صدا بند ہو گئی ۔ صبح کو خدام نے دروازہ توڑا تو دیکھا کہ آپ واصل بحق ہو چکے ہیں ۔ آپ کی پیشانی پر بخط قدرت نقش تھا ۔ ہٰذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ حضرت خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ شب وصال میں نے خواب دیکھا ۔ کہ آپ عرش کے سایہ میں کھڑے ہوئے ہوں میں قدم بوس ہوا فرمایا خدائے تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ۔ اور ساکنان عرش میں جگہ دی ۔

ہزاروں کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئیں ۔ سب سے بڑی کرامت تو یہ تھی کہ آپ کی ذات سے اسلام ہندوستان میں جلوہ گر ہوا ۔

آپ کا ارشاد ہے ۔ دل آتش کدہ ہے ۔ جو اس میں آتا ہے جل جاتا ہے ۔ محبت حق کے سوا شور و فریاد عاشق کا اسی وقت تک ہے جب تک مشاہدہ نہیں ۔ ندی نالے جبھی تک شور کرتے ہیں جب تک دریا سے نہیں ملتے متوکل وہ ہے کہ رنج و محنت کی خلق میں کسی سے شکایت نہ کرے علامت سعادت یہ ہے گناہ کرے اور بخشے جانے کی اُمید کرے ۔ نماز اک راز ہے ۔ اللہ اور بندے کے درمیان ۔

آپ کی دو بیویاں تھیں ان سے تین صاحبزادے اور اک صاحبزادی بی بی حافظ جمال حضرت حسام الدین تو ابدال ہو کر غائب ہو گئے ۔ سید فخر الدین کا مزار میر واڑہ میں ہے اور ان کی اولاد سجادگی کرتی ہے ۔ سیّد ضیاء الدین کا مزار پائین مزار شریف ہے بی بی حافظ جمال بڑی زاہدہ تھیں ۔ ان کا مزار بھی پائین مزار ہی میں ہے خلفا آپ کے بہت تھے ۔ مگر خلیفہ اکبر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تھے ۔

# حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت فضیل کے صاجزادے تھے۔ ۲۰ر رجب ۸۹۰ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد سے سرہند میں خلافت حاصل کی ۱۳ر شعبان ۱۰۰۳ھ ہجری کو بوقت عصر انتقال فرمایا عمر اسّی برس کی مزار قصبہ کیتھل ضلع ملتان میں ہے۔ آپ اولیائے کبار میں سے تھے۔ آپ اویسی نسبت بھی بتایا کرتے تھے۔ اور بیشتر ویران جگہ رہتے تھے۔ مجذوب صفت تھے۔ موضع بابل میں اکثر قیام کرتے تھے۔ لباس سپاہیانہ زیب بدنی رکھتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ جلال تھانیسری سے ملنے گئے وہ سمجھے کہ کوئی سپاہی ہے۔ آپ نے فرمایا میں تو سعادت حاصل کرنے آیا ہوں آپ سمجھے سپاہی ہیں۔ آپ نے معذرت کی۔ بہت سی کرامتیں بھی آپ سے ظاہر ہوئیں مجدد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ لوگ گنج شکر اور حضرت سلطان المشائخؒ اور یہ اور وہ کہتے ہیں۔ مگر میرے فلاں سے بے خبر ہیں۔ جن کے مرتبہ کے سامنے وہ کچھ بھی نہیں اور مراد آپ کی فلاں سے اپنے فرزندوں سے تھی۔ مجدّد صاحب کا ہی یہ فرمانا ہے۔ کہ اگر بہ نظر کشف کے دیکھا جاتا ہے۔ تو حضرت غوث الثقلین کے بعد سلسلۂ قادریہ میں مثل حضرت شاہ کمال کے اقل قلیل نظر آتا ہے۔

# حضرت سیدنا امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ

آپ ۱۴۷ھ ہجری کا میں پیدا ہوئے۔ اور خلیفہ ماموں الرشید کی دختر سے شادی کرنے پر ولی عہد ہوئے۔ ۱۹ر صفر ۲۰۳ھ ہجری میں شہادت پائی۔ مزار شریف مشہد مقدّس میں ہے۔ نہایت خوبصورت وسیرت تھے۔ آپ ہر مسئلہ کا جواب قرآن پاک سے دیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اچھا کھانے پینے کو منع نہیں فرماتا ماموں بیمار ہوا تو شفا پانے کی منّت مانی کہ زرِ کثیر خرچ کروں گا جب صحت ہوئی تو فکر مند ہوا کہ کیا خیرات کروں۔ آپ نے فرمایا۔ تراسی دینار خرچ کر دو۔ اور دلیل آیۃ مبارکہ نقد نصرکم اللّٰہ فی مواطنَ کثیرۃ۔ چونکہ غزوات اور سرایہ کی تعداد ۸۲ ہے۔ اس جواب سے ماموں کو تسلّی ہو گئی۔ نیشاپور جب آپ گئے ہیں۔ تو زیارت کے لئے اتنی خلقت آئی کہ چلنا مشکل ہو گیا۔ آپ نے ایک حدیث روایت کی۔ کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میرا قلعہ ہے۔ جس نے پڑھا "وہ داخل ہو گیا قلعہ میں"۔ امام حنبل کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث معہ اسناد کے دیوانے پر دم کر دی جائے۔ تو صحت پا جائے۔ اسناد یہ ہیں۔

کہ فرمایا مجھ سے میرے باپ موسیٰ کاظم نے اُن سے اُن کے والد امام جعفر نے اُن سے اُن کے پدر امام باقر نے ان سے ان کے بزرگ امام زین العابدین نے اِن سے حضرت سیّدنا امام حسین نے اور ان سے ان کے والد حضرت علی نے اور انہوں نے حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ بہت کم سوتے تھے۔ اور اکثر روزے رکھتے تھے۔ خاکساری اس قدر تھی کہ فقیرانہ لباس پہنتے تھے مگر دربار میں لباس فاخرہ پہن کر جاتے تھے۔ ایک بار آپ بہت مقروض ہو گئے تو جس

چٹائی پر بیٹھے تھے۔ اس کے نیچے سے نکال نکال کر دم بھر میں قرضہ بے باق کر دیا ایک زندہ آدمی کو مردہ بنا کر، تمسخراً لوگ آپ کے پاس لائے۔ کہ نماز پڑھاؤ آپ نے نماز پڑھا دی وہ واقعی طور پر مر گیا۔ لوگ حیران رہ گئے۔ آخر دفن کر دیا گیا۔ آپ کو ماموں نے ولی عہد بنایا تھا۔ مگر آپ ماموں کے سامنے ہی وفات پا گئے۔

# حضرت خواجہ شاہ محمد غوث لاہوری (رح)

آپ حضرت پیران پیر کی اولاد میں سے ہیں۔ عالم تھے۔ پشاور سے چل کر مختلف بزرگان کرام کے آستانوں سے فیض پاتے ہوئے لاہور آئے تو حضرت میاں میر کے مزار پر پہنچے خواب میں فیض حاصل کیا۔ اور حضرت داتا ہجویری سے بھی فیض یاب ہوئے۔ قادریہ سلسلے میں بیعت تھے نقشبندی شغف بھی رکھتے تھے۔ آپ سے اکثر کرامات ظاہر ہوئیں۔ جب باغ کی صفائی راجہ کرانے لگا۔ تو اس کا بھائی مرا پھر دوسرا مرا وہ اپنے ارادہ سے باز آیا اور آپ کا مزار شریف صاف کرایا گیا۔ سفیدی کرائی گئی۔ ایک مسجد اور پورا بازار آپ کے نام سے لاہور میں بیرون دلی دروازہ موسوم ہے۔ رسالہ غوثیہ آپ کی تصنیف ہے۔ ہر وظیفہ غوثیہ کے آپ موجد ہیں۔ ربیع الاول میں آپ کا عرس شریف ہوتا ہے۔ بہت سی فرق عادات آپکی مشہور ہیں۔

اب بھی لوگ آپ کے مزار سے ہزاروں کی تعداد میں فیض حاصل کرتے ہیں۔

(مردِ راہِ حق)

# حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ

قتیل خنجر توحید وجودی غریق دریائے شہودی آپ بھی اپنی نوعیت کے ایک ہی ہوئے ہیں۔ شوریدگی حقیقت دماغ میں سمائی تھی آپ کی تصنیفات بھی بہت ہے لیکن عبارت عام فہم نہیں اکثر بزرگان کرام آپ کے شکوہ سنج بھی رہے مگر آپ کا عشق راز تھا جو راز ہی رہا۔ اہلِ ظاہر نے اپنے فتوے سے آپ کو دار پر چڑھوایا آپ کے بعد آپ کے نام سے ایک جماعت پیدا ہو گئی تھی جس نے آپ کو بدنام کیا حضرت شبلی اور آپ ایک ہی پیر سے وابستہ تھے۔ ریاضت وعبادت بھی آپ نے کافی کی تھی مگر اہل شرع کی نگاہ میں ؎

تھا انا الحق مگر اک لفظ گستاخانہ تھا۔

حق کے ساتھ انانیت کا کام کیا اکثر بزرگوں کی خدمت سے آپ نے فیض حاصل کیا تھا۔ سفر حجاز بھی آپ نے اپنے شیخ کے ساتھ کیا تھا۔ کسی مسئلہ پوچھنے پر حضرت جنید نے یہ فرمایا تھا کہ تم اک دن ضرور لکڑی کا سر سُرخ کرو گے جذبہ میں آکر آپ کی زبان سے بھی یہ نکل گیا تھا کہ حضرت جس دن ایسا ہو گا آپ کے جسمِ اقدس پر بھی اہل ظاہر کا لباس ہو گا چنانچہ آپ کے قتل کے فتوے پر خلیفہ نے جب آپ سے مہر کرانی چاہی تو آپ نے خرقہ فقر اتار کر جبّہ عالمانہ پہن کر مہر کی تھی کہ بظاہر منصور لائق دار ہے باطن کا خدا علیم ہے مخلوق حضرت منصور کو علاج الاسرار کے لقب سے بھی یاد کرتی تھی۔ آپ نے ہندوستان کی سیاحت بھی کی تھی آپکی تصنیف پر اقتضائے عالم سے آپکو خطابات بھی آتے تھے مثل ابوالمعین ابوالمنیر

وغیرہ کی حلاج کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ روئی کے انبار کی طرف جو گزرتے تو ایک اشارے سے سب بنولے نکال دیئے رات دن میں آپ چار سو رکعتیں پڑھتے تھے اور ایک گدڑی بیس سال تک متواتر پہنے رہے جس میں تین رتی جوئیں پڑ گئی تھیں :: ۔

ایک سفر میں آپ کے ساتھ چار سو صوفی تھے ایک منزل پر بھوک نے سب کو بیقرار کیا تو آپ نے سب کو دو دو روٹی ڈگری اور ایک سری تقسیم کی ۔ اپنے خرقہ میں سے نکال نکال کر پھر کہا مجھے جھاڑلو تو کھجوریں جھڑیں ۔ بیت اللہ کے مقابل ایک سال تک آپ ننگے سر کھڑے رہے چربی گھل گھل کر بہنے لگی ۔لیکن آپ نے ہٹنے کا نام نہ لیا ایک بچھو نے آپ کے تہمد میں ٹھکانا بنالیا تھا ۔ اس وقت آپ نے مناجات کی تھی اے احکم الحاکمین تو پاک ہے ۔ تمام صاحب پندار لوگوں کے پندار سے میں تیرا شکرادا نہیں کر سکتا ۔ تو ہی میری جگہ اپنا شکر کرے یہی شکر کافی ہوگا ۔ لوگوں نے آپ سے صبر کی تعریف پوچھی ۔ فرمایا اگر ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور سولی دے دی جائے تو آہ نہ کرے قید خانے میں آپ ہزار رکعتیں روز پڑھتے لوگ کہتے جب آپ خدا ہیں تو نمازیں کس کی پڑھتے ہیں فرماتے اپنی قدر ہم خود ہی جانتے ہیں سولی دیتے وقت اک فقیر نے پوچھا عشق کیا ہے کہا آج دیکھنا کل دیکھنا پرسوں دیکھنا ۔ چنانچہ ایک دن دار چڑھے دوسرے روز جلائے گئے تیسرے دن راکھ دریا میں بہی ۔

آپ کے مریدوں اور بیٹوں نے ہدایت طلب کی تو فرمایا جہان والے جہان والے اعمال میں کوشش کرتے ہیں تم ایسی شئے میں کوشش کرنا ہے ۔ اس ہر ذرہ جہان سے بہتر ہو اور وہ علم حقیقت ہے مریدوں نے فرمایا کہ تم کو میرے ساتھ حسن ظن ہے یہ تمہارے لیئے ثواب ہے ۔ آپ نے جوانی میں ایک عورت پر نظر اٹھائی تھی وقت سولی فرمایا کر اوپر دیکھنے والا یوں نیچا دیکھتا ہے :۔

پھر فرمایا یہ تصوف کا ادنیٰ ترین درجہ ہے جو آج لوگ دیکھ رہے ہیں ہر شخص حکومت کے حکم سے آپ کو پتھر مار رہا تھا۔ اور آپ ہنس رہے تھے۔ مگر جب شبلی نے لوگوں کے کہنے سے اک پھول آپ کے مارا تو رو پڑے حضرت منصور نے آہ کھینچی لوگوں نے پوچھا تو کہا مرد آگاہ کے پھول پتھر سے زیادہ لگا۔ اور اندھوں کے پتھر پھول ہو کر لگے ہیں آپ کے خون کے ہر قطرے سے انا الحق لکھا گیا

؎

انا الحق کہنے پر منصور کو یوں دی گئی پھانسی
کہ اک انسان کا ایسا بھی انداز بیاں کیوں ہو

(صوفی وارثی)

---

# حضرت خواجہ میاں مظہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ رہنے والے گجرات کی طرف کے تھے اور حضرت شاہ خاموش حیدر آبادی کے صاحب مجاز مرید تھے۔ بڑے مجاہدے کئے تھے آخر زندگی میں میرٹھ بازار پاڑال کی مسجد میں قیام کر لیا تھا۔ اور پابندی وضع کے ساتھ وہیں زندگی گزار دی رجوعات کافی تھی ۱۶۔ رمضان المبارک تاریخ وصال ہے۔ غالباً ۱۲۰۰ھ میں رحلت ہوئی آپ کلیر شریف بڑی محبت سے بالانتظام حاضر ہوتے تھے۔ ہمیشہ گولر کے نیچے قیام فرماتے تھے۔ اکثر کرامتیں بھی آپ سے ظاہر ہوئیں مشہور یہ تھا کہ اُمّی ہیں مگر اکثر علمی نکات گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ آپ علم لدنّی کے ماہر ہیں۔ سماع سُننے کا شوق تھا۔ مرید بھی کافی تھے۔ آپ کے سجادہ میاں اللہ دیا صاحب

ہوئے وفات سے قبل دس پندرہ دن بیٹھ کر گزار دیئے اور یہ شعر سنتے سنتے جاں بحق ہو گئے۔ آپ کی میت کے ساتھ ہزاروں آدمی تھے شعر یہ تھا۔

شعر

ندارم ذوق زندگی نے خیال پاک داماجی
مرا دیوانہ خود کن بہر رنگے کہ میدانی۔

جنازے کے ساتھ اکثر مجازیب دیکھنے میں آئے۔ جو روزمرہ دیکھنے میں نہ آتے تھے۔ خلفاء کئی ہوئے۔ جن سے فیض جاری ہوا۔

# حضرت شاہ خواجہ محمّد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

آپ تیسرے فرزند حضرت مجدّد صاحب الف ثانی کے ہیں اور شوال ۱۰۰۷ھ میں ولادت اور ۹ ربیع الاوّل ۱۰۷۹ھ کو وفات ہوئی۔ مزار پاک سرہند میں ہے۔ آپ قطب وقت جامع علوم اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ تین برس کی عمر میں آپ توحیدی کلمات فرمانے لگے تھے۔ آپ کے والد حضرت مجدّد صاحب آپ کی ولادت کو مبارک فرمایا کرتے تھے۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ قرآنی مقطعات میں حرف قٓ کے اسرار آپ پر منکشف تھے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد ہزاروں سے صحبت اغیار سے آپ نفرت فرماتے تھے۔ باوجودیکہ سلطان اورنگ زیب عالمگیر آپ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ شہزادی زیب النساء نے ایک زبرجد کا شمعدان نذر کیا کچھ دنوں کے بعد دیکھا گیا۔ تو زنگ آلود پڑا تھا۔ عرض کیا گیا۔ کہ شمعدان گرد میں اٹا پڑا ہے فرمایا "ہوگا" حج کو جانے کے وقت ہزاروں آدمی آپ کے ہمراہ تھے

عالمگیر حج کو جاتے وقت آپ کے پاس بارہ ہزار روپیہ لیکر حاضر ہوا آپ نے فرمایا جا! میں نے تجھے سلطنت وہی آپ کا قول تھا کہ لقمۂ چرب کھاؤ مگر کام بھی خوب کرو۔ سیرۃ سلف کو محفوظ رکھو۔ آپ کے چھ صاحبزادے تھے اور پانچ صاحبزادیاں :-

# حضرت خواجہ ابو یوسف ناصر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۳۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳ رجب ۴۵۹ھ میں وفات ہوئی مزار مبارک چشت میں ہے۔ آپ کی والدہ بڑی عابدہ زاہدہ تھیں آپ کا علم اس درجہ وسیع تھا کہ حرف مسواک کے فوائد آپ نے سات سو کے قریب بتائے ہیں۔ خلق کثیر نے آپ سے ہدایت پائی۔ حالت سماع میں آپ سے اک نور ظاہر ہوتا تھا۔ جس سے تمام روشنی ہی روشنی ہو جاتی آپ کی محفل میں شرکت کرنے والے مریض شفایاب ہوتے تھے۔ حضرت شبلی جب آپکو دیکھتے تھے تو وجد آجاتا تھا مگر تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ شبلی آپ سے پہلے ہو چکے ہیں۔ اس لیئے یہ شبلی کوئی اور ہوں گے آپ فقرا کے ساتھ بیٹھنا اٹھنا پسند کرتے تھے اہل دنیا سے نافر تھے۔ حضرت خواجہ مودود چشتی آپ کے فرزند تھے۔ چلہ کشی کے بعد آپ پر سکر غالب ہو گیا تھا اور رجال الغیب سے بھی آپ ملاقی ہوتے تھے۔ دو جن بصورت مار سیاہ آپ کے چلہ خانے پر بطور محافظ کے رہتے تھے۔ آپ کے بہت خلفاء تھے فرزند اکبر خلیفہ اکبر ہیں

## واصل الی اللہ حضرت مولنا نیاز بے نیاز (رح)

ولادت ۱۱۷۳ھ میں ہے۔ پندرھویں سال دستار فضیلت باندھی روہیلکھنڈ میں مامور تھے ایران کابل بخارا ہندوستان میں فیض کے چشمے بہائے دونوں جہان سے بے نیاز تھے۔ فارسی و اُردو کا ایک دیوان بھی مقبول ہے ۶ ر جمادی الثانی ۱۲۵۰ھ تاریخ وفات ہے۔ مزار شریف بانس بریلی میں ہے آپ کے سجادہ نشین آجکل شاہ محمد تقی صاحب عرف عزیز میاں ہیں۔

## حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاء رح

۶۳۶ھ ۲۷ ر صفر آخری چہار شنبہ بدایوں میں ولادت ہوئی سید حسینی تھے ۱۸ ر ربیع الثانی چہار شنبہ کو وصال ہوا۔ بعہد سلطان محمد تغلق۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔ آپ اولیائے کاملین اور علم ظاہری میں عزت ابوحنیفہ تھے۔ اور مرتبہ محبوبی حاصل کئے ہوئے تھے۔ آخر وقت تک عالم محو میں رہے۔ بخارا سے لاہور۔ پھر بدایوں میں آپ کے بزرگ آئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اپنے وقت کی ولیہ تھیں آپ کے والد بھی نہایت صالح تھے۔ اور بدایوں کے قاضی تھے۔ پانچ برس کے تھے آپ جب والد نے انتقال فرمایا۔ تربیت آپ کی والدہ نے فرمائی۔ ذہن رسا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن پاک پڑھکر قدوری ختم کرلی دستار فضیلت

باندھنے کے لئے آپ نے اپنی والدہ سے سُوت کتوا کر دستار تیار کرائی آپ کے والد نے کچھ رقم بھی دی۔ اُستاد نے مجلس دعوت ترتیب دے ڈی جس میں حضرت خواجہ علی بھی شریک ہوئے۔ جو مرید حضرت جلال الدین تبریزی کے تھے اور اس زمانے میں صاحب کرامت مشہور تھے انہوں نے ایک سرا دستار کا اپنے ہاتھوں میں لیا اور آپ کے سر پر باندھی آپ نے سر تسلیم خم کر لیا انہوں نے دعا دی کہ اللہ تم کو علمائے دین میں ممتاز کرے اور فرمایا مولٰنا علاؤ الدین آپ کا شاگرد بڑے درجہ کا ہوگا۔ تمام حاضرین نے آپ کے لئے دُعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ الشیوخ بابا فریدالدین کے فضائل میرے دلکو کھینچتے تھے۔ حتیٰ کہ میرے احباب کوئی بات پوچھتے یا مجھے قسم دیتے تو حضرت کی قسم ہی دیتے۔ جب عمر سولہ برس کی ہوئی تو دِلّی آیا رستے میں جہاں کہیں خطرہ محسوس ہوتا۔ میں حضرت بابا صاحب کو یاد کرتا اس سے میرا قلب مطمئن ہوجاتا دِلّی پہنچ کر خوش قسمتی سے برادر خورد شیخ نجیب الدین متوکل کے پڑوس میں اترے تین چار سال دِلّی میں گزارے۔ مگر سخت کرب میں رہے۔ جب آپ علم و کمال میں طاق ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان غیاث الدین بلبن کے دربار میں مولٰنا کمال الدین کا ورع و تقویٰ مانا ہوا تھا۔ سلطان کا خیال ہوا کہ منصب امامت آپ کو تفویض کرے۔ مولٰنا نے فرمایا۔ ہم میں سوائے نماز کے کچھ نہ رہا تھا۔ بادشاہ چاہتاہے وہ بھی ہم سے یہ جواب سُن کر سلطان خاموش ہوگیا۔ حضرت شیخ نجیب الدین کے یہاں شیخ الشیوخ العالم کے تذکرے ہوتے تھے۔ جن کو سُن کر اشتیاق تیز ہوتا تھا۔ آخر ایک دن آپ بغیر زادراہ کے اجودھن کی طرف چل کھڑے ہوئے اور پندرہ رجب ۶۵۵ھ روز چارشنبہ کو دولت پائے بوسی حاصل ہوئی

اسی وقت کلاہ چار ترکی فرق مبارک سے اتار کر میرے سر پر رکھی نعلین چوبی اور خرقہ خاص مرحمت ہوا۔ اور فرمایا میں نے چاہا تھا کہ ہندوستان کی ولایت کسی دوسرے کو سپرد کردوں۔ لیکن تم راہ میں تھے حکم ہوا کہ نظام الدین بدایونی آتا ہے یہ ولایت اس کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے کھڑے ہو کر کچھ عرض کرنا چاہا لیکن ہیبت اس درجہ طاری ہوئی کہ کچھ عرض نہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا ہر آنے والے کیلئے دہشت ہے۔ واقعی تمہارا اشتیاق ہم جانتے ہیں حد سے زیادہ ہے۔ اور فرمایا کہ ؎

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ!
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

میں نے خیال کیا جو بات حضرت کی زبان مبارک سے نکلے اسے قلمبند کرلوں۔ فرمایا از بے سعادت مرید کی کہ پیر جو کچھ کہے اُسے حوالۂ قلم کرے۔ آپ فرماتے میں جب میں بیعت ہوا تو میرا ارادہ سر منڈانے کا نہ تھا۔ دوسرے روز میں نے دیکھا کہ ایک شخص مرید ہوا۔ حضرت مولانا بدرالدین اسحاق نے اس کا سر مونڈ دیا اور اس کے دل میں نور پیدا ہو گیا۔ تو مجھ کو بھی رغبت سر منڈانے کی ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ بدرالدین ان کا سر بھی مونڈ دو پھر حکم ہوا کہ اس غریب متعلم کے لیے جماعت خانے میں بچھا دو۔ سب لوگ زمین پر سوتے تھے۔ میں بھلا چارپائی پر کیسے سوتا۔ یہ بات میں نے بدرالدین اسحاق سے کہی۔ حکم ہوا کہ تم اپنی رائے پر چلو گے یا پیر کا حکم بجا لاؤ گے۔ اک روز میں نے عرض کیا کہ تحصیل علوم ترک کرکے اور اوراد و نوافل مشغول ہوں تو اچھا ہے۔ ارشاد ہوا میں کسی کو تحصیل علوم سے نہیں روکتا وہ بھی کرو یہ بھی یہاں تک کہ ایک غالب آجائے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے چھ باب عوارف کے حضرت کو سنائے اور تمہید ابوبکر سالمی کی تمام پڑھی

ہے میری بیس سال کی عمر تھی آپ کے یہاں تنگی رہتی تھی. فقر و فاقہ کی نوبت تھی مگر کسی پر وا نہ تھی حضرت بدرالدین اسحاق لکڑیاں اور حضرت جمال دیلہ لایا کرتے تھے دیلہ کریل کے پھل کو کہتے ہیں۔ میں پکایا کرتا تھا۔ اتفاق سے نمک موجود نہ تھا۔ میں نے نمک قرض لیکر ڈال دیا۔ میں شیخ جمال اور بدرالدین اسحاق تینوں ایک ہی پیالے میں کھایا کرتے تھے حضرت شیخ العالم نے پیالے کو ہاتھ لگاتے ہی فرمایا کہ ہاتھ کو گرانی محسوس ہوتی ہے شاید طوام مشتبہ ہے یہ سُن کر میں گھبرا گیا، عرض کیا کہ میں نے تیار کیا ہے۔ فرمایا نمک کہاں سے ڈالا، اور فرمایا کہ فقراً فاقہ سے مرجائیں مگر قرض نہ لیں تو بہتر ہے۔

قرض و توکّل میں زمین و آسمان کا فرق ہے پھر ارشاد ہوا۔ کھانا اٹھا کر غربا کو دے دو۔ اس دن سے مجھے نصیحت ہوگئی۔ حضرت شیخ الشیوخ نے میری ندامت اور قرض لینے کے عہد سے مطلع ہو کر مجھے کملی عنایت کی۔ اور فرمایا انشا اللہ تجھے قرض کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔

الغرض جب مجھے دِلی کی طرف رخصت کیا۔ نصیحت فرمائی کہ دشمنوں کو خوش رکھنا۔ دِلّی پہنچ کر میں نے حضرت شیخ نجیب الدین متوکل سے ماجرائے حصول بیعت کہا۔ وہ سن کر خوش ہوئے، اور جس کا قرضہ مجھ پر تھا اسے کچھ ادا کیا۔ آپ کے صدقے میں بقیہ اس نے معاف کر دیا۔ ایک مرتبہ حضرت شیوخ العالم کچھ بیمار رہتے۔ مجھے اور دوسرے چند یاروں کو دعائے صحت کے لئے بھیجا۔ لوٹ کر آئے تو فرمایا! کہ تمہاری دُعا نے کچھ اثر نہیں کیا، مجھے کوئی جواب نہ بن پڑا شیخ علی بہاری نے عرض کیا ناقص کی دُعا کامل کے حق میں کیونکر اثر کر سکتی ہے۔ آپ نے سنا نہیں میں نے یہ بات دوہرادی ارشاد ہوا۔ نظام الدین تم جو کچھ خدا سے طلب کروگے پاؤگے۔ اور مجھے عصا عنایت ہوا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اک روز در حجرہ پر میں موجود تھا

کہ حضرت وجد و حال میں سر برہنہ برآمد ہوئے اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ میں نے قدموں پر سر رکھا۔ اور ایک دینی چیز طلب کی۔ بڑی خوشی سے عنایت کی۔ مجھے بعد میں خیال ہوا کہ سماع کی حالت میں دنیا سے اٹھنا مانگتا۔ ۱۳ ار رمضان المبارک ۶۶۹ھ کو مجھے بلایا اور فرمایا کاغذ لاؤ۔ اور اجازت نامہ لکھا فرمایا ہانسی میں شیخ جمال کو اور دِلّی میں قاضی منتجب کو دکھانا۔ خدا تجھے دونوں جہان میں نیک بخت کرے۔ ۲۵۔ صفر ۶۶۹ھ کو پھر خلعت خاص سے سرفراز فرمایا اور فرمایا ولایت ہندوستان کے مولانا مولوی نظام الدین کو دی۔ اور دستار مبارک میرے سر پر رکھی اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ جا میں نے تجھے حق تعالیٰ تک پہنچایا۔ میری رحلت کے وقت تم موجود نہ ہو گے :۔

آپ کا ارشاد ہے دہلی میں مجھے کوئی ایسی جگہ میسر نہ آئی۔ جہاں میں با اطمینان رہتا۔ ایک روز اک درویش آئے۔ اور کہا اگر سلامتی چاہتا ہے۔ شہر سے باہر جا۔ اور میں غیاث پور آ گیا۔ جو مجھے پسند آیا۔ چونکہ سلطان کیقباد کی سکونت کیلوکھڑی میں تھی۔ اُمراء کی آمد بھی یہاں ہونے لگی۔ میں نے سوچا۔ یہاں سے بھی چلوں کہ ایک شخص نے مجھے یہ دو شعر سنائے :۔

آں روز کہ مہ شدی نہ دانستی — کانگشت نمائے عالمے خواہد شد

امروز کہ زلفت دل خلقے برلود — در گوشہ نشستنت نے دارد سود

اس وقت بس یہیں مقیم ہو گیا۔"

آپ میں زہد و تقوی کمال درجہ کا تھا۔ ۲ من خربوزے بکتے تھے۔ اس زمانے میں اور ایک آنے کی دو سیر روٹیاں۔ مگر آپ پر تین تین وقت صاف گزر جاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں جس روز یہ حالت ہوتی تھی۔ والدہ فرماتی تھیں "بابا نظام امروز ما مہمان خدائیم" مجھے اس کلام میں بڑی لذت ملتی تھی غیاث پور میں مدت

تک زنبیل گردانی ہوئی۔ اسی زمانے میں سلطان جلال الدین خلجی نے کچھ نقد بھیجا اور اجازت چاہی کہ کوئی گاؤں حضور کے خدمت گاروں کے لئے مقرر کردوں آپ نے انکار کردیا۔ آپ ایک مرتبہ چار روز کے فاقے سے تھے آپ کے پڑوس میں ایک بی بی رہتی تھیں۔ چرخہ کات کر انہوں نے آدہ سیر آٹا جو تھا بھیج دیا۔ زیادہ پانی ڈال کر آپ نے دیگ میں پکوایا۔ جب جوش آیا۔ تو ایک فقیر آیا اور کہا۔ کچھ ہے آپ نے دیگ کی طرف اشارہ کر دیا ہاتھ ڈال ڈال کر کھانے لگا۔ حالانکہ سخت اور تیز گرم تھی۔ اور پھر زمین پر دیگ پلٹ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ درویش نظام الدین نعمت باطنی سے تو تمہیں فرید نے نوازا۔ اور میں نے تمہاری ناداری کی دیگ توڑ دی۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں۔ کہ فتوحات کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ جو کبھی کم نہ ہوا آپ نے تیس سال تک بڑے مجاہدے کئے۔ آپ کا معمول تھا۔ کہ بعد عشاءؒ خادم تسبیح لاکر دے دیتا۔ اور آپ چھت پر آرام کرتے اس وقت سوائے امیر خسرو کے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ حاضر ہو امیر خسرو سے آپ فرماتے کہو ترک آج کیا خبر ہے۔ حضرت خسرو پھر اپنی فصاحت سے حضرت کو خوش کرتے۔ جب وہ رخصت ہو جاتے۔ تو اقبال خادم آتا۔ وضو کے لیئے پانی رکھتا۔ پھر آپ زنجیر لگا لیتے۔ اور راز و نیاز میں مشغول ہو جاتے۔ صبح کو شب بیداری کی وجہ سے آپ کی آنکھیں خمار آلود نظر آتیں۔ آنے جانے والوں کے لیئے تحفے تحائف بھی بھجواتے تھے۔ ظہر کی نماز کے بعد عام لوگ اہل حاجت آتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں۔ راحت رسانی مخلوق اسرار ربوبیت سے ہے۔ سلطان علاؤالدین خلجی آپ سے بدگمان ہوگیا تھا۔ اس نے آپکو بلایا۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اور کہلا دیا کہ بادشاہ میرا رہنا نہیں گوارہ کرتا۔ تو مجھ سے کہلا دے میں یہاں سے چلا جاؤں اس پر اس نے حکم دیا کہ ہفتہ وار نہیں تو ماہانہ آیا کریں۔ تمام مشائخ نے آپ کو مشورہ دیا کہ بادشاہ تند مزاج ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے پیروں کی سنت کے خلاف

نہ کروں گا۔ الغرض جب چاندنی رات آئی سب حیران تھے کہ دیکھئے کیا ہو۔ چنانچہ اسی شب کو خسرو خاں نے قتل کر ڈالا۔ سلطان جلال الدین فیروز شاہ نے ہر چند خواہشِ ملاقات کی مگر آپ نے منظور نہیں کیا۔

جب آپکو خواہش سماع ہوتی تو پہلے حضرت امیر خسرو غزل گاتے دہنی طرف مولنا حسن سنجری اور بائیں طرف خواجہ مبشر سماں باندھتے۔ جس شعر پر وجد ہوتا۔ وہ لکھ لیا جاتا۔ اور سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ سلطان اس سے حظ روحانی حاصل کرتا آپ نے شادی بھی تمام عمر نہیں کی تھی۔ آپ نے انتقال سے چالیس روز پہلے سے کھانا پینا ترک کر دیا تھا۔ اور گریہ غالب ہو گیا تھا۔ بات چیت بھی کم کر دی تھی۔ وقت وفات پیراہن خاص تقسیم کئے گئے۔ یکایک حضرت مخدوم نصیر الدین طلب ہوئے۔ چہار شنبہ کا دن تھا۔ انکو خرقہ مصلا عصا تسبیح کل چیزیں حضرات پیران عظام کی عنایت ہوئیں۔ اور ان سے کہا کہ تم مستقل قیام دلّی میں رکھنا۔ اور یہاں کے باشندوں کی جفا وفا سہنا۔ ابھی نماز مغرب نہ ہونے پائی تھی۔ کہ جان بحق ہوئے۔ نماز جنازہ شیخ الاسلام شیخ رکن الدین نے پڑھائی اور فرمایا کہ چار سال سے۔ مجھے دلّی رہنے کا حکم اس لیئے تھا۔ کہ یہ آخری خدمت انجام دوں۔ آپ نے ہی قبر میں اتارا۔ اور قبر سے نکلتے ہی بیہوش ہو گئے۔ دریافت کرنے پر کہا۔ کہ جب میں نے قبر میں آپ کو اُتارا تو روحانیت سرور عالمؐ نے آپ کو آغوش میں لے لیا مجھے تاب نظارۂ نور نبوت نہ رہی۔ اور بیہوش ہو گیا۔

آپ کا روضہ آج دلّی میں زیارت گاہ خاص وعام ہے آپ کے بائیں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جہاں آرا بیگم صاحب مونس الارواح نے ایک دفعہ حضرت غوث پاک کے روضہ کی زیارت کے لیئے بغداد جانے کا قصد کیا۔ رات کو خواب دیکھا کہ حضرت غوثؓ فرمارہے ہیں۔ جہاں آرا میں تو یہیں ہوں جو نظام الدین ہیں۔ وہ میں ہوں تمام علماء نے آج بھی خواب دیکھا تھا علے الصباح وہ سامان آپ مزار پر چڑھا دیا گیا

اور خدام کو تقسیم کر دیا۔ آپ کے خلفاء بہت تھے۔ خلیفۂ اوّل حضرت چراغ دہلی تھے۔ مولنا حسن سنجری شاعر نے آپ کی ملاقات کے فیض سے شراب نوشی ختم کر دی۔ ایک جاگیر دار کی سند گم ہو گئی تھی آپ نے فرمایا حضرت شیخ العالم کی فاتحہ کرا دو مل جائیگی۔ فاتحہ کیلئے جب حلوہ آیا۔ تو سند ہی کے کاغذ میں آیا، اور بہت سی کرامتیں کتابوں میں درج ہیں:۔

# آپ کے ارشادات

۱۔ عاقل وہ ہے جو پیش آنے والے سفر کا توشہ تیار کرے۔

۲۔ پیر کو مرید سے کوئی طمع نہ رکھنی چاہیئے۔

۳۔ سماع میں وجد لانے والے کے متعلق ارشاد تھا۔ کہ جو کوئلہ انگیٹھی میں چٹختا ہے نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

۴۔ دُعا کے وقت طاعت و معصیت کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔

۵۔ سلامتی ایمان کی علامت وقت وفات چہرہ کا زرد ہونا ہے۔

۶۔ سورہ فاتحہ بسم اللہ کی میم ملا کر پڑھنی حل المشکلات ہے۔

۷۔ یا اللہ، یا رحمٰن۔ یا رحیم پڑھنا رنج و بلا سے نجات دیتا ہے۔

# حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ

نام مبارک محمود عرف نصیر الدین لقب چراغ دہلی مولد اودھ فیض آباد شیخ فاروقی مرید و خلیفہ حضرت سلطان نظام الدین اولیا ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ روز جمعہ تاریخ وفات بعہدِ سلطان فیروز شاہ مزار بیرون دہلی واقع ہے۔ آپ صاحب اسرار اور شیخ طریقت تھے۔ ماہر علوم ظاہر و باطن جتنی کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں نظامیہ سلسلہ میں کسی سے ظاہر نہیں ہوئی چراغ دہلی کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ ایک دن حضور سلطان جی میں حاضر تھے۔ لیکن بیٹھنے کو جگہ نہیں ملی۔ تو آپ نے فرمایا۔ سامنے آکر بیٹھو عرض کیا احباب کی طرف سے پشت ہو گی۔ فرمایا چراغ کی کسی طرف سے پشت نہیں ہوتی اس روز سے لقب چراغ دہلی ہو گیا۔ آپ کے والد کی ولادت لاہور میں ہوئی۔ جو جوانی میں اودھ میں تھے نو برس کی عمر میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ پرورش آپ کی والدہ نے کی۔ جو رابعہ دوراں تھی اور مولنا عبدالکریم شیروانی سے ہدایہ تک آپ نے پڑھا۔ اور پچیس برس کے سن میں بالکل ترک و تجرید اختیار کی۔ اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ سات برس درویشوں کے ساتھ رہے۔ چالیس برس کی عمر میں سلطان جی کے حضور میں حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ بعد حصول بیعت حضرت کی خدمت میں رہے۔ پھر والدہ کی خدمت میں پہنچے۔ ان کی وفات کے بعد دہلی آئے۔ پھر کبھی کبھی اپنی ہمشیرہ سے ملنے جایا کرتے۔ مولانا زین الدین و کمال الدین آپ کے ہمشیر زادے تھے۔ آپ نے ایک دن حضرت امیر خسرو سے کہا۔ آپ میرے لئے اجازت

لے دیجئے۔ کہ میں صحرا میں رہ کر عبادت کروں۔ ارشاد ہوا اس سے کہدو کہ خلق کے درمیان رہ کر خلق کی جفا سہنی ہوگی۔ اور ایثار کرنا ہوگا۔ ایک مرتبہ آپ کو سلطان جی نے بلا کر دریافت کیا، تم کیا چاہتے ہو۔ عرض کیا کہ کفش برادری اس کے بعد میں ہمہ تن ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ آپ ابتداء ہی سے حضرت محبوب الٰہی کی نظروں میں محبوب تھے۔ اور حضرت کے خلفاء حضرت چراغدین دہلی کی ذات پر لب فخر کرتے تھے چنانچہ بعد وفات بھی ولایت آپ ہی کی طرف منتقل ہوئے۔ صبر و شکر فقر و فاقہ آپ کا شیوہ تھا۔ سنت نبوی کے دلدادہ تھے۔ نماز جماعت کے بڑے پابند تھے سنبھالو سے روزہ افطار کیا کرتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ برسوں یہ آرزو رہی کہ تہمد دگوٹہ و دستار پہن کر کسی مسجد یا مزار پر بیٹھوں۔ اب وہ باتیں خواب و خیال ہو گئیں۔ میں شفقت و بے سامانی میں مطمئن رہتا تھا۔ اعزا امداد کر سکتے تھے۔ مگر مزاج شناس ہو گئے تھے۔ اور کھاردے کے لباس میں خوش رہتا تھا۔ جب کوئی درویش ملنے آتا۔ تو حضرت سلطان جی کا خرقہ پہن کر آتا تھا۔ اور لوگوں سے اپنا فقر چھپاتا تھا۔ ایک روز حضرت سلطان الاولیاء فرما رہے تھے کہ مردان غیب کی زندگی سبحان اللہ کیا زندگی ہے۔ نہ زن و فرزند کا فکر نہ روزی و مکان کا اندیشہ آپ حضرت سلطان جی کی خدمت پر ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے۔ آپ ظاہر و باطن حکم شیخ پر فدا تھے۔ اسی واسطے تمام عمر مجرد رہے سلطان محمد تغلق بہکانے پھسلانے سے آپ کا مخالف ہو گیا تھا۔

اس نے دعوت کی اور ظروف نقری و طلائی دستر خوان پر سجائے۔ تاکہ گرفت شرعی مل سکے آپ نے تھوڑا سا کھانا لے کر ہتھیلی پر رکھ کر کھانا شروع کیا حاسد شرمندہ ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کچھ نصیحت فرمائیے!

فرمایا درویشوں کا حسد دل سے نکال دے۔ بادشاہ نے کچھ

نقد ولباس پیش کیا۔ آپ نے توجہ نہ کی چلتے وقت خواجہ نظام الدین نے جو شاہی دبیر تھے۔ انہیں اٹھالیا۔ پھر شاہی حضور میں پہنچا تو بادشاہ نے ہاتھ قلم کرائے جائیے۔

عرض کیا میں خانہ زاد حضرت سلطان الاولیا کا ہوں اور حضرت خلیفہ اعظم ہیں اس کی خدمت کریں۔ مگر بادشاہ گزند نہ پہنچا سکا۔ تغلق چاہتا تھا۔ کہ مشائخ میری خدمت کریں۔ آپ کو بھی پوشاک پہنانے کی خدمت دینی چاہی۔ مگر آپ نے قبول نہ کی قید کر دیئے گئے۔ تو جب آپ کے گلے میں ہنسلی پہنائی جارہی تھی۔ تو شمشیر برہنہ خانوادہ چشت کی ظاہر ہوئے۔ مگر آپ نے اپنی آستین بادشاہ کے سر پر رکھدیں۔ بادشاہ محفوظ رہا آپ بعد نماز عصر کسی سے کلام نہ کرتے تھے۔ ایک قلندر ترالی نام نے بندرہ زخم آپ کو پہنچائے جب خون بہکر باہر پہنچا۔ تو بعض مریدوں سے مریدوں نے چاہا۔ کہ قلندر کو سزا دی آپ نے فرمایا۔ کوئی مزاحم نہ ہو۔ اور بیس اشرفی دے کر روانہ کیا۔ غسل صحت کے بعد تین سال زندہ رہے۔

وقت انتقال مولنا زین الدین نے عرض کیا کہ حضور کسی کو سجادہ نشین مقرر فرمائیں فرمایا۔ جس کے نصیب کا جو کچھ تھا۔ وہ اُسے مل گیا ہر گھر پیران عظام کی برکات میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ حاضرین نے حسب ہدایت عمل کیا۔ بعد فاتحہ حضرت سید محمد گیسو دراز کو دلی میں رہنا گوارا نہ ہوا۔ وہ چارپائی جس پر آپ کو غسل دیا گیا تھا۔ اس کا جھلنگا گلے میں ڈال کر دکن کو چل دیئے کہ یہ میرا خرقہ ہے کہتے ہیں۔ اس جھلنگا میں سے ذرا سا بھی نکال کر جسے دے دیا۔ کامل ہو گیا۔ آپ کے خلفاء اور بہت ہیں۔ فیروز شاہ اس شرط پر تخت نشین ہوا تھا۔ کہ میرے ہاتھ سے کسی پر ظلم نہ ہو۔ اور میرے عہد میں امساک باراں نہ ہو۔ آپ نے اس کا اطمینان کر دیا تھا۔ جب جواہر سنگھ جاٹ نے دلی کو لوٹا۔ تو چراغ دہلی میں ایک برہمن رہتا تھا۔ اس برہمن نے با اعتقاد آپ کے مزار پر جا کر عرض کیا۔ آپ کی رعایا ہیں آپ نے خواب میں فرمایا۔ کہ دروازے بند کیئے۔

اطمینان سے بیٹھے رہو دشمنوں کو موضع چراغ دلی نظر ہی نہ آیا ۔ آپ کا ارشاد ہے ۔ مخلوق سے نیکی کرنے والا نقصان میں نہیں رہتا ۔ کسب مانع توکل نہیں ۔ اگر نظر حق تعالیٰ پر ہو ۔ سب حاجتیں حق تعالیٰ کو تفویض کردو ۔ درویشی کا سرمایہ مجاہدہ ہے ۔ راحت خانۂ فقر میں ہے ۔ دنیادار کے گھر نہیں ۔ بزرگ قسم کے ہیں ۔ صاحب ناز ۔ صاحب نیاز پابند شریعت ہوتے ہیں ۔ صاحب ناز گستاخ

---

# امام الاولیاء حضرت سیدنا حاجی وارث علی شاہ صاحب (رح)

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ۔
کہ میرے نطق نے بوسے مرے دہن کیلئے

حضرت اقدس کے جو کچھ واقعات یا کرامات ہیں ۔ وہ فطری ہیں ۔ جو ظہور پذیر ہوئے آپ کی کرامات ثابت کرنے کے لیئے دلائل کی ضرورت نہیں ۔ اس لیئے ۔ کہ ان کے دیکھنے والے ابھی بہت سے بقید حیات ہیں اور ہر ملک میں آپ کی ولایت کا شہرہ عام ہے ہر مذہب وملت کے لوگ آپ کے معترف ہیں اور فیضیاب ہوتے تھے ۔ ذیل کے واقعات مشتے نمونہ از خروارے ہیں ۔ جنات بھی اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے آپ کی پاکیزہ زندگی ابتدائے انتہا تک سبق آموز رشد وہدایت ہے ۔ پابرہنہ ۔ دائم الصوم رہنا آں اظہار بر فریفتگی تجرد میں بسر کرنی ایک حالت پر احرام میں زندگی بسر کرنی آپ کا طرۂ امتیاز تھا ۔

اور یہ سب امور فطری تھے ۔ اور آپ کی خصوصیت آپ کے حالات میں متعدد کتابیں چھپ چکی ہیں ۔ مگر ان سب کتابوں میں بھی پورے حالات نہیں سما سکے ۔ جس قدر زیادہ

جھان بین کی جاتی ہے۔ اسی قدر آپ کی عظمت دل پر مسلط ہوتی ہے۔ معاصرین بزرگان کرام کی طرف سے اظہار عقیدت مندی اس امر کی دلیل ہے، کہ آپ اپنے وقت کے امام الاولیاء تھے مادر زاد ولی تھے۔ اور حج کی خصوصیت ایسی مشہور ہے کہ محض حاجی صاحب کہنے سے ہی دماغ آپ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

آپ صحیح معنوں میں وارثِ علی تھے۔ آپ کی جائے ولادت و وفات کا شرف قصبہ دیوہ ضلع بارہ بنکی کو حاصل ہے۔ تاریخ ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۳۸ھ ہے آپ کی عظمت و سعادت اظہر من الشمس ہے۔ خاندان نیشاپوری سے آپ کا سلسلہ ملتا ہے آپ کی والد ماجد حکیم سید قربان علی صاحب نے آپ کو عالم صغر سنی ہی میں یتیم ولسیہ کر دیا تھا۔ پانچ سال کی عمر میں مولانا سید مظہر علی شہید سے رسم بسم اللہ خوانی کا آغاز ہوا۔ مگر آپ دوسرے بچوں کی طرح سبق رٹنے کی بجائے تفکر میں غرق رہتے تھے سات برس کی عمر میں کلام پاک حفظ کر لیا۔ اور سیدنا حاجی خادم علی شاہ صاحب نے جو آپ کے برادر نسبتی تھے۔ مدرسہ فرنگی محل میں داخل کرا دیا۔ جہاں آپ نے کتب درسیہ و انتہائی کا درس لیا۔ اُس زمانے کے اساتذہ کا خیال تھا۔ کہ آپ ازلی طور پر پڑھے پڑھائے تھے۔ اور پیدائشی ہی ولی کامل تھے۔ آپ بچپن ہی سے بڑی عمر کے لوگوں میں بیٹھتے اور خلوت و تنہائی میں رہنے کے عادی تھے اور عالم ربودگی شروع ہی سے طاری رہتا تھا۔ لوگ محبت سے میٹھن میاں کہتے تھے۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ کے نقشے دیکھ کر فرمایا۔ اصل دیکھنی چاہیئے نقل تو نقل ہی ہے۔ آپ کو تیراکی کا شوق بھی تھا۔ آخر دریائے وحدت میں غوطہ لگا کر معرفت نکال ہی لیا رات رات بھر آپ حضرت شاہ منعم کی درگاہ میں اَفضل داذ کار و اشغال میں مصروف رہتے تھے۔

حضرت سیدنا خادم علیشاہ صاحب آپ کے حالات سے بڑے متاثر ہوئے تھے۔ اور بہت زیادہ آپ پر شفقت فرماتے تھے۔ آپ کی وفات پر امام الاولیاہی

آپ کے جانشین بنائے گئے ۔ حضرت خادم علی شاہ صاحب کی تاریخ وفات ۴ صفر ہے آپ کی سجادہ نشینی اگرچہ عالم طفولیت میں ہوئی تھی ۔ مگر بڑے بڑے آپ کے تو ہر خدا داد سے ماند پڑ گئے ۔

بقول حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب بانسہری رحمۃ اللہ علیہ کہ دو میری پانچویں پشت سے اک آفتاب روشن ہوگا ۔ حافظ گلاب شاہ وارثی اکبر آبادی کہتے ہیں ۔ کہ میں سو رہا تھا ۔ خواب دیکھا کوئی کہہ رہا ہے ۔ صاحبزادے اگر تم مرید ہونا چاہتے ہو ۔ تو پورب سے اک بزرگ آئے ہیں ۔ ان سے ہو جاؤ ۔ میں بے چین ہو گیا ۔ کچھ عرصہ بعد خواب دیکھا کہ وہ بزرگ آگئے ۔ سرائے میں مقیم ہیں ۔ میں گھر سے نکلا سرائے میں پہنچا ۔ رات کے ۲ بجے تھے میں نے تاک جھانک شروع کی ایک کوٹھڑی سے آواز آئی ۔ حافظ گلاب تم آگئے ہو ۔ آؤ اندر آجاؤ میں سنتے ہی اندر گیا ۔ اور قدم بوس ہوا ۔ حضور کی عمر ۱۳ سال تھی ۔ اور میری ۱۸ سال کی ۔ میں مرید ہو کر آپ کو اپنے مکان پر لے آیا ۔ سیزدہ سال کی عمر میں آپ نے حج کا ارادہ فرمایا ۔ حرمین شریفین سے آپ کو بڑی انسیت تھی ۔ سترہ حج آپ نے کیئے جن میں ۳ مرتبہ خشکی سے سفر کیا ۔ باقی سمندری سفر سے کیئے ۔ جن میں بادبانی (یعنی ہوا سے چلنے والے) جہاز بھی شامل ہیں دوسرے اماکن مقدسہ کی زیارت بھی کی اس زمانے میں بے شمار مخلوق آپ سے بیعت ہوئی چنانچہ سلطان عبدالمجید خان والی ترکی بھی ۔ آپ کے حلقہ بگوش میں شامل ہیں ۔ مکہ معظمہ میں پہلی مرتبہ ایک مجذوب سے ملے جنہوں نے آپ کو آپ کی امانت سونپی اور ساتھ ہی جان بھی خدا کو سونپ دی ۔

ریاضت میں آپ نے اکثر سات سات دن کے بعد روزہ افطار فرمایا ہے ۔ تکلفات سے آپ بالکل معرا تھے ۔ ۳۶ سال کی عمر سے ۔ ۴ سال تک آپ کو کسی نے سوتا نہیں پایا ۔ راتوں کو نوافل میں بسر کرتے تھے ۔

اخفائے معمول بھی مدِ نظر تھا ۔ شکوہ شکایت کو خلاف صبر و رضا سمجھتے تھے ۔ اور فرمایا

کرتے تھے۔ کہ معشوق کی دی ہوئی تکلیف کے میسر ہوتی ہے۔ شکوہ شکایت پر آپ ناراض ہوتے تھے۔ محبت آپ کی خاص منزل تھی۔ ہزاروں کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں۔ آپ کی پائے مبارک کبھی کیچڑ سے آلودہ نہیں ہوتے تھے۔ کبھی کسی سے آپ نے نذر نیاز نہیں لی۔ مزاج مستغنی تھا۔ فرمایا کرتے تھے۔ جو طمع میں گھر جاتے۔ ہمارا نہیں یہ بھی ارشاد تھا۔ کہ بڑی فقیری یہ ہے۔ کہ ہاتھ نہ پھیلے۔ اکل و شرب میں کسی چیز کی خواہش آپ نے نہیں کی۔ البتہ مچھلی آپ نے کبھی نہیں کھائی۔ بلکہ جس برتن میں پکتی تھی۔ اس میں پکا ہوا کھانا بھی نہ کھاتے تھے۔ نشست کھانا کھاتے وقت اکڑوں اور سر ڈھکا ہوتا تھا۔ بعد طعام استنجہ کو ضرور جاتے اور قیلولہ کا بھی معمول تھا۔ لباس سے بھی شان عشق نمایاں ہے۔ زرد رنگ کا احرام مرغوب تھا۔ جنکو احرام عطا فرماتے تھے۔ اُنپر پابندیاں بھی عاید فرماتے تھے۔ اگرچہ آجکل کے مریدوں میں وہ پابندیاں کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ سُرخ اور سیاہ احرام بھی آپ نے نہیں پہنا۔

پابندی وضع کا بڑا لحاظ فرماتے تھے آخر وقت جب چلنے پھرنے میں دقت محسوس ہوئی تو خدام نے پالکی کا انتظام کر دیا تھا۔ اور بڑے بڑے ذی رتبہ لوگ پالکی اٹھانی اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ انداز تکلم بھی نہایت دلفریب تھا۔ مختصر اور مؤثر الفاظ ہوتے تھے زبان میں کسی قدر لکنت تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑی سے بڑی الجھنیں سلجھ جاتی تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے پوچھا حال لانا کیسا ہے۔ فرمایا سخت برا اسی وقت پھر کسی نے کہا؟

حضرت حال آنا کیسا ہے۔ ایک مرتبہ دربھنگہ میں آپ مقیم تھے کہ ایک عرب حاضر ہوئے آپ نے فرمایا۔ مدنی صاحب کل آپ کی خاطر ہو جائے گی۔ دوسرے دن انھیں تہمد عطا ہوا۔ اور فرمایا۔ لو یہ تمہارا حصہ ہے۔ خدا جانے اس فقرے میں کیا اثر تھا۔

عرب صاحب پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ کپڑے پھاڑنے حضور متبسم ہی فرماتے رہے
کہ یہ اُن کو کیا ہوگیا۔ بالآخر اُن کو تہمد بندھوا کر حکم ہوا کہ صادق علی خاں کے بنگلے میں رہا کرو۔
اگر دل گھبرائے تو مدینہ چلے جانا۔ وہاں جمعہ کے جمعہ ہم سے بھی ملاقات ہو جایا کرے گی
دوسری قوموں کے فقراء بھی آپ سے مرادیں حاصل کرتے تھے۔ بڑے بڑے مخالف
آپ کے سامنے سنی بھول جاتے تھے۔ آپ کا کہنا ہے کہ پابندی شریعت اور اتباع سنت
لازمی ہے۔ آپ اپنی منزل عشق کو بہت سراہا کرتے تھے۔ بیشتر آنکھیں نم
آلود رہتی تھیں۔

عالم سکوت طاری رہتا تھا۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ عشق میں ذات صفات سب
گم ہو جاتی ہر عشق میں انتظام نہیں۔ عاشق کا مرید بے ایمان نہیں مرتا۔ فقیر کم نہیں
مشائخ زیادہ جو ہم سے محبت کرے۔ ہمارا ہر عاشق کا گوشت درندے پر حرام ہے
محبت ہے تو سب کچھ ہے۔ محبت نہیں تو کچھ نہیں۔ خدا آسمان پر نہیں ہے۔ ہم تم میں
چھپ کر سب کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ بس ایک صورت بگڑ کر خدا مل جائے گا۔ انا الحق
سب کہنے کو تیار ہیں۔ انا الشیطان و انا الیزید کوئی نہیں کہتا۔ یہ بات مشکل ہے تصدیق
بڑی چیز ہے۔

آپ کو پابندی مذہب کا بڑا خیال تھا۔ اہل السنن کے مسلم عقائد کی تعلیم بھی آپ
سے ملتی تھی۔ حالانکہ صوفیاء تفضیل کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ مولود شریف و گیارہویں
شریف کی محافل سے بھی بڑے خوش ہوتے تھے۔ محرم شریف میں حضرت سید الشہداء کے
ایصال ثواب کیلئے مجالس ہوتی تھیں اور اس زمانے میں آپ لغایت درجہ عالم سکوت میں
دیکھے گئے۔ یہ سماع بھی آپ نے سنا ہے مگر وجد و حال میں شان دیکھے گئے۔ اس لئے کہ
استغراق زیادہ رہتا تھا۔ نماز پابندی سے پڑھتے تھے۔ بعد مغرب انگلیوں پر بھی کچھ
پڑھتے تھے۔ مزاج میں مزاح بھی تھا کسی پر خفگی فرماتے تو وہ کرم فرمائی کی تمہید ہوتی

ایک صاحب نے آپ کو ۶۰ مرتبہ سامنے سے گزر کر سلام کیا۔ آپ نے ہر مرتبہ خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ علماء کا احترام بہی فرماتے تھے۔ خاکساری بدرجہ اتم تھی۔ ۲۰ محرم ۱۳۲۳ھ کو مزاج ناساز ہوا مگر معمول میں فرق نہیں آیا۔ ایک صحیفۃ النفیس دنوں میں حاضر ہوا اور بے چین ہو کر کہا کہ میاں اب تو اچھے ہو جاؤ۔ حضور بھی بے چین ہو گئے۔ فرمایا ہم تو بالکل اچھے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ بیمار ہیں۔ یکم محرم ۱۳۲۳ھ جمعہ کے دن صبح صادق کے وقت وفات فرمائی۔ مادہ تاریخ ہے۔

ع عاشق صادق ملا معشوق سے

۲۳ ھ ۱۳۔

# حضرت یحییٰ معاذ الرازی رحمۃ اللہ علیہ

واعظ شیخ مشہور یحییٰ واعظ صاحب تصانیف پاک سخن۔ کبھی گناہ کبیرہ نہیں کیا۔ سوائے آپ کے خلفائے راشدین کے منبر پر کوئی نہیں چڑھا۔ آپ کا قول تھا دنیا خواب ہے۔ آخرت بیداری۔ ایک دفعہ شمع جل رہی تھی۔ جو ہوا سے بجھ گئی آپ رونے لگے۔ اس لئے کہ کہیں شمع توحید گل نہ ہو جائے۔ بے نیازی کی ہوا سے۔

آپ کے ارشادات

۱۔ فرمایا! تو حق تعالے کے کام میں مشغول ہو۔ وہ تیرے کام میں مشغول ہو گا۔
۲۔ فرمایا! موت اگر فروخت ہوتی تو بہتر یہ تھا کہ لوگ اسے ہی خریدتے۔
۳۔ دنیا شیطان کی دوکان ہے۔
۴۔ شکر کی انتہا تحیر ہے۔ اور عبادت کی زینت خوف ہے۔
۵۔ زہد کی ذ سے مراد ترک زینت ہ سے مراد ترک ہوا د حرص د سے مراد ترک دنیا ہے۔

۶ درویشی سوائے خدا کے ہر چیز سے استغنا ہے۔

آپ فرمایا کرتے الٰہی جو جو مجھے دنیا میں دینا چاہتا ہے۔ وہ کافروں کو دے دے اور جو آخرت میں دے۔ وہ مومنوں کو دے دے۔ میں تجھے چاہتا ہوں۔ آپ مقروض ہو گئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ سفر کر خراسان میں آپ وعظ کہہ رہے تھے۔ کہ لوگو میں رسول پاک کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ مجھ پر قرض ہے۔ ادا کر دتین شخص تیار ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ میں تو ایک شخص ہی سے لوں گا۔ بلکہ میں آپ کو ایک شخص نے دیئے وہ قزاقوں نے چھین لیئے۔ پھر مرد میں چار دن آپ نے وعظ کہا اور درم دیئے۔ آپ نے وصیت کی لڑکے کو یہ قرض خوروں کو دے کر باقی فقراء کو تقسیم کر دینا۔ پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے پتھر آکر لگا کہ جاں بر نہ ہو سکے۔ اور وفات ہو گئی۔ مزار نیشاپور میں ہے آپ غنا کو فقر پر ترجیح دیتے تھے۔ تاریخ وفات نہیں معلوم ہو سکی۔

---

# سیدنا حضرت جماعت علی شاہ صاحب لاثانی رح

آپ بتاریخ ۲۱ ماہ ساون سمہ ۱۹۱۶ بکرمی مطابق سنہ ۱۲۷۶ ھجری المقدس بروز جمعۃ المبارک بوقت صبح بمقام علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اور بروز یکشنبہ ۱۶ شعبان سنہ ۱۳۵۸ ھجری المقدس مطابق یکم اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ بوقت بعد نماز مغرب وفات پائی۔ آپ کا روضہ علی پور سیداں میں فیوضات و برکات کا منبع ہے جہاں ہر وقت طالبوں کا میلہ لگا رہتا ہے۔

آپ بچپن ہی سے کبھی غافل نہیں رہے۔ نہایت محنتی تھے۔ عادات نہایت پاکیزہ دوسرے لڑکوں کی طرح نہ کھیلتے اکثر اکیلے چپ چاپ بیٹھے رہتے۔ والدین کو

کو بھی آپ بہت عزیز تھے۔ لڑکے بھی آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو گھر سے کئی کئی دن تک غائب رہتے۔ بالآخر جب والدین تلاش کرتے تو آپ کو کسی فقیر یا خانقاہ میں دیکھتے۔ غرضیکہ کوئی اندرونی جذبہ تھا۔ جو آپ کو بے قرار کر رہا تھا۔ جوں جوں آپ کی عمر مبارک بڑھتی گئی۔ آپ کا روحانی ذوق وشوق اور محبت الٰہی میں ترقی ہوتی گئی۔ حضور نے زمانہ طفولیت اپنے والدین کے زیر سایہ نہایت پاکیزہ دل پسندیدہ روش سے بسر کیا۔ اور کسی یگانہ وبیگانہ کی دل آزاری نہ کی۔ گیارہ برس کی عمر میں مولوی عبدالرشید صاحب کے پاس علوم دینی کے لئے زانوئے تلمذ تہ کئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن شریف اور حدیث پاک وفقہ والتصوف کی ضروری کتب پڑھ لیں۔ حکایات صالحین سننے کا بہت شوق تھا۔ خلوت کو پسند فرماتے۔ جب آپ جوان ہوئے تو محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رنگ لائی۔ اور آپ مرشد کامل کی تلاش میں مصروف ہوئے۔ بالآخر سلسلہ نقشبندیہ کے قطب زماں۔ حضرت باداجی فقیر محمد چوراہی صاحب کے دست حق پر بیعت کی۔ جب آپ بیعت ہو گئے۔ تو روحانی تربیت شروع ہو گئی۔ اور چند دنوں میں باداجی صاحب کے منظورِ نظر ہو گئے۔ کچھ مدت باداجی کے پاس رہ کر آپ نے ساری نعمتیں حاصل کرلیں۔ جن کا آپ کو اشتیاق تھا۔ حضرت باداجی نے جب دیکھا کہ آپ سب انعام روحانیت سے مزین ہو چکے ہیں۔ تو باداجی نے خوش ہو کر آپ کو خلعت خلافت عطا فرمائی۔ اور چند ضروری نصیحتوں کے ساتھ آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اسوقت آپ کے قلب اطہر پر تجلیات کی بارش تھی۔ اور چہرہ اقدس نور سے روشن تھا گویا۔ آپ پر رنگ الٰہی کا پورا پورا رنگ چڑھ گیا۔ اور علی پور شریف واپس تشریف لے آئے۔

آپ کی سخاوت کا کوئی حساب نہیں۔ ہر چھ ماہ کے بعد گھر کا سب سامان راہ للہ دے دیتے۔ کسی سوالی کو خالی نہ لوٹاتے۔ اور عموماً کھیتی باڑی میں خود کام کرتے

لباس سادہ پہنتے اور سادہ غذا کھاتے۔ اطباع رسول اللہ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے مستحب بھی نہ چھوڑے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد بے اندازہ ہے۔ غیر مسلم تو میں بھی آپ کی فیض رسانی تحت منع کرتے۔ ایک دفعہ آپ نے راوی پار کرنے کے لئے ملاح کو کہا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے مریدوں سے کہا کہ اللہ کا نام لے کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اسی طریقہ پر سب نے دریائے راوی پار کیا۔ یہ دیکھ کر ملاح حیران رہ گیا۔ کہ یہاں گھوڑی اسوار نہیں گذر سکتا یہ کیسے گذر گئے۔ اور مریدوں کا کہنا ہے کہ جب ہم راوی میں سے گذر رہے تھے تو ہماری پنڈلیوں تک صرف پانی تھا۔ ایک بار آپ موضع نرگاہ جا رہے تھے۔ کہ راستے میں آپ سے کسی نے میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کی اس کرامت کا ذکر کیا۔ جس میں انہوں نے بچوں والی کتیا کو زندہ کیا تھا۔ آپ سن کر خاموش رہے کچھ سفر کرنے کے بعد ایک کھیت پر سے گذر ہوا۔ جہاں ایک بہرا (بمعنی ہندو ماچھی) بیٹھا چارہ کاٹ رہا تھا۔ آپ نے نظر کرم کی اور ولی بنا دیا۔ اور پاس بلا کر دست شفقت سینہ پر پھیرا وہ اسی وقت خود بخود مسلمان ہو گیا۔ اور ہدایت چاہی آپ نے نماز روزہ کی تلقین کی اور خلافت مرحمت فرمائی۔ اور دیگر مریدوں سے آپ نے کہا۔ کتے زندہ کرنا کوئی کمال نہیں۔ وہ تو لوگوں کے برتن پلید کرے گا۔ کمال یہ ہے کہ کسی انسان کا دل زندہ کیا جائے۔ جس سے لوگ ہدایت پائیں۔

آپ ریاضت اور زہد و تقوی میں بھی کمال درجہ رکھتے تھے۔ حبس دم اس قدر کرتے کہ چوبیس ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک بار سانس لیتے۔ بوجہ ریاضت آپ بیمار ہو گئے۔ تو ایک پسرور کے حکیم صاحب کو بلایا گیا۔ جنہوں نے دیکھ کر تشخیص کی کہ آپ زیادہ عبادت نہ کیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ حکیم صاحب میں اس علاج سے ایسے ہی بہتر ہوں۔

غرضیکہ آپ کی لاثانی زندگی کے حالات کون قلم بند کر سکتا ہے۔ مفصل حالات پڑھنے کے لئے آپ انوار لاثانی منگوا کر پڑھیں

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ جو آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے۔ اُن کی اولاد باقی ہے۔ جن میں آپ کے پوتے صاحبزادہ سید علی حسین شاہ صاحب منظورِ نظر ہیں اور دادا پاک کی طرح دنیا کو فیضیاب کر رہے ہیں۔ اُن کے علاوہ دوسرے صاحبزادگان بھی خلعت حاصل کر چکے ہیں۔

## آپ کے ارشادات

۱۔ کوا حریص جانور ہے۔ جو علی الصبح ہی روزی کی تلاش میں پھرنا شروع کر دیتا ہے اور فاختہ علی الصبح تسبیح پڑھتی ہے۔ اور دن چڑھے روزی کی جستجو کرتی ہے۔

۲۔ عمل کیلئے صرف ذکر ہی کافی ہے۔ جو مذکور تک خود پہنچا دے گا۔

۳۔ ذکر! حضورِ قلب اور شوق سے کرو۔

۴۔ پیٹ مثل تنور ہے۔ ایندھن سے بھی گرم ہو سکتا ہے۔ اور تنکوں سے بھی بہتر یہ ہے کہ سادہ غذا کھاؤ۔ جس سے صرف زندگی قائم رہے۔ اور یادِ خدا ہو سکے۔

۵۔ فرمایا! اُس پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا حرام ہے۔ جو اپنے مرید کے حال سے واقف نہ ہو۔

۶۔ فرمایا! وہ پیر کیسا! جو مُرید کو گھر بیٹھے بیت اللہ نہ دکھائے۔

۷۔ لا طالع لا جامع لا مانع پر عمل کرنا چاہیئے۔ پیری کو ذریعہ معاش نہ بنانا چاہیئے۔ کسب حلال سے روزی پیدا کرنی چاہیئے۔

۸۔ پیر کو خدا نہ سمجھو۔ اور اپنی زبان بند رکھو۔

۹۔ دنیا کے لیئے پیر کے پاس جانا حرام ہے۔

۱۰۔ درویش وہ ہے جو ذاتِ باری کے سوا سب سے بے نیاز ہو۔

۱۱۔ از خدا جز خدا چیزے مخواہ۔ یعنی خدا سے خدا کے سوا کچھ نہ مانگ۔

اعلیٰحضرت

# سیّد محمد حسین صاحب عرف بابا تھتھے شاہ صاحب رح

آپ کا پورا نام سید محمد حسین شاہ ہے۔ مگر آپ مشہور تھتھے شاہ کے لقب سے ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید امام علی شاہ تھا۔ جنکی رہائش ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور ریلوے اسٹیشن الہڑ موضع لسرائیں تھی۔ آپ ۲ مئی ۱۸۹۲ء بروز منگل وار موضع لسرائیں ہی پیدا ہوئے۔ ابھی آپ کی عمر ۶ ماہ ہی کی تھی۔ کہ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے پانچ بھائی تھے۔ آپ سب سے چھوٹے تھے۔ آپ کے والد صاحب ہمیشہ باہر ہی رہتے تھے۔ بھاوجوں کے ناروا سلوک سے آپ والد کی تلاش میں گھر سے نکلے۔ ضلع گجرات اور جہلم کی طرف جانے کی بجائے ضلع شیخوپورہ خانقاہ ڈوگراں تشریف لے گئے۔ والد صاحب کے نہ ملنے اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے آپ سخت پریشان اور اداس تھے۔ ان ہی حالات میں آپ خانقاہ ڈوگراں کے دربار پر پانچ دن قیام کیا۔ آخری دن ایک برگزیدہ ہستی مجذوب کی ہستی میں آپ سے ملے اور دریافت کیا کہ بیٹا آپ کیوں پریشان ہیں۔ آپ نے تمام واقعہ بیان کیا تو اُن بزرگوں نے فرمایا۔ بیٹا پریشان نہ ہوں۔ بلکہ آپ اپنا منہ کھولیں۔ آپ نے اپنا منہ کھولا۔ تو اُن بزرگوں نے اپنا لعاب آپکے منہ میں ڈال دیا۔ بس اسی حالت میں آپ پہ مستی طاری ہو گئی۔ کیف و سرور کی اس حالت میں آپ نے جگہ جگہ بیٹھ کر زہد کمایا۔ کیونکہ فقیری میں بہت سی منزلیں ہوتی ہیں۔ آپ موضع لدھڑ میں تھے جب والد صاحب فوت ہو گئے۔ ۱۲ ماہ جائے پیدائش پر رہے پھر آپ وہاں سے نکل آئے۔

چند روز موضع دلم میں رہنے کے بعد آپ موضع اداگورایہ چک نمبر ۴۳/ ج۔ب میں تشریف لے آئے۔ آپ کے بڑے بھائی آپ کی تلاش کرتے ہوئے چک نمبر ۴۳ میں پہنچے اور دوسری دفعہ قبلہ عالم کو ساتھ لے کر موضع لسبرا چلے گئے۔ اور آپ کی شادی بخاری خاندان میں کر دی۔ شادی کے فوراً بعد آپ پھر لائل پور کے جنگلات کی طرف نکل گئے۔ اور پھر آپ کا تقریباً ۶ سال کسی کو پتہ نہ مل سکا۔ پھر آپ خود ہی موضع لسبرا تشریف لے آئے کچھ عرصہ لسبرا میں قیام کرنے کے بعد آپ پھر انہی جنگلات میں یاد الٰہی کی لگن میں تین سال تک دنیا ومافیہا سے بے خبر رہے۔ آہستہ آہستہ پھر آپ موضع لسبرا میں وقتاً فوقتاً آ کر مختصر قیام کرتے رہے۔ مگر آپ نے دنیاوی ذمہ داریوں کو نہ تو پہلے ہی قبول کیا تھا اور نہ ہی اس وقت قبول کیا۔

آخری عمر میں بھی آپ نماز، روزہ اور تہجد کے اتنے پابند تھے کہ آخری ۲ سالوں میں آپ سخت علیل ہونے پر بھی کسی حالت میں بھی یاد الٰہی سے غافل نہ ہوتے تھے حتیٰ کہ بستر پر ہوتے وقت آپ نے تمام عمر نہ تو خانہ کعبہ اور نہ ہی قبلہ اول (قطب) کی طرف کبھی اپنی پشت تک نہ ہونے دی۔

سال ۱۹۶۳ء بروز منگل وار ۲۳ مئی کو بوقت ۴ بجے شام آپ اس دار فانی سے پردہ پوش ہو گئے۔ جن کا مزار چک نمبر ۱۹۰ سیون۔ آر ضلع بہاولنگر متصل فورٹ عباس ریلوے اسٹیشن کھچی والہ میں دنیا کے لیے منبع فیض بنا ہوا ہے۔ دربار عالیہ کے گدی نشین آپ کے صاحبزادے سید نذیر حسین شاہ صاحب آج دنیا کے لیے چشمہ فیض لٹا رہے ہیں۔

سال ۱۹۳۰ء میں آپ چولستان میں تشریف لائے اور کچھ اراضی خرید کی اور پھر آپ واپس لسبرا ضلع سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور اپنے صاحبزادے سید نذیر حسین شاہ کو چولستان میں چھوڑ گئے۔ جو آج کل سجادہ نشین ہیں۔

# وارثی فقراء رح

۱۔ میاں ابوالحسن شاہ صاحب اٹاوہ دائم الصوم وقائم الیل احرام پوش آپ کے مزار کی خدمات میاں محمود شاہ صاحب انجام دے رہے ہیں۔

۲۔ میاں سیارہ شاہ وارثی مرادآبادی کلیر میں مزار پر خوب گاتے تھے۔

۳۔ الف شاہ صاحب گنیا آج کل آپ صدر حلقہ فقراء ہیں۔

۴۔ ادگھب شاہ صاحب وارثی بھیرالوپی سرکار کے ممتاز مرید صاحب سجادہ خاندانی ہیں۔

۵۔ برباد شاہ صاحب وارثی خاص فقیر تھے۔ حالت سماع میں بمقام دیوہ شریف واصل الی اللہ ہوئے۔

۶۔ میاں بیدم شاہ صاحب بڑے مشہور شاعر مخمور چشم تھے۔ مزار دیوا شریف میں ہے۔

۷۔ میاں معروف شاہ صاحب رئیس دیوہ سرکار عاشق زار مزار شریف بھی دیوہ شریف میں ہے۔

۸۔ جناب حافظ پیاری صاحب اصل نام غائب ہے۔ صاحب مجاز سے صاحب حقیقت ہوئے۔ آزاد قلندر مشرب فقیر تھے۔

۹۔ جھنگا شاہ صاحب گوالیاری سیاح تھے۔

۱۰۔ میاں رحیم شاہ وارثی خاص فقیر تھے۔ مزار ڈرلی گنج میں ہے۔

۱۱۔ شاہ شاکر وارثی اٹاوی مغلوب الکیف آزاد منش فقیر تھے۔ مزار دیوہ شریف میں ہے

۱۲ حکیم سید عبداللہ شاہ تحیر وارثی متوطن شاہو بگہ قلندر، مشرب عالم، فاضل بعد انتقال بھی قلب جاری رہا۔ مزار شکور گنج میں ہے۔

۱۳۔ حاجی شاہ فضل حسین اٹاوی آپ کی تہجد کی اجازت بھی ملی ہوئی تھی۔ عاشق سرکار تھے۔

۱۴ مولانا فضیحت شاہ صاحب وارثی عالم فاضل، سراپا محبت ہی محبت تھے۔ بازید میں انتقال فرمایا۔

۱۵ حاجی فیضو شاہ صاحب خادم بارگاہ وارثیہ۔ تیس سال بلقید ترک حیوانات روزہ رکھا۔

۱۶ محبت شاہ صاحب پنجابی درویش راولپنڈی کے رہنے والے سیلو ہار میں انتقال کیا۔ اسم بامسمیٰ تھے۔

۱۷ حاجی مطلوب شاہ صاحب پانی پتی ملامت کیشی۔

۱۸ حاجی کلو شاہ صاحب وارثی ساکن ہرٹل تمام عمر روزے رکھے۔ سہارن پور میں انتقال کیا۔

(نوٹ)

ان حضرات کے علاوہ بہت سے فقرا آپ کے سداسہاگ بھی ہوئے ہیں۔ اور اکثر عورتیں بھی احرام پوش موجود ہیں
جنات کی قوم کثرت سے وارثیوں کی مرید ہوتی ہے

# اَلحمدُ لِلّٰہ!

خُدا تعالیٰ ۔ کا شکر ہے کہ آج مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو یہ کتاب بعد خوبی ختم ہو گئی ۔

آج ۔ سرکار اقدس میرے شیخ کی سالانہ فاتحہ کی شب بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ وارث پاک کے صدقے سے اور جملہ بزرگان کے طفیل مجھے اپنی رحمت سے نوازے اور پڑھنے والوں کی دلی مرادیں پوری ہوں ۔

آمین

از صوفی وارثی میرٹھی
۵ ستمبر ۱۹۵۶ء

---

جہانگیر بک ڈپو ۔ اردو بازار لاہور ۲

# لاثانی اعمالِ قرآنی

مُصنّفہ، مؤلفہ حضرت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ

قرآن پاک میں ہر مشکل کا حل اور ہر بیماری کا علاج موجود ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح
نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے مختلف اقسام کی بیماریوں اور رُوحانی تکالیف اور پریشانیوں کا علاج بذریعہ آیات
اس کتاب میں تحریر فرمایا ہے۔

اسمِ اعظم مغفرت۔ استقامت قلب و وسوسوں سے نجات۔ اعمال کا مقبول ہونا۔ دوزخ سے نجات۔ زیارت رسول ا
فسق و فجور سے باز آنا۔ روزگار میں اضافہ۔ ہمیشہ خوش رہنا مشکلات کا آسان ہونا۔ میاں بیوی میں محبت، بانجھ پ
علاج۔ حفاظت حمل۔ دردِ زہ کم کرنا۔ اولاد نرینہ کا پیدا ہونا لڑکے کا زندہ رہنا۔ ادائیگی قرض۔ حاکم کا مہربان۔ تسخیر قلو
جنات وغیرہ سے حفاظت۔ تسخیرِ جن۔ دافع اسیب۔ تعویذ نظرِ بد۔ امن و امان۔ جانوروں سے حفاظت۔ اناج
برکت ہونا۔ زراعت میں ترقی بخار و بیماری۔ بواسیر کا علاج۔ بار بار ناف ٹلنے کا علاج
درد داڑھ۔ درد کان۔ درد آنکھ۔ درد گردہ۔ تقویت بصر۔ بخار ہر قسم۔ مرگی۔ لقوہ۔ فالج۔ کوڑھ۔ خارش
چیچک۔ پیشاب کا بند ہونا۔ احتلام۔ تلاش گمشدہ۔ برائے حفاظت مال۔ موذی جانور
سے نجات۔ اس کے علاوہ اور بہت سی تکالیف اور مشکلات کا حل درج ہے۔

لکھائی چھپائی عمدہ جلد پلاسٹک کور قیمت ۲۴/- روپے

## جہانگیر بک ڈپو، اردو بازار، لاہور


75.